ہو العلی الاعلیٰ

# خورشید محشر

یعنی

ملاح آلِ محمد مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی کی غزلوں کا دیوان

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو

نور المطابع لکھنو میں چھپا

قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک



# حمد آن سلطان عالم راکہ عالم پرتو است
# آشنا و در راہ ایمان تن و جان ارہیست

**تمہید** فطرت پسند حضرات اچھی طرح آگاہ ہین کہ انسان اپنے جذبات کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ کا محتاج ہی۔ گو نثر کی آزادی۔ روانی۔ مناسبت۔ ایک نثار کے مافی الضمیر کا اظہار اُسکی خواہش کے موافق کر سکتی ہی۔ مگر فلسفیانہ نظر جب ڈالیگا تو ایک طویل عبارت کے قائم کیے ہوئے جذبات کو شعر کے دو مصرعے اس خوبی سے ادا کر دینگے کہ جواب نہین مگر ہم مین سے بہت کم لوگ اس سے واقف ہین کہ ان دو مصرعوں کا مربوط کرنے والا اپنی کن کن قوتون سے کام لیتا ہی۔ خیالی قوت کو کس حد تک پہونچاتا ہی۔ دنیا اور دنیا والون کے معاملات کس نظر سے دیکھتا ہی کہ جب انکا اظہار کرتا ہی تو کچھ ایسے اصولون سے کہ اُس مین خطا کی گنجایش ہی نظر نہین آتی۔ مگر کیا یہ عطیۂ فطرت ہر شخص کو ملتا ہی؟ کبھی نہین اُ اسی طبیعت مین ودیعت ہوتا ہی جسکو قسام ازل نے اسی کام کے لیے بنایا ہو اور جسکی زندگی کا میدان تجربے کے سدا بہار پھولون سے مالا مال ہو۔ ظہیر کہتا ہو سے

زشعلہ میل بلندی ببال عشق بود ۔۔۔ کہ شمع اذیر پروانہ میکند پروانہ

زمانے کا جہل سے تاریک ہو جانا قابل قیاس۔ احساسات انسانی مین فیاضانہ تغیر کا نمودار ہونا سہل۔ مشرقی دنیا مین صدیون کے قائم کردہ تمدنی اصول کا ترک آسان۔ مگر فطرتی قانون کا بدلنا محال۔ ہر زمانے مین اپنے چند نفوس کا

ملنا جنکو قدرت نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہو ایسا ہی یقینی ہی جیسا کہ خودرو پھولون کا جنگل کے ایک گوشے مین کھلنا اور دامن فضا کو اپنی روح افزا مہک سے عطر بیز کرنا۔

دنیاے شاعری مین اگرچہ اس دور کی ناگوار ہوائین اپنا اثر دکھا رہی ہین اور ہستی شعر بھی دوسرے فنون کے ساتھ طاق نسیان کی نذر ہو رہی ہی مگر جسکو فطرت نے شاعر پیدا کیا ہی۔ چاہے دنیا اُسے فراموش کر دے مگر وہ اپنا فرض منصبی زندگی کے آخری لمحے تک نہین بھول سکتا۔ مین اپنی تمہید کو ختم کرتے ہوے جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر کا ممنون ہون کہ اُنھون نے مجھ کو اپنے مختصر اور مختلف حالات زندگی بدین غرض مرتب کرنے کے لیے عنایت کیے کہ وہ اس دیوان کے ساتھ شامل کیے جائین۔ ساتھ ہی ساتھ اُسکے یہ اصرار بھی ہی کہ میرے قلم کی روش آزادانہ رہے اور کوئی تعریف بیجا نہ ہونے پائے۔

## نام وسن ولادت

مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ خلف نواب مرزا صاحب مرحوم۔ خاص لکھنؤ موطن و مولد۔ سولھوین اکتوبر ۱۸۶۶ء روز سہ شنبہ ولادت ہوئی۔

## ابتداے عمر اور تعلیم

چونکہ مرزا صاحب کو فطرت ایک کار خاص کے لیے منتخب کر چکی تھی لہذا لازم تھا کہ ذوق حصول علم قوت تمیز کے ساتھ ساتھ نشو ونما پائے۔ سات سال کے ہونگے کہ بسم اللہ ہوئی یہانتک کہ ۱۸۸۵ء مین مڈل کلاس کی سند حاصل کی جو اُس زمانے مین بہت وقیع سمجھی جاتی تھی اور اکثر طالبعلمون کی تحصیل علم کا گویا آخری مطمح نظر تھا جیسا کہ

آجکل انٹرنس) مگر چونکہ شوق کافی تھا اسی سند پر اکتفا نہ کی اور انٹرنس کے نصاب کی تیاری مین مصروف ہوگئے۔ اسکول مین انگریزی اور اُسکے بعد عربی اور فارسی کی تحصیل مین مصروف رہا کرتے تھے۔ مولوی نظیر حسین صاحب شاگرد رشید جناب مولانا عبدالحق خیرآبادی سے شرح جامی ختم کی۔

**زمانۂ شعرگوئی** مین پہلے لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کی طبیعت مین جذبات شاعری پہلے ہی سے ودیعت تھے۔ لہذا بچپنے مین اچھے شعرون کا سننا اور پھر اسقدر لطف لینا کہ یاد بھی رہجائین۔ اس امر کی بین دلیل تھی کہ مستقبل مین یہی طبیعت اپنے زادۂ افکار سے شاعری دنیا کی آبادی مین بیش قدر اضافہ کریگی۔ ایک دو نہین بلکہ سیکڑون اُردو اور فارسی کے اشعار نوک زبان تھے اور جب احباب کی کسی بے تکلف صحبت مین شریک ہوتے وہ اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے "شاعر نے یہ کیا خوب کہا ہے"۔

سچے دوست کا مل جانا گویا ایک ہادی برحق کا فراہم ہوتا ہے۔ بہت سی نظیرین ایسی مل سکتی ہین جو اس امر کا ثبوت ہونگی کہ کتنے وہ لوگ جو دنیا مین ہمیشہ کے لیے اپنے کمال کی یادگارین چھوڑ گئے ہین اپنے سچے دوستون کے مشورے سے مستفید ہوئے ہین۔ ورنہ کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ وہ کس گوشۂ عالم مین پیدا ہوئے تھے۔ جوہر اور فطرتی قوتون کے اظہار کے اسباب ہین اُن مین سے ایک اور بہتر کسی سچے یا فہیم دوست کا مشورۂ صائب ہے۔ آفتاب مین قدرتی روشنی موجود ہے مگر ہوا جب تک فضائی گرد و غبار اوپر سے نہین ہٹاتی اُسوقت تک اُسکی کرنین اچھی طرح سطح زمین پر نہین پھیل سکتین۔

اپنے ایک دلی دوست سید زوار حسین صاحب مرحوم کے اصرار سے مرزا صاحب نے شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلی غزل دسوین فروری ۱۸۸۵ء کو مرقومہ ذیل طرح مین کہی (افسوس کہ یہ غزل مرزا صاحب کے دیوان اول مین تھی جو ضائع ہو گیا ورنہ پہلی فکر کا اندازہ اور زیادہ ہو سکتا) مصرعۂ طرح۔ ساری دنیا تیرے جلوے کی تماشائی ہوئی۔ نواب مرزا صاحب۔ ملک مرحوم کے یہان مشاعرہ تھا شریک صحبت سخن ہوے اور غزل پڑھی یہ شعر اصحاب مشاعرہ نے بہت پسند کیا اور واقعی پہلی غزل مین ایسے شعر کا نکل آنا ثابت کرتا ہی کہ ذوق سخن فطرتی تھا۔

وہ عیادت کے لیے آئے ہین اور مجھ کو ہی ڈر ۔۔۔ پھر نہ جائے دیکھ کر آنکو قضا آئی ہوئی

## واقعات زندگی

شاعری کی ابتدا تو ہو گئی۔ مگر زیادہ انہماک نہین ہونے پایا۔ کیونکہ ابھی انٹرنس مین تعلیم پانے کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ مین جو معدودے چند غزلین کہین وہ جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی کو دکھائین ۱۸۸۵ء کے انٹرنس کے امتحان مین کیننگ کالج لکھنؤ سے شریک ہونے کے بعد ہی مرض ضعف معدہ مین دو سال تک علیل رہے۔ ظاہر ہی کہ ایسی حالت مین انسان اپنی دماغی قوتون سے کیونکر کام لے سکتا ہی شعر گوئی اور تحصیل علم صحت تک ملتوی کرنی پڑی تا اینکہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم کے علاج نے مسیحائی کا کام کیا اور چند دن مین رو بصحت ہو گئے۔ شعر گوئی کا پھر شوق ہوا اور ایسا کہ اسکول جانا ترک ہو گیا مگر یہ خیال بھی ضرور پیدا ہوا کہ اگر استعداد علمی نہین تو کچھ نہین۔ اپنے یکجہت دوست سید کاظم حسین صاحب متخلص بہ نبیرۂ انشاء اللہ خان مرحوم سے جنکا شمار لکھنؤ کے فارغ التحصیل افراد مین تھا فارسی کی درسی کتابین

ختم کیں۔ اسکے بعد فخر الاساتذہ مشہور ہند جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز
مرحوم (صاحب مثنوی ید بیضا) سے دو برس تک فارسی پڑھی۔ اس عرصے میں
خواجہ صاحب موصوف مرض سخت میں مبتلا ہو گئے اور دوسرے طلبا کی طرح
مرزا صاحب کی تحصیل بھی نامکمل رہ گئی۔ اس زمانہ سے جو کچھ کہا وہ جناب سید علی محمد
صاحب عارف طاب ثراہ نبیرۂ جناب میر نفیس صاحب مرحوم کو دکھایا۔ عارف
مرحوم کی اصلاح اور فیوض سخن نے مرزا صاحب کو چند ہی سال کے عرصے میں
صاحب تلامذہ کر دیا اور انھیں سے فن عروض کی کتابیں بھی پڑھیں نکتہ رس
اور دقیقہ شناس استاد کی تعلیم و تربیت نے عروض کے مشکل سے مشکل مسائل کو
یوں حل کر دیا کہ صفحۂ دل پر نقش ہو گئے۔

یہ امر مسلم ہے کہ استاد اپنے بہترین شاگرد سے اور شاگرد استاد سے اسقدر مانوس
ہو جاتا ہے کہ پدر و فرزند کی محبت کے مزے آنے لگتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ طرفین کو
بقائے نام کا عالمگیر خیال محبت کے آخری مرکز تک کھینچ لاتا ہے۔ عارف مغفور
اپنے تمام شاگردوں سے زیادہ مرزا صاحب کو عزیز رکھتے تھے اور اپنے دوران
حیات تک مرزا صاحب کی تعریف کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے بھی اپنے
حسن عمل سے ان تعلقات کو روز بروز مضبوط کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ بعد وفات
جناب عارف مغفور انکے خلف و جانشین جناب سید ظفر حسن صاحب فائق سے
بھی سلسلۂ انس مربوط رکھا چنانچہ عارف مغفور کے سوم کی مجلس میں مرزا صاحب
ایک تاریخ وفات نظم کر کے لے گئے اور جناب فائق کو سر مجلس مخاطب کر کے کہا
کہ آپ اس تاریخ پر پہلے اصلاح دیدیجیے تو میں پڑھوں۔ یہ سن کے جناب فائق

آبدیدہ ہوے اور کہا کہ آپ میرے بڑے ہین مین آپ کے کلام پر کیا اصلاح دون"۔ مرزا صاحب نے جواب مین کہا کہ "مین آپ کی ذاتی قابلیت وعلمی استعداد کی بدولت آپ کو ہرگز ہرگز استاد مرحوم سے کم نہین سمجھتا اور ہمیشہ میرا یہی خیال رہیگا"

مرزا صاحب کے فارسی کلام کا بھی ایک کافی ذخیرہ موجود ہے جس مین سے اکثر وقتاً فوقتاً مختلف پرچون مین ملک مین پیش ہو گیا اور اکثر باقی ہے۔ اس مین بیشتر اکابر ملک وملت کی وفات پر قطعات تاریخ ہین جو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ شعر کے ہین۔

اسی طرح اخلاقی اور قومی نظمون کا مجموعہ بھی اکثر شائع ہو چکا اور اکثر نہین۔ روش زمانہ داعی ہوئی کہ قوم کی موجودہ ضرورتون مین بھی شاعری سے کام لیا جائے لہذا شیعہ کانفرنس مین جسکے انعقاد کو دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے ایسی قومی نظمین پڑھین جو اکثر مقاصد کانفرنس کے حصول مین معین ثابت ہوئین چنانچہ عظیم آباد عرف پٹنہ مین جب کانفرنس کا اجلاس ہوا تو پیسہ فنڈ کی تائید مین مرزا صاحب نے وہین ایک مخمس کہا جسکا پانچوان مصرعہ یہ تھا "ایک پیسہ دو خدا کی راہ پر" مین خود کانفرنس مین موجود تھا اور اس نظم برمحل کے دلاویز اثر کو حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ چارون طرف سے چندے کے ساتھ داد مل رہی تھی۔

امروہہ اور بنارس کے اجلاسون مین بھی مختصر نظمین بہت مقبول ومشہور ہوئین

گو فارسی کلام پر زیادہ تر خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم کی اصلاح ہی لیکن حضرت عارف مرحوم اور مجتہد العصر جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ اور شمس العلما مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ سے اصلاح لیکر ادبی فیوض حاصل کیے

حوادث کا نشانہ اگر شاعر نہ بنے تو تعجب ہو چنانچہ انوری کا یہ شعر دلیل ہے

ہر بلائے کز آسمان آید　　خانۂ انوری کجا ماند

۱۹۱۶ء میں مرزا صاحب مراد آباد کی ایک قصیدہ خوانی کی صحبت میں مدعو ہوئے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مشہور شاعر کہین پہونچتا ہے تو لوگ اصرار شعر خوانی ضرور کرتے ہین چنانچہ مرزا صاحب نے بھی پیش بینی کی اور اپنا مجموعۂ دیوان غیر مطبوعہ ساتھ لے لیا۔ شب کی واپسی ہین اتفاق سے ریل پر نیند آگئی یعنی

قرص خورشید در سیاہی شد　　یونس اندر دہان ماہی شد

کسی نے دیوان مع ایک دستی بکس کے اٹھا لیا۔ اس واقعے سے مرزا صاحب بہت متاثر ہوئے۔ اور بجا متاثر ہوئے۔ زندگی بھر کی محنت و جانفشانی کا سرمایہ اور یون ضائع ہو جائے۔ اکثر اخبارون ہین انعامی اشتہارات دیے مگر دیوان گویا خواب زلیخا کا یوسف گم گشتہ تھا یا دل عاشق تھا کہ جا کر پھر کہان ہاتھ آتا ہے نہ ملنا تھا نہ ملا۔ صبر کیا اور پھر کمر ہمت باندھی۔ الحمد للہ کہ ویسا ہی دیوان پھر تیار ہو گیا۔

دیوان کی گم گشتگی کی خبر اُنکے قدیم دوست منشی سعید احمد صاحب ناطق لکھنوی نے بھی سنی اور یہ قطعۂ تاریخ نظم کیا جو دلچسپی سے خالی نہین:۔

## قطعہ

غائب ہوا دیوان محشر اب ملیگا حشر مین　　مقبولیت کی غیب سے گویا شہادت آگئی
وصف دہن وصف کمر کے تھے مضامین اثر　　پنہان نظر سے ہو گئے ایسی نزاکت آگئی
دیوان گم گشتہ ہے جسکے پاس وہ بھی بے نشان　　یارب زلیخا مین بھی یوسف کی شباہت آگئی

عیسیٰ نے یہ اٹھوا لیا یا خضر نے منگوا لیا ۔ کیا جانے اس دیوان پر کسکی طبیعت آگئی
تاریخ کا جویا تھا ناطق غیب سے آئی صدا ۔ گم ہو گیا دیوان تحشر کیا قیامت آگئی

سنہ ۱۹ھ میں مرزا صاحب کو شوق زیارت عتبات عالیات ہوا۔ تنہائی سفر میں شاعری ایسی رفیق باطن نے بہت دل بہلایا اور کافی ہمدردی کی۔
شاعر کی طبیعت قدرت کے دلکش مناظر چاہتی ہی۔ سبزہ زاروں کی خنکی ہم سکے ولولے بڑھاتی ہی۔ گلزاروں کی مہک خیالی پیکر میں روح تازہ پھونکتی ہی۔ اگر وہان سوا سمندر اور پہاڑیوں کے اور کیا تھا جو دلچسپی کا باعث ہو سکتا۔ مگر ای آشہر کیا تو نہیں جانتا کہ وہاں اُس روحانی فیوض کے باطنی نقشے موجود تھے جو دنیوی آرائش کو دل سے ہٹا کر اپنے نظارے کے لیے وقف کر لیتے ہیں۔ اور یقین دلا دیتے ہیں کہ ای روح! تو ہمارے ذریعے سے ابدی آرامگاہوں کی سیر کر سکتی ہی؟
مجھے یقین کامل ہی کہ اس سفر میں مرزا صاحب نے فکر شعر کو وقف مدح ائمہ معصومین علیہم السلام کر دیا ہوگا جو واقعی ایک شاعر زائر کے لیے اُس دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہی جسکی نظیر نہیں۔
بزرگان دین کی ثنا گوئی کا شوق تو ابتدائی شاعری کے کچھ سال بعد ہی پیدا ہو چکا تھا مگر میرے نزدیک سفر زیارت کربلائے معلی گویا اُسکی ایک مضبوط تاریخ ہی۔ اچھے اچھے قصائد کہے۔ اور بڑے بڑے سخن سنجوں کے مجمعوں میں پڑھ کر داد لی جنکا ایک بسیط مجموعہ موجود ہی بیشتر انجمن امامیہ کے عظیم الشان جلسوں میں قصائد پڑھتے رہے۔
اول اول مبتدیوں کے دیے میں جگہ ملتی رہی۔ مدار و مشق اور فیض مدح آل طہٰ

نے ممبرِ قصیدہ خوانی کی آخری سیڑھی پر پہونچایا اور اب شمس العلما مجتہد العصر مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کی صحبت قصیدہ خوانی کے ذاکر آخر ہین۔

**عطائے خطاب** ماہ رجب ۱۳۲۹ھ کی تیرہ تاریخ کو شریعت کدہ جناب ممدوح الصدر پر بتقریب ولادت امیر المومنین علی علیہ السلام مین

مرزا صاحب نے ایک نہایت مضبوط قصیدہ پڑھا۔ بانی قصیدہ خوانی نے داد جوہر شناسی سخن دی اور مرزا صاحب کو "مدّاح آل محمد" کا مایۂ ناز خطاب عطا فرمایا۔ اس قصیدے کا نام "ماہ کامل" ہے اور "آفتاب محشر" کا جزو اعلیٰ ہے اس قصیدے کا مطلع اور آخری چند اشعار ذیل مین درج کرتا ہون۔ پورے قصیدے کے لیے ناظرین "آفتاب محشر" ملاحظہ کرین۔

**مطلع**

| | |
|---|---|
| دن کٹ گیا ظاہر ہوئی کہ شام شب رمضان | نکلا مری قسمت کو چمکاتا مہ تابان |

آخری اشعار جن مین حسن طلب خطاب ہے :—

| | |
|---|---|
| پیمانہ مرے شوق کا دیکھے ہوے ساقی | اور سوچ ہوے دل مین کبھی وقت کا پیمان |
| محشر بھی صلہ خدمت دیرینہ کا پائے | ملجائے خطاب آج وہ جو ہو مرے شایان |
| یہ کہکے بصد ناز پھر اس بزم سے جائے | یون لیتے ہین انعام مدیح شہ مردان |
| احباب گلے سے ملین پڑھ پڑھ کے خوشی مین | لے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہون سخندان |

اس خطاب پر سچا فخر کرتے ہوے خود مرزا صاحب ایک جگہ تحریر کرتے ہین "یہ شرف میری شاعرانہ زندگی مین قابل تحریر ضرور ہے۔ اسکے بعد مین کچھ بھی نہین" واقعی اس خطاب پر جتنا فخر کیا جائے تھوڑا ہے کیونکہ وجہ خطاب۔ شان

خطاب اور عطی خطاب سے کا ہذا فتخار ہین۔ دنیائے قصیدہ گوئی مین جو کام جناب شمس العلما کی منعقدہ صحبت قصائد نے کیا اُسکے اظہار سے زبان قلم قاصر ہی۔
اس صحبت کی محکم بنا ان متبرک ہاتھون نے اُسوقت سے کی ہی جب سے انجمن امامیہ لکھنؤ کی صحبت قصائد مین ضعف پیدا ہوا جسکو تقریبًا پچیس برس کا عرصہ ہوتا ہی اُسوقت سے ابتک متواتر ایک ہی شان سے یہ صحبتین ہوتی رہتی ہین بلکہ روز بروز ترقی کی صورت نمایان ہی۔ لکھنؤ کے اچھے اچھے قصیدہ گو وقتًا فوقتًا اپنے قصائد اس صحبت مین پڑھتے ہین اور علاوہ داد سخن کے ذخیرۂ برکات بھی حاصل کرتے ہین۔
کس زبان سے اظہار کیا جائے کہ قبلہ وکعبہ کی ذات نکتہ شناس نے شعرا مین کیونکر جوش مدح ائمۂ اطہار پیدا کر دیا۔ اس نورانی صحبت مین زیادہ تر اصحاب استعداد کا صاف اور مستعد مجمع ہوتا ہی۔ اکثر نقادان فن اور خوش مذاق افراد نظر آتے ہین جنکی ایک تعریف اہل شہر کی رائے مین ہزار تعریفون کے برابر ہوتی ہی۔
یہی وہ صحبت قصائد ہی جسنے ہندوستان کے شیعی حلقون مین یہانتک اپنا قابل تقلید اثر پھیلا دیا ہی کہ اب بفضلہ قصیدہ خوانی کی نامی نامی صحبتین ہندوستان مین ہوتی ہین۔ مختصر یہ کہ اس صنعت سخن کی بقا کی باعث یہی صحبت ہی۔ خداوند قدیر اس سرچشمۂ فیوض کو تادیر قائم رکھے۔
مرزا صاحب نے اور ایک موقع پر استحقاق خطاب قائم کر دیا تھا یعنی سنہ ۱۸۹۹ء مین قیصرۂ ہند ملکۂ معظمہ کی وفات حسرت آیات پر رؤسائے لکھنؤ کی طرف سے تعزیتی جلسہ ہوا۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم بانی

ومہتمم تھے۔ یہ جلسہ وکٹوریہ پارک مین ہندو۔ مسلمان۔ پارسی اور انگریزون کے تیس ہزار آدمی کے مجمع سے ہوا۔ راس اسکاٹ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر صدر جلسہ تھے۔ نامی شعراے لکھنؤ نے قطعات تاریخ نظم کیے تھے مگر جناب مرزا بہادر نے جناب محشر کو سب کے آخر مین پڑھوایا۔ انکے قطعات تاریخ اسقدر مقبول ہوے کہ صدر جلسہ نے نہایت شوق سے مانگے اور (برٹش میوزیم) لندن کو روانہ کیے۔ (پوری نظم مصنف کے پاس موجود نہین صرف یہ مصرع تاریخی معلوم ہوسکا ہ "چراغ مملکت ہند ہاے ہوگیا گُل")

یہ پہلا موقع تھا کہ لکھنؤ مین تقریباً تیس ۱۹۰۱ء ہزار آدمیون کے مجمع مین مرزا صاحب کو نظم پڑھنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ ان قطعات کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ بعض حضرات ہردوئی نے جناب مرزا بہادر سے سفارش چاہی کہ جناب محشر بھی قطعات ہردوئی کے تعزیتی جلسے مین جاکر پڑھین۔ چنانچہ مرزا صاحب ہردوئی گئے اور قطعات پڑھے جو دوبارہ خلعت قبول سے ممتاز ہوے (یہ گویا اس شعبۂ نظم کے کمال کی سند تھی)

دوسرے ایک موقع پرایک ایسے شخص نے ایسے الفاظ مین مرزا صاحب کی تعریف کی ہو کہ میرے نزدیک اُسکے بعد مرزا صاحب کو خواہش داد سخن سے مستغنی ہوجانا چاہیے۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو شمس العلما جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کے یہان نوروز کے متعلق صحبت قصیدہ خوانی تھی۔ مرزا صاحب نے بھی ایک قصیدہ پڑھا جو سامعین سے بلند آوازون مین داد لیتا ہوا ختم ہوا۔ اُس قصیدے کے مطلع کا مطلع اولی یہ ہے۔

آب نیسان کی ہو صورت گریۂ چشم پُر آب　　تم مرے گھر آئے یا برج شرف مین آفتاب

فاضل جلیل القدر جناب آقا السید احمد صاحب استرآبادی مہمان جناب شمس العلما بھی شریک محفل نوروز تھے انکو یہ قصیدہ اسقدر پسند آیا کہ فرط جوش مین فرمایا "چرا ملک الشعرا مخاطب نکردہ نشوی"

فیض مداحی نے پایۂ شہرت اسقدر بلند کر دیا کہ دور دور سے لوگون نے مرزا صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مدعو کیا۔ چنانچہ ۱۳۱۸ھ مین جناب سید غلام حیدر صاحب رئیس منجھن پور ضلع الہ آباد نے بزم نوروزی مین قصیدہ خوانی کے لیے طلب کیا۔ مرزا صاحب کا کلام وہان کے اصحاب نظر تحسین سے پہلے ہی دیکھ چکے تھے صورت سے یقین نہ آیا کہ یہ وہی ہین۔ امتحانًا برجستہ اشعار کہلوائے گئے اصلاحین لی گئین۔ مگر ان سب سے مرزا صاحب اسطرح عہدہ برآ ہوے گویا معمولی بات تھی۔ اب وہان کے لوگون کو اتنا حسن اعتقاد ہے کہ ہر سال مرزا صاحب کو بہت ہی کوشش سے مدعو کرتے ہین۔

ذیل کے دو واقعے بھی قابل تحریر ہین۔ اول یہ کہ خدنگ نظر کے مشاعرے مین جناب محشر کے روبرو کنول آیا اور جب غزل پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہونچے۔

فلک بھی کانپ اٹھا یون رہروون نے ہمکو ٹھکرایا
خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمین کوے جانان پر

جناب رشید مرحوم بھی شریک مشاعرہ تھے بہت داد دی اور فرمایا کہ "یہ شعر زندگی بھر کے لیے آپ کا مایۂ ناز ہے"

اسی طرح ایک سال اجودھیا کی مشہور مجلس مین جناب نفیس مغفور مرثیہ پڑھتے

گئے تھے۔ بعد ختم مجلس صحبت نفیس میں مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ جناب نفیس نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ "کچھ سنائیے" انھوں نے جواب دیا کہ "میرے پاس سوا قصیدہ کے اور کچھ نہیں" فرمایا "وہی سنائیے" مرزا صاحب نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور جناب نفیس مرحوم تعریف کرتے رہے جب یہ مدح کا شعر پڑھا:۔

دکھا کر معجزہ شق القمر کا کر دیا روشن ۔۔۔ کہ ہم ہیں یوں جدا و متحد خلاق اکبر سے

ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ نفیس مغفور نے بہت تعریف کی اور بکرات و مرات پڑھوانے کے بعد جناب عارف مرحوم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ "میں اگر اس ساٹھ برس کی مشق کے بعد ایسا شعر مدح میں کہتا تو ناز کرتا"

**وجہ معاش** مرزا صاحب پندرہ برس کے سن سے رؤسا کی ملازمت کرتے رہے۔ اول اول جناب حکیم محمد رضا خان صاحب بہادر متولی نجف کے مصاحب خاص رہے۔ پھر جناب مرزا بہادر محمد عباس علی خان صاحب کی ملازمت کی سنہ ۱۹۰۱ء سے عالیجناب شیخ علی عباس صاحب وکیل درجۂ اول رئیس لکھنؤ کے داروغہ و معتمد خاص ہیں۔

باوجودیکہ ابتدائے شباب سے رؤسا کی ملازمت میں بسر ہوئی مگر یہ آن بان بھی لائق نظر ہے کہ کبھی کسی کی مدح میں ایک مصرع تک نہیں کہا۔ بلکہ تمام قوت ثنا گستری کو مدح ائمۂ اطہار میں صرف کیا۔

**اصناف سخن** غزلوں کا دیوان۔ قصائد مدح معصومین علیہم السلام کا مجموعہ مکمل۔ تاریخی قطعات فارسی و اردو تعداد کثیرہ میں

چھوٹی چھوٹی مثنویان - رباعیات - سلام - قومی و اخلاقی نظمین مخمسات و مسدسات جنکا مجموعہ اس دیوان کے بعد طبع ہوگا۔

انجمن معیار کے مشاعرون کے سلسلے مین (خود جسکے ارکان اعلی مین سے تھے) مرزا صاحب کے یہان بڑے بڑے معرکے کے مشاعرے ہوے جنکی روئدادین طویل مضامین مین خود لکھین۔ علاوہ اسکے اکثر نثرین بھی مختلف موقعون پر لکھی ہین

**اسمائے تلامذہ** سید محمد سلطان صاحب مشتعل نہایت خوشگوا ور خوش فکر (۲) سید ضیاء الاسلام صاحب بی اے عیان مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول گورکھپور (۳) سید صدر الاسلام صاحب صدر سب انسپکٹر شاہجہانپور (۴) مرزا محمد ذکی صاحب نشاغر وکیل ریاست رامپور (۵) سید علی محمد صاحب عالی مدرس مدرسہ منجھن پور ضلع الہ آباد (۶) محمد عبد الرزاق صاحب شیدا ساکن انبالہ (۷) خواجہ انعام الدین صاحب انعام (۸) سید لطیف حسین صاحب مراد ساکن انبالہ (۹) سید شوکت علی صاحب فراق ساکن ہلور۔ لکھنو اور بیرونجات کے اکثر رؤسا کا کلام بنایا اور بناتے ہین جنکے نام مین مصلحتًا نظر انداز کرتا ہون۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب جگر مرحوم نے بطیب خاطر اپنا مجموعۂ غزلیات مرزا صاحب کو عنایت فرمایا اور خواہش اصلاح کی۔ مگر یہ بھی فرمایا کہ صحت اغلاط اور ترقی لفظ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھایا جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ بعض اصلاحین بہت پسند فرمائین۔ اسکے بعد جب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز ملازم ہوے تو اُسنے اصلاح لی۔

**تصنیفات** مجموعۂ قصائد بنام احسن القصائد (مطبوعہ) مجموعۂ لاثانی بنام آفتاب محشر (مطبوعہ) متفرق قصائد۔ مثلاً ذوالفقار شاہد غیب۔ جلوۂ طور۔ ایک قصیدۂ نعتیہ گل وبلبل کے مناظرے مین۔ دوسرا مناظرۂ صبح وشام مین۔ قومی نظم شاہد تمنا جس مین تعلیم کے مسئلے کو بہت خوبی سے نظم کیا ہے۔ نظم شور محشر۔ جو ملک مین بہت مشہور ومقبول ہوئی۔ تذکرۂ حیات (زیر تصنیف) جس مین اُن شعرا کے حالات ورنگ کلام وطرز غزلخوانی کا ذکر ہے جنکو مرزا صاحب نے اپنی زندگی مین دیکھا یا ہم مشاعرہ رہے۔ حیات محشر نفیس مرحوم مکمل (غیر مطبوعہ) یہ مسودہ گذشتہ طوفان بارش مین تلف ہو گیا تھا مگر پھر مرزا صاحب نے کوشش بلیغ کر کے جمع کیا ہے۔ امید ہے کہ جلد طبع ہوگا مثنوی حیاتِ انسانی جو زیر تصنیف ہے بلکہ قریب ختم ہے۔

**جناب محشر اور راقم الحروف** مرزا صاحب شگفتہ مزاج اور اوضاع قدیمانہ کے پابند ہین طبیعت مین نفاست بہت ہے جو علاوہ لکھنؤ کے باشندہ ہونے کے نفاست خیال پر دال ہے۔

مرزا صاحب کے اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہے جسکی وجہ سے بیشتر افراد سے دوستانہ مراسم ہو گئے ہین۔ علماے وقت کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہین۔ احکامات شرعیہ کے اسقدر پابند ہین کہ دوسرون کے لیے قابل مثال۔ اُنکے چند ہمعصرون کی نسبت اکثر کا یہ خیال ہے کہ خودداری بیجا کرتے ہین مگر انکے بارے مین یہ ریمارک آجتک سننے مین نہین آیا۔ ہان اگر زمانہ شعرا کے موافق ہوتا تو ایک حد تک ضرور ناز کرتے اور بیجا ناز کرتے۔

ادبِ اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہین جسکے صلے مین خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہی۔

گو مرزا صاحب کے کلام مین مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہی لیکن اکثر ایسا پُر اثر شعر بھی نکل آتا ہی کہ جواب نہین۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اسقدر صاف اور پُر اثر ہونے لگی ہی کہ سبحان اللہ۔

جہان مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ "مین اپنے لیے شعر کہتا ہون" اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ "اگر اُردو مین شعر کہا جائے تو اپنی زبان مین کیون نہ کہا جائے" کم وقیع نہین۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور اُنکی تشبیبات معرکہ آرا ہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن مین قلم اُٹھاتے ہین اپنی پوری قوت صرف کرتے ہین۔

میرے ہاتھ مین قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہون کہ میری رائے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کرکے ناپسند نہ کردین۔

احقر

آغا اشہر لکھنوی

فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

## جز محبت ہر چہ بردم سود در محشر نداشت
## دین و دانش عرض کردم کس بچیزی بر نداشت

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت نکتہ چین اور غیر نکتہ چین
نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ اقرار کرتا ہوں اور بدل اقرار کرتا ہوں کہ اول
سے آخر تک کاتب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فروگذاشت نہیں جس شعر مین
جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہے۔ موزونی طبع
کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کرکے
کاغذ پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہے۔ جو شعر پسند آئین اُن کا
ممنون۔ اور جو ناپسند ہون کچھ شکایت نہین۔ محشر ہون معصوم نہین ہو سکتا ہون
جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طے کر کے درجہ عصمت پہ فائز
ہو چکے ہین خدا اُن کا صفحہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار ایسے
تمام شعرا کی لغزشوں پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک
سے پاک و صاف کر دیتے ہین۔ صرف یہی نہین ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے
مدارج اور بلند کرتے ہین۔ چونکہ مین اپنے ناکمل دیوان یعنی منظومات نامقبول کو
چھاپے خانے کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ مین
اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ جنسہٖ اُٹھا کر منشی سید
نورالحسن صاحب مالک مطبع نورالمطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو مجھ سے منتخب

کر لیتا جبکہ کل برا تھا تو اُسے کیا چھانٹتا۔ میری اس تحریر میں نہ مبالغہ ہے نہ انکسار۔ حقیقت حال کا اظہار کوئی گناہ نہیں۔ اگر ارباب نظر اس میں بھی کوئی معنی پیدا کریں تو میری خوش قسمتی اور کیا کہوں فقط۔

محشر عفی عنہ

## حفظ دولت بے پریشانی دل سیم و زر ست
## مدّ احسان رشتۂ شیرازۂ این دفتر ست

۱۳۳۲ ہجری ماہ شوال کی تیسری تاریخ چہار شنبہ ٹھیک گیارہ بجے دن کو میں اپنے فقیر خانہ میں بیٹھا ہوا مختلف خیالات کی کشاکش میں مبتلا تھا کہ دفعۃً ایک پہچانی ہوئی آواز نے اپنی طرف مخاطب کر لیا۔ بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ "حاضر ہوا"۔ دوستانہ جذبات کی قوت سے اُٹھا اور باہر گیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی دونوں دوست عید ملنے پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ان احباب با صفا کے نام کیا ہیں۔ ع ۔

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا — کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

ایک جناب نواب سید عسکری مرزا خان عرف نواب بن صاحب بلیغ دوسرے مولوی فاضل جناب ماسٹر سید ابو الحسن صاحب مجہور ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول بہرائچ۔ ان حضرات سے ملتے ہی کشاکش خیالات کی کلفت خوشی سے مبدل ہو گئی۔ بیٹھتے ہی جناب مجہور صاحب نے ووسرتنا خیز خبر سنائی کہ بیساختہ دل پھڑک اُٹھا مثل مشہور ہے ع

"پھلی لگ جائیگی جو دل سے ہو گی"

فرماتے ہیں کہ "محشر" انہوں نے کئی روز ہوئے جب مجھ سے ذکر کیا تھا میرا دیوان

چھپ رہا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی تھی میں نے جوش مسرت میں اسکا تذکرہ
جناب برادر معظم سید احمد حسین صاحب ہیڈ مولوی جوبلی ہائی اسکول سے کیا۔
موصوف الصدر نے بنا بر اس اخلاص کے جو انکو ہمارے ساتھ ہے قطعۂ تاریخ
نظم کر کے عنایت کیا ہے" میں نے قطعۂ مذکور مجبور صاحب سے لیا اور مکرر
پڑھا۔ مصنف قطعۂ تاریخ کی استعداد علمی پر ارباب فضل و کمال جلی قلم سے صاد
کر چکے ہیں۔ فارسی میں قوت نظم و زبان دانی کا سکہ بھی اکثر فصیح و بلیغ قصائد کے
ذریعہ سے دنیائے نظم میں رائج الوقت ہو چکا ہے۔ خاکسار محشر تہ دل سے ممنون
ہوا۔ صرف ممنون ہی نہیں ہوا بلکہ اس قطعہ سے خورشید محشر کی تجلی کالشمس فی
رابعۃ النہار ہو گئی۔ دیوان ناکمل میں کوئی تاریخ تھی بھی نہیں۔ اپنی کم قسمتی اور
عدیم الفرصتی کے باعث شعرائے لکھنؤ و بیرونجات سے طلب کرنے کا اتفاق ہی
نہیں ہوا۔ متقدمین و متاخرین شعرا کی پیروی کا ایک جزو اعلی رہا جاتا تھا اسکو
بھی اس قطعۂ تاریخ نے مکمل کر دیا۔ اگر قطعۂ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے
تو زبان قلم آزادانہ یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اشعار کی فاسیت حلاوت صوری و معنوی
میں قند پارسی سے بہت زیادہ ہے۔ ہجری و عیسوی دونوں تاریخیں نہایت صاف
یعنی اتنی کہ بادی النظر میں تاریخیں نہیں معلوم ہوتیں مگر ہیچمدان محشر کے مرتبے کو جو بیش
مورد تقاضائے اعتدال سے زائد بڑھا دیا ہے ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتا بہر طریق

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

کی بنا پر احقر کے لیے سند شاعری اور ناظرین با انصاف کے واسطے کمال
مورخ کا جوہر دار آئینہ سمجھنا چاہیے۔

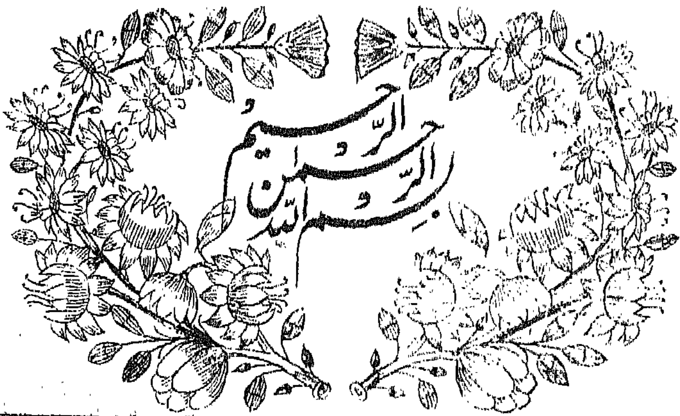
## قطعۂ تاریخ

المنۃ للہ درین آوان و ایام نکو — یک کارنامہ طبع شد مہر گروہ شاعران
دیوان اشعار ست این یا معجزات شاعری — از میرزا کاظم حسین محشر شیوا بیان
ہر شعر شہ بیت ست او سلطان اقلیم سخن — شد سکہ نامش رواں بر نقد اشعار جہان
اعلی مضامین زادۂ طبع بلند ش لے و شن ست — ہر بیت آن بیت الغزل ہر شعر آن شعری مکان
خورشید محشر ہست این مجموعہ را نام بلند — گر نور آن حساد را شد [illegible]
در فکر سال طبع آن برداشتم چون خامہ را — اشعار اردو ہست [illegible]
تاریخ سال عیسوی پیدا شد از طرز نوی — اشعار اردو [illegible]

## حضرت بلیغ مدظلہ العالی کا قطعہ

اسی صحبت میں جناب بلیغ نے مجھ سے پوچھا کہ "تم نے اپنے دیوان کا کیا نام رکھا ہے؟" میں نے عرض کیا "خورشید محشر" فرمایا کہ "لفظ خورشید کی کتابت بغیر واو بھی جائز ہے لہذا اس صورت میں "نور خرشید محشر" بھی تاریخ ہو سکتی ہے چونکہ تم نے دیوان کی ترتیب وغیرہ ۱۹۱۸ء سے شروع کر دی تھی لہذا ابتدائے کار کی تاریخ یہ رکھو اور انتہائے کار کی تاریخ وہ جو جناب سید احمد حسین صاحب کی فکر اعلی کا نتیجہ ہے۔ مجھ کو دونوں سخنوروں کے کمال طبع پر حکیم انوری کا یہ شعر یاد آیا

اے از رخت فگندہ سپر ماہ و آفتاب
طعنہ زدہ جمال تو بر ماہ و آفتاب




## ردیف الف

نثار عاشقی ہو کر جو ا حسن تک پہونچا
میں تیرا نام لے لیکر دیارِ حسن تک پہونچا

حقیقت مختصر یہ ہے کلیم اللہ کے غش کی
دماغ انسان کا ہد وقارِ حسن تک پہونچا

وہ قوت عشق نے پیرہن واپی یعقوب کے کو
کیا جو کوئی نالہ یادگارِ حسن تک پہونچا

ترے مجذوب کی دیوانگی ہے عین ہشیاری
کھلا جب منہ اُٹھا کر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

قیامت کر دی برپا شعلۂ برق تجلی نے
جلا کر طورِ سینا جان نثارِ حسن تک پہونچا

گُلِ امید سے دامانِ دل مملو نظر آیا
تصور جب مرا اُس نو بہارِ حسن تک پہونچا

وفورِ شوق میں ایک ایک قدم میرا قیامت تھا
خدا معلوم کیونکر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

کراماتِ محبت اس سے بھی بڑھکر ہیں اے محشر
کہ انسان قصد کرتے ہی جوارِ حسن تک پہونچا

دردِ تنہائی سے کس کا دم اُکھڑ کے رہ گیا
رات کو دنیا میں سنّاٹا سا پڑ کے رہ گیا

حشر میں اُنکی نگاہِ عفو کا اُف سے اثر
شرم سے اپنی جگہ جو تھا وہ گڑ کے رہ گیا

روح کی بیتابیوں نے ہجر میں مارا ہمیں
زخمِ دل کا ایک ٹانکا اُدھڑ کے رہ گیا

مختصر روداد اتنی ہی حیاتِ عشق کی
کھیل قسمت کا جوانی میں بگڑ کے رہ گیا

اِس ادا سے آپنے بیمار کا پوچھا مزاج
بات کرنے کی خوشی میں دم اُکھڑ کے رہ گیا

چاشنی درد مختصر اس سے پوچھا چاہیے
ناوکِ بیداد جسکے دلمیں گڑ کے رہ گیا

چھیڑ نے حسن و عشق کی دل کو عجب مزا دیا
ہنسنے اُسے ہنسا دیا اس نے ہمیں رُلا دیا

جورِ فلک سے اتنے ہم اپنے شکستہ دل ہوئے
پا گئے جسکا مہربان قصۂ غم سنا دیا

زورِ نظر سے خود بخود بندِ نقاب کھل گئے
جوشِ چشمِ شوق کا ہمنے انھیں دکھا دیا

حسن کے رمزِ باطنی کس میں ہیں یہ دم کہ پوچھ لے
شعلۂ برقِ ناز نے طور کو کیوں جلا دیا

خبر سے شہیدِ ناز کا رہ نہ سکا مزار بھی
نقشِ قدم کی شکل سے ٹھوکروں نے مٹا دیا

اہلِ نظر کے جذب سے جبکہ قیامت آچکی
پردۂ چشمِ ناز کا یار نے خود اٹھا دیا

ابتدا ایک ہی کی اگر تجھ سے اٹھیں ہوائیاں
طاقتِ دل بھی تھی جب کبھی دینے کا بھی مزا دیا

نقشِ جہان کی ہست و بود نقش بر آب کیوں نہ ہو
اپنی خوشی بنا دیا اپنی خوشی مٹا دیا

پرسشِ جورِ ناروا ہوکے رہیگی ایک دن
مانو نہ مانو جانِ جان ہمنے تمہیں جتا دیا

آپکی ہوگئی خوشی خون ہوا ہمارا دل
پیچ بھی ہو دل لگی کوئی بات کی اور بڑھا دیا

حسن کے معجزات کا لاؤنگا دل سے اعتقاد
سوئے ہوئے نصیب کو تمنے آکر جگا دیا

لے لیا نام ہجر کا جاؤ خدا بھلا کرے
بیٹھے بٹھائے خون کے آنسوؤں نے رلا دیا

لی ہیں بہت جماہیاں بادہ فروش کے حضور
مختصر ادھر بھی اک نظر سے طلب کیا دیا

تیرا دیوانہ اسے تکتا رہ گیا
جسکے منہ میں جو کچھ آیا کہہ گیا

مختصر اتنی ہے دل کی سرگذشت
خون ہو کر آنسوؤں میں بہہ گیا

دید کے قابل ہے اُسکا رنگ رخ
وقتِ غم جو آہ بھر کے رہ گیا

سُننے والوں کی توجہ دیکھکر
رو میں کیا معلوم کیا کچھ کہہ گیا

اُسکا دل نہ سکے جگر دیکھیے
جو غمِ فرقت کی ایذا سہہ گیا

کیا فروغِ جلوۂ و ادا رہے
عالم آئینہ سا بن کر رہ گیا

تھا عجب عالم در و دیوار پر
صبحِ محشر گھر سے جب وہ مہ گیا

سکون ہوتا تھا وقت یہی جو تیرا نام آتا تھا
نہ ہنسنا کام آتا تھا نہ رونا کام آتا تھا

ہمیں اس چھیڑ نے چارہ گری کی نہ بھی مارا
کہ تشخیصِ مرض کے وقت تیرا نام آتا تھا

نہیں محروم وصل کوئی دنیا میں تیرے
صراحی کو لیے ہمراہ اپنے جام آتا تھا

ٹپاٹپ اشک بہیں گنتے تھے سے طرح ٹوٹیں
کسی بیمارِ غم کو جب خیالِ شام آتا تھا

شبِ فرقت کی باتیں دل ہی میں رکھنا مناسب
نہ پوچھو کون سے پہلو ہمیں آرام آتا تھا

دلِ عشاق کی قدر انکو کیا جو دل نہ رکھتے ہوں
وہ ناکارہ سہی پھر بھی بہت کچھ کام آتا تھا

کسی ہمدرد سے رسم وفا کہتے تو کیا کہتے
زباں پہ پیشتر سب کے تمھارا نام آتا تھا

جفائے دوست کی ایذا خاموشی ہی بہتر تھی
مری فریاد سے میرا ہی الزام آتا تھا

نثار اس شوق کے جا جائے جس سے مرد کی منھ پیر
لہو جب سوکھ جاتا تھا تو چھلک جام آتا تھا

در و دیوار پہ تاثیر کی بن جاتی تھیں شکلیں
فغاں کرتا جدھر سے عشق کا کام آتا تھا

کھڑے ہیں دم بخود یہ پوچھنے کو حشر میں محشر
وہ گھڑیاں کتنی ہیں جب عشق میں آرام آتا تھا

کیونکر نہ چشم و دل مین نہان ہو نور تیرا
عرش بریں ہی تیرا اور کوہ طور تیرا

واعظ سے کیون ڈرے وہ کیا اسکو خوف ناصح
ہوتا ہو بیخودی مین جسکو سرور تیرا

وجہ لقائے عالم آنکھون سے تیرا چھپنا
اک حشر کا سمان ہے گویا ظہور تیرا

ذوقِ وفائے دلبر صدقے ہزار جان سے
تا حشر دم بھریگا یہ ناصبور تیرا

اے حسن کیون لکھایا تو نے خطِ غلامی
یوسف نے کیا لیا تھا آخر قصور تیرا

شہرگ سے لیکے دل تک بستی بسائی تو نے
ٹھہرو ہی ملک جان مین نزدیک و دور تیرا

قدرت کا ہر کرشمہ عرفان کا آئینہ ہے
محشر بتا رہا ہی تجھکو شعور تیرا

---

نظر بھر کے سوئے بیمارِ غم دیکھا نہین جاتا
الٰہی ایک اک تجلی مین دم دیکھا نہین جاتا

خدا دشمن سے دشمن کو نہ دکھلائے شبِ فرقت
تجھی سے اپنا چہرہ صبحدم دیکھا نہین جاتا

محبت مین کچھ ایسے آنکھ پر پڑجاتے ہین پردے
کہ وقت جذب دل دیر و حرم دیکھا نہین جاتا

نگاہین انکی کیا پہونچینگی مرکز پر حقیقت کے
کہ جنسے جلوۂ بیت الصنم دیکھا نہین جاتا

یہ کہکر وہ اُٹھے بالین سے قربان اس بہانے کے
کسی بیکس کو ہمسے مرتے دم دیکھا نہین جاتا

تعجب خیز عالم مین یہ دو عبرت کی تصویرین
ہمارا ضبط اور یہ تیرا ستم دیکھا نہین جاتا

فقط اک قبر ہی آگے خدا کا نام اے محشر
کسی سے حال ارباب عدم دیکھا نہین جاتا

---

اُن سے چھٹے ہم غضب ہو گیا
آنکھون مین دن صورت شب ہو گیا

مدت سے دشمن کو جو بھولا نہین
ہجر مین جینے کا سبب ہو گیا

انکے لیے ہم ہوا عالم عدو
کونسا آخر یہ غضب ہو گیا

گریۂ غم قدر تیری کیا کرون
اُنکی مسرت کا سبب ہو گیا

حشر مین یون آئے شہیدِ وفا
دیکھنے والون کو عجب ہو گیا

سمجھا وہ مغرور کہ ایسے ہین ہم
دیکھکر آئینہ غضب ہو گیا

مانگی محشر مین مرنے کی داد
اُنکا یہ کہنا کہ غضب ہو گیا

دیکھکر جلوہ ترا ہوش مین آیا نہ گیا
دل کو یون تھام کے بیٹھا کہ پھر اُٹھا نہ گیا

پوچھنے والون سے پوچھا نہ گیا حالِ فراق
دیکھنے والون سے نقشہ مرا دیکھا نہ گیا

کیا مبارک وہ گھڑی تھی کہ دل آیا تھا جب
دل سے پھر ہوش مین اپنے کبھی آیا نہ گیا

بڑا دعوی تھا کہ رونے کو ہنسا [illegible]
[illegible] رونے کو آکے ہنسایا نہ گیا

جاؤ بس رو چکے بیمار کو اب کیا ہوگا
تم وہی ہو کہ کبھی دیکھنے آیا نہ گیا

ضعف بیمارِ محبت کا ہو کس منہ سے بیان
حال یہ ہے لیکے ترا نام پکارا نہ گیا

تجھکو اے جستجوئے دوست دعا کیا دے کوئی
عمر بھر چین سے دم بھر کبھی بیٹھا نہ گیا

ہو مبارک یہ آہ و نالہ ہی سے اُٹھا محشر
یہ تو کہنے کو نہ [illegible] اُٹھایا نہ گیا

بڑھتا علاج سے مرضِ حیا مگر اثر تھا
اک تازہ زخم ہی دلِ بیچارہ ساز کا

اپنی نظر کی آپکو کچھ بھی خبر نہین
تھی اک نگہ کو حکم ہی اخفائے راز کا

ڈرتا ہون مین کہین یہ بہر الگ کر نہ جائے
متوالا دل ہے جنبشِ زلفِ دراز کا

لے شمع بزمِ عیش مین یہ ہے شگونِ بد
[illegible] تمام سے سوز و گداز کا

چھپکی نہ آنکھ لگا کہ محبت کا دیکھکر
اللہ رے یہ ہوا مرے چارہ ساز کا

خاموش بیٹھنا کبھی رو دینا خود بخود
عنوان ہے فسانۂ وحشت طراز کا

مانا پئے ستم ہی سہی پہلوئے دل مگر
پھر پوچھیئے کہ وقت ہوا اب کسی ناز کا

آخر بہ فیض صبر کا وہ وقت آگیا
اب کام ہی نہیں ہے کسی چارہ ساز کا

محشر وہ دوست پایا جو ہے مرکز جمال
کیا کہنا آپ کی نگہ امتیاز کا

رخصت میں ہر اک کی نئی ادا دیکھتے رہنا
آنکھوں سے مری شانِ خدا دیکھتے رہنا

اے دیدۂ پر نم تمھیں قاتل کی قسم ہے
خنجر کی روانی کو ذرا دیکھتے رہنا

دل دیجیے بے فکر مگر عرض ہے اتنی
فرصت ہو تو انداز وفا دیکھتے رہنا

تاکید دل شوق یہ مجھ سے ہے شب وصل
شکوہ نہ بڑھے حد سے سوا دیکھتے رہنا

احباب کو ہو نزع میں اتنی مری خواہش
وہ آتے ہیں پہلے کہ قضا دیکھتے رہنا

محفل میں [illegible] مجھے دربانوں سے بچے
ہمنے نہ کہا تھا کہ ذرا دیکھتے رہنا

بگڑے سے وہ شب وصل تو یوں شوق پکارا
دشوار ہے دلبر کی ادا دیکھتے رہنا

دل لیکے تم اُس بزم میں جاتے تو ہو محشر
لیکن طرفِ زلفِ رسا دیکھتے رہنا

گلے پر جب کسی کے خنجر بیداد رکھیے گا
اگر ہو آپ سے ممکن ہمیں بھی یاد رکھیے گا

کیا ہے کوئی وعدہ لیکن اتنا تو بتا دیجیے
زباں ہی یاد رکھیے گا کہ وہ بھی یاد رکھیے گا

وصالِ دلربا کا واہمہ وجہ جنون ٹھہرا
کہاں تک حضرتِ دل خانماں برباد رکھیے گا

[illegible] اچھی سکتی ہیں کہیں یہ جا بجا سکتی ہیں
اسیرانِ محبت کو حضور آزاد رکھیے گا

فراقِ دوستاں میں خاموشی اچھی حضرت محشر
جہاں تک آپ سے ہو صورتِ فریاد رکھیے گا

دیارِ عشق میں کوئی نہ مشکل کام آئے گا
مری جان کام آئے گی مرا دل کام آئے گا

تلاشِ دوست میں دیوانگی ہی بیشتر آئی
یہی سودا مرے منزل بمنزل کام آئے گا

ستم کی محویت یوں ہو کہ دنیا بھول ہی جائے
لہو میرا سرِ دامانِ قاتل کام آئے گا

قریبِ صبح اسرارِ فنا ہو جائیں گے [illegible]
گداز باطنی اے شمعِ محفل کام آئے گا

تعجب کیا یہ نہیں آسان ہوں [illegible]
ہیں دل کے کام آؤ گے [illegible] دل کا کام آئے گا

غلط سمجھے وفائے عشق ناصح خیر اے مضطر
مگر اک روز یہ دعویٰ لے باطل کام آئے گا

ترا اے چرخ دورِ انقلاب فنا نہیں رکھتا
کسی کا کام عشقِ دوست کا بالا نہیں رکھتا

[illegible] ہمیں اے رہروانِ کوچۂ جاناں
کسی کا ایک باری [illegible] رستا نہیں رکھتا

یہ کیوں نظروں سے تم نے چاہنے والے کو دیکھا تھا
کوئی محفل ہو یا خلوت کہیں تنہا نہیں رکھتا

مرے افسانۂ سوزِ نہانی کی مشق کامل تھی
مگر اب روکے سے خوں [illegible] نہیں رکھتا

رلایا ہم کو جینے سے دنیا تسکیں کبھی آ کر
وگرنہ زندگی بھر اشکِ غم فنا نہیں رکھتا

مقابل عشق کی قدرت کے کیا ہو قوتِ انساں
خدائی بھر کے [illegible] نہیں رکھتا

نہیں کتا چلا جب لی وحشی کوئے جاناں میں
گذر جائے وہ کچھ بھی روکنے والا نہیں رکھتا

جوابِ حشر ہے وسعت تجلی گاہِ جاناں کی
خدائی جمع ہو جائے پہ کچھ بھی رستا نہیں رکھتا

یہ کہنا چارہ گر کا شرح ہے زخمِ محبت کی
بہت تدبیر کی لیکن لہو دل کا نہیں رکھتا

جہاں بیٹھا نیا افسانہ حسن و عشق کا چھیڑا
ٹھہر اے دل یہاں تمہارا چاہنے والا نہیں رکھتا

یہ کہتا ہے کوئی دربان سے وقتِ زینتِ محفل
[illegible] نہیں رکھتا

شبِ فرقت میں طولِ غم کی آخر انتہا مضطر
سحر [illegible] نہیں رکھتا

نہ جاؤں دوست کی محفل میں گھر دل نہ مانیگا
قیامت بھی اگر برپا ہو یہ بسمل نہ مانیگا

یہ خنجر گلا رکھنے ہی میں سب کام بنتے تھے
سمجھتا تھا کہ میری ایک بھی قاتل نہ مانیگا

بھلا ہو عشق کا اک حسن ہی جس میں کہ خود رائی
کوئی اچھی بھی سمجھا نیکو بیٹھے دل نہ مانیگا

جنونِ عشق میں خاطر شکن ہے پند ناصح کی
اگر میں مان بھی جاؤں تو میرا دل نہ مانیگا

نقابِ رخ الٹ دینے کی فرمائش سے کیا حاصل
وہ مانیگا مگر ہرگز مہِ محفل نہ مانیگا

مرا دل مرحلے میں عشق کے کار آزمودہ ہے
اگر وقت آ پڑے مشکل ہی بھی مشکل نہ مانیگا

فراقِ دوست میں اے دردِ تنہائی یہ بتلا دے
پکارینگے تڑپ کر ہم کسے جب دل نہ مانیگا

ترے دیوانے کے تیور دمِ رفتار آفت ہیں
فرشتے کی بھی گویا تا حدِ منزل نہ مانیگا

دلیلِ کامیابی اسکے شوقِ مرگ کو کہیے
جو وقتِ ذبح رعبِ خنجرِ قاتل نہ مانیگا

کہا ہے تمنے دم بھر بیٹھ جانے کو مگر محشر
کروگے کیا اگر وہ رونقِ محفل نہ مانیگا

کھاکے دل کی چوٹ جانِ زار کھوتا ہی رہا
کام آنکھوں نے دیا جبتک میں روتا ہی رہا

تیرے فریادی کی عالم میں خبر ہی کسنے لی
شام سے تا صبح جو سویا وہ سوتا ہی رہا

انکا انجام اور تھا میرا نتیجہ اور کچھ
گو کہ اک عالم ہنسا لیکن میں روتا ہی رہا

شکوۂ گردون زبان تک آئے کس امید پہ
میری راہِ شوق میں کانٹے یہ بوتا ہی رہا

ہو گیا آخر گھڑی ساعت کوئی بیمارِ عشق
چارہ سازوں میں مرض تشخیص ہوتا ہی رہا

ہجر میں ہمدردیٔ احباب کا دیکھا یہ رنگ
آئے بیٹھے اٹھ گئے میں تھا کہ روتا ہی رہا

خوش ہیں وہ محشر داغِ دل کا اب کیا پوچھنا
جو لکھا تھا میری قسمت میں وہ ہوتا ہی رہا

جبتک ہمارے پاس دلِ بیقرار تھا | وجہِ بقائے زندگیٔ مستعار تھا
یہ مختصر بیانِ غمِ ہجرِ یار تھا | دل کو قرار تھا نہ ہمین کو قرار تھا
شامِ فراق کیا مین کہون ہیئت نجوم | مجموعہ غبارِ دلِ بیقرار تھا
تیرا ہی نام نزع مین وردِ زبان رہا | پھر بھی نگاہِ ناز مین بے اعتبار تھا
قدرت پہ اُسکی صدقے زمانے کی راحتین | مرنے پہ جسکو ہجر کی شب اختیار تھا
خلوت کا لطف اُسکے کلیجے سے پوچھیے | جسکو نفس کا سلسلہ بھی ناگوار تھا
پوچھو نہ قدر گریۂ احباب بعدِ مرگ | جو اشک تھا ہمارا چراغِ مزار تھا



اختیارِ بشری ہو جو فنا ہو جانا | سہل ہی فرضِ محبت کا ادا ہو جانا
قدرتِ عشق کا اک واہمہ ہی شوقِ وصال | جسکو دیکھا شبِ غم اور سوا ہو جانا
اہلِ باطن کے لیئے عشرتِ روحانی ہی | وعدے کا وقتِ معین پہ ادا ہو جانا
مٹ سکین چرخ سے آیاتِ محبت تو یہ | با اثر آہونکا مشکل ہی ہوا ہو جانا
شامِ وعدہ یہ ہی تاویلِ خیالات کی شکل | کبھی ہنسنا کبھی جینے سے خفا ہو جانا
اہلِ الفت مین یہی رمز ہی سرمایۂ روح | نالہ نکا درد بھرے دل کی دعا ہو جانا
حسن اور عشق کے اسرارِ نہان پر صدقے | زندہ رہنا مرا اور اُن سے جدا ہو جانا
شوخیٔ شوق ہی خلوت مین ادب کی حد پہ | پھر بھی ڈرتا ہون کہین تم نہ خفا ہو جانا
طور پہ شوق نے پہونچا دیا موسی کو بخیر | اب یہ قسمت ہی خلاف کبے ہوا ہو جانا
نزع مین آیا پسینہ ہوئی مشکل آسان | وقت پر دیکھا ہی پانی کا ہوا ہو جانا
واہ رے عشق پرستی کی کرامت محشر | بندے کا مظہرِ اسرارِ خدا ہو جانا

دوست پہ حال اپنا عیاں کر دیا
دل مین جو تھا صاف بیان کر دیا

مر گیا دل دفن مین کیا اہتمام
تھوڑی سی مٹی مین نہان کر دیا

دیکھ سکے کون جمالِ حبیب
جسنے کہ روشن یہ جہان کر دیا

جستجوئے دوست مین ہم مر گئے
شوق نے بے نام و نشان کر دیا

مر کے بھی اس درد کی پائی نہ حد
جسنے مجھے محو فغان کر دیا

اپنے اُس ارمان پہ مین خود نثار
جسنے تمھین آفتِ جان کر دیا

آپ پہ خفا مجھسے خدائی ہوئی
رازِ محبت کو عیان کر دیا

دلپہ ہے محشر یہ کرم عشق کا
واقفِ اسرار یہ نہان کر دیا

تشنۂ کامِ مدعا تیرِ ستمگر رہ گیا
دل مین جتنا خون تھا سب درد بنکر رہ گیا

اُسکے سوزِ دل کی تمکو بھی خبر ہو یا نہین
کچھ دھوان سا جسکے غمخانے سے اُٹھکر رہ گیا

کیا بنا سکتا ہو اُس مدفن کا زورِ انقلاب
کھا گئے تیرے پائے ناز کی جو ٹھوکر رہ گیا

ہجر کے غم مین پکارین کیا کسی ہمدرد کو
اسکا رونا ہے تو ہمکو زندگی بھر رہ گیا

جلوۂ تابی طور کی بھی کسقدر رکھتی دید پا
آج تک جسکا اثر ہر ایک دل پر رہ گیا

دید کے قابل شبِ فرقت کی تھین بیتابیان
غمکدے مین تم نہ تھے کیا دل تڑپ کر رہ گیا

زورِ طوفانِ جنون اب کسکے روکے رُک سکے
ڈوب کر خونِ رگِ سودا مین نشتر رہ گیا

کس اثر نے تیرے فریادی کو ٹھنڈا کر دیا
شب کو یہ کیا تھا کہ اک ہنگامہ اُٹھکر رہ گیا

اس ادا سے حالِ دل کہکے ہوئے خاموش ہم
سننے والے سمجھے اک دفتر کا دفتر رہ گیا

جان دیکر خوب دنیائے وفا آباد کی
شکر ہے ہر ایک زبان پر نام محشر رہ گیا

دل مرا دل تھا مگر درد کی تصویر بھی تھا
سیکڑون زخمون پہ ذوقِ خلشِ تیر بھی تھا

وقتِ غم تمنے بہت دیکھا ہی ہوتے مجھکو
سچ بتانا کہ کبھی شکوۂ تقدیر بھی تھا

دیدہ و دل کئے موسیٰ کے معطل کس نے
جلوے کے ساتھ اثر لذتِ تقریر بھی تھا

تیور اُسکے قیامت مین عیاذاً باللہ
جو لئے فردِ عمل اور تری تصویر بھی تھا

سنتے سنتے تمہارے ماتھے پہ شکن کیون آئی
کیا مرے حال مین کچھ شکوۂ تقدیر بھی تھا

کیون نہ دی برہمیِ زلف یہ دونون کو سزا
دل بھی مجرم تھا ترا نالہ شبگیر بھی تھا

کیا عجب یون شعرا کو کبھی محشر یاد آئے
پیروِ عارف و تقلید کنِ میر بھی تھا

ارے محشر ہی کبھی کھلکے پکارا ہوتا
مارنا تھا تو اسی تیر سے مارا ہوتا

قابلِ رحم ہون اے جلوہ گہِ شوخیِ دوست
حسرت اسکی ہے کہ جی بھر کے نظارا ہوتا

عشق اور حسن کی دنیا پہ حکومت کرتے
کبھی دم بھر کے لیے تو جو ہمارا ہوتا

اُف رے درد اور دلِ مردہ کا اللہ رے ضبط
دشمن و دوست کسیکو تو پکارا ہوتا

خیر گذری نہ کیا حشر کے دن شکوۂ حسن
ورنہ جو تھا وہ طرفدار تمھارا ہوتا

اک ستم یہ بھی ہے حد بندیِ اندازِ ستم
جو ترے ہاتھ سے ہوتا وہ گوارا ہوتا

کوئی جاتا نہ خوشی سے طرفِ ملکِ عدم
اُنکے آنے کا جو محشر نہ سہارا ہوتا

دیکھتے ہین سب کے سب کارِ نمایان تیر کا
کوئی پرسان ہی نہین زخمِ دلِ نخچیر کا

الحذر صحرا لئے دلکی آندھیون پر آندھیان
اک قیامت ہے سنک جانا ہوائی تیر کا

دل سے پیکان کھینچنے والے یہ ہمت تا کجا
اب غنیمت جان جو دم ہے ترے نخچیر کا

دوست نے وعدہ وفائی جب سے کی شام وصال ‏/ تذکرہ ہے دیدہ بستا دشمن میں مری تقدیر کا

کون یہ خمیازہ کش ہے خوابگاہ ناز میں ‏/ ہاں مرے دل وہ اک نالہ اسی تاثیر کا

وحشیان عشق کی حالت کو سمجھے کیا کوئی ‏/ اک طلسم قدرتی ہے واقعہ تقدیر کا

سنتے سنتے حال غم انکی ہیے آتے ہیں اشک ‏/ اے زبان رنگ اب بدلنا چاہیئے تقریر کا

ہجر میں کس دل سے ہو ضبط غم بے اختیار ‏/ روکنا اشکوں کا بھی لانا ہے جوے شیر کا

وحشیان عشق کی تنہا لیتی ہوں جب بہ زمین
محشر انکو بار کیا معلوم ہو زنجیر کا

آہ سوزان سے نہ پوچھے کوئی کیا کیا جلگیا ‏/ ایک دل کے جلنے سے عالم ہی سارا جلگیا

پہلے تھے بدنام آہ گرم سے اب کیا ہوا ‏/ محفل جانان میں جسنے ہمکو دیکھا جلگیا

کسقدر بھڑکی ہوئی ہے بال پروانہ سے آگ ‏/ خانۂ فانوس کا سرمایہ جو تھا جلگیا

چاہیئے ہم پونچھ لینگے اپنے خود ہی اشک گرم ‏/ آپ سے یہ کیوں سنیں دامن ہمارا جلگیا

تا کجا تعلیم ضبط آخر نگاہ تند سے ‏/ جلگیا بس بس دل ہنگامہ آرا جلگیا

ہم بھی آتے ہیں سر طور ای جمال حسن دوست ‏/ دیکھنا ہے کس طرح نخل تمنا جلگیا

آہ محشر دل جلانے والوں سے پوچھیں ذرا
کچھ تمھیں خوف خدا ہے گھر خدا کا جلگیا

نازک دلی سے کچھ صفت گل نہ ہو سکا ‏/ کیا ذکر غم خوشی کا تحمل نہ ہو سکا

خواب عدم سے حشر میں اٹھنا پڑا ہمیں ‏/ چاہا اگر جواب تغافل نہ ہو سکا

دیکھا ہے سرد و گرم زمانہ کو مدتوں ‏/ لیکن چراغ داغ وفا گل نہ ہو سکا

کیا کام تجھسے نکلے گا اے دست باغبان ‏/ شانہ طراز گیسوئے سنبل نہ ہو سکا

دعوائے جنونِ عشق کا کس بل پہ دلکو تھا
طے جادۂ درازیٔ کاکل نہ ہو سکا

پہونچے رموزِ عشق تک اُسکا خیال کیا
جس سے کہ دو گھڑی بھی توکل نہ ہو سکا

تفسیر توبہ محشر اُسے کیا پڑھائین ہم
جو مست لذت قدح مل نہ ہو سکا

وہ تیر کھینچتے تھے مرا چہرہ زرد تھا
ایک ایک قطرہ دلکا لہو نذر درد تھا

ہٹیا بیان تھکایت اور نہ رخ اپنا زرد تھا
جسوقت تک تحمل ایذائے درد تھا

چین جبین سے کھینچین حدین بانیٔ ضبط کی
تصویر حال بنگیا جب دل مین درد تھا

سرمایہ روح کا ہے جبین پہ عرق نہین
مارا ہوا ہون ضبط کا بدنام درد تھا

سوزِ جمالِ حسن سے انسان تو در کنار
دیکھا تو سنگ طور کا انجام گرد تھا

وہ آتشِ جمال نہ گرمی جذب حسن
یوسف کے بعد مصر کا بازار سرد تھا

کس منہ سے کہیے مدت بیماریٔ فراق
ایک آہ جانگداز مین دل تھا نہ درد تھا

اللہ ری بیکسی کسی بیمار عشق کی
ہمدرد کیا ہی غیر کو بھی جسکا درد تھا

لے لے کے نام تیرا مین بیٹھا ہنسا کیا
تیور پہ میل آئے نہ جب دلمین درد تھا

محشر وہ سوز نالہ نہ ہنگامۂ فغان
مرنے سے میرے عشق کا بازار سرد تھا

ہیچ ہین گریۂ غم وجہ تسلی نہ ہوا
آپ جسکو نہوے اسکا کوئی بھی نہوا

یاد رکھنا اسے ای سلسلہ بندانِ الم
عالم آشوب نہ کی آہ تو کچھ بھی نہوا

دیکھنا عشق مین ناعاقبت اندیشیٔ دل
یعنی جس بات کو ہمنے کہا راضی نہوا

منزلِ عشق کی سرحد کا پتا کیا پاتا
دل مجنون جرس ناقۂ لیلیٰ نہوا

بت پرستی ہو کہ ہو کعبہ پرستی کا جنون — رونا اس بات کا ہی ہمسی کو کچھ بھی نہوا

دیکھنے والونکو دکھلاتا ہین جذبات دل
محشر اس لکھنؤ مین طور تجلی نہوا

نہ پوچھو باری باری ہمدمو احوال غم میرا — کہ تمسے بات کرنے مین رکا جاتا ہی دم میرا

یہ طاقت پاؤنمین آئی کہ مجنون تا عدم پہنچا — رہا تھا ساتھ راہِ عشق مین واک قدم میرا

لگا آہستہ ہاتھ اے چارہ گر حالت ہی نازک ہی — بدلوانے مین کروٹ کے اکھڑ جائے نہ دم میرا

مری ہستی ہی وابستہ ملال روز فرقت سے — کہانتک ساتھ دیگا اے چراغ صبحدم میرا

یقین زندگی کسکو شب فرقت کی ایذا مین — ذرا پھر پوچھ لینا حال آکر صبحدم میرا

---

مرض عشق مین منت کش درمان ہونا — اپنے ہاتھون سے ہے خود موت کا خواہان ہونا

دہشت اسکی ہی کہان جاکے رہیگی دنیا — نالہ ممکن ہی کہ ہو حاصل امکان ہونا

دل مین اے تیر نظر تجھکو مبارک ہو قیام — یہ نہ کرنا کہ حریف غم پنہان ہونا

سننے کی تاب کسی کہنے کی حالت کس مین — اک فسانہ ہی مرے گھر کا بیابان ہونا

دل مین اتنی تو جگہ چھوڑدے اے شدت درد — مری قسمت مین ہو جتنا غم پنہان ہونا

اک بہانہ سا ہوا چند نفس جینے کو — پاس میرے نہ کسی کا شب ہجران ہونا

وادی عشق کی پیچیدگیان کیا کہیے — یہین دیکھا گیا آزاد کو زندان ہونا

پھر کسی شے پہ نظر اسکی نہ جمنے پائی — جسنے دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا

ڈوب جائے مرا دل آنکھ سے تارے چھپ جائین — تو نہ لے نام اے شب ہجران ہونا

اسقدر عمر خدا دے تمسے دیوانے کو — دیکھے آنکھون سے کشادہ در زندان ہونا

عالم شوق کا ہر ذرہ ہے اک صفحہ غم
اُف شب ہجر طبیعت کا پریشان ہونا

مثل دل ٹوٹتے ہین گر کے زمین پر آنسو
باطنی چوٹ کا اللہ سے نمایان ہونا

عشق کا حسن مکافات یہی ہے محشر
ماہ کنعان کے لئے قید ہی زندان ہونا

فدا ہو جاؤن کوئی بات ہے جی سے گذر جانا
اگر تیرے ستم کے کام آئے میرا مر جانا

نہ پوچھو عشق ضبط درد دل مین ہمیشہ کیا گذری
وہ ایک ایسا قفس ہے ایک ایک ترقی پر آ جانا

بتا دے آشنا او ہاتھون مین مہندی باندھنے والے
ہائے زخم دل کا کس طرح ممکن ہے بھر جانا

کتاب عشق اٹھا کر فال جب دیکھی تو یہ نکلا
کہ ناممکن ہے دل کا مضطرب ہو کر ٹھہر جانا

تیری اس ناز کی طبع پر پسینے سے لپٹا ہون
رگ دل ٹوٹنے کی سنتی ہے آواز ڈر جانا

مبارک تیرا آنا اے قیامت یہ تو بتلا دے
کہ یہ کیسی کہہ یا تھا اک جہان ویران کر جانا

کھنچے آتے ہین طائر آشیانوں مین کہ شام آئی
خدا یاد ہے الفت سے مرا کب ہے کا گھر جانا

نہ رکھنا یاد دل لیکر ترا حسن تغافل سے
کہ تو آموز الفت جسکو کہتے ہین مکر جانا

نہ دیکھی فال ہے موسی بیاض لن ترانی مین
کہتا ہے سوال شوق ممکن ہے نظر جانا

وفور عشق مین یہ راز آخر کھل گیا محشر
حیات جاودانی ہے غم فرقت مین مر جانا

سمجھے تھے غم فرقت دل پر نہ اٹھے گا
یہ سہل ہے ناز دل مضطر نہ اٹھے گا

آنسو غم فرقت مین مسلسل نہ بہین گے
جبتک کہ وہ دل سے برابر نہ اٹھے گا

آنسو کی طرح دوست کی نظرون سے گرا ہے
اب ہم سے اٹھائے دل مضطر نہ اٹھے گا

بیدار شب ہجر کے تیور سے ہے ظاہر
جھپکی اگر آنکھ اسکی تو سو کر نہ اٹھے گا

خون لینے ہی ہاتھون سے کیا شوق ستم کا
پہلے سے یہ کیون کہہ دیا خنجر نہ اُٹھے گا

احسان اجل کیا مجھے راحت سے سلایا
آغوشِ لحد سے مرا اب سر نہ اُٹھے گا

ہر سانس ہوائے عدم آباد ہے گویا
بیمار وفا ابکی سے گر کر نہ اُٹھے گا

غصے مین یہ ایک اک سے کوئی پوچھ رہا ہے
کیا میری قسم بزم سے محشر نہ اُٹھے گا

جسم سے جان ہو فرقت مین جدا یا نہ جدا
مجھسے ہو جائے الٰہی دل دیوانہ جدا

لیگیا دل کوئی بیدرد تو یہ ہمنے کہا
غم ہی کیا اسکا اگر ہو کوئی ہنگامہ جدا

سب ستمگار تماشے کو چلے آتے ہین
دل سے ہونیکو جو ہی ناوکِ جانانہ جدا

رونے دیتے نہین جی کھول کے ہمسائے مجھے
دل مین آتا ہی بناؤن کوئی غمخانہ جدا

کر دیا دل کی اطاعت نے مجھے دیوانہ
روز دکھلائے کہان تک کوئی ویرانہ جدا

بزم عشرت کا سمان صبح یہ دیکھا محشر
شمع کی خاک الگ ہے پر پروانہ جدا

دیکھا جو مجھکو بزم مین کیا خفا ہوا
بیٹھا تھا پہلے ہی سے وہ ظالم بھرا ہوا

ایک اک گھڑی فراق کی سو ہان روح تھی
پھر رات آئی موت کا پھر سامنا ہوا

پوچھو نہ سبب گریۂ بے اختیار کا
مجبور تھے کہ دل تھا ہمارا بھرا ہوا

کس کس سے حالِ طور کہین حضرتِ کلیم
ہر کوئی ہی وہ پوچھ رہا ہی یہ کیا ہوا

روتے تھے پہلے شوق مین فرقت مین اشک خون
رونا اب آسکا ہی کہ لہو دل کا کیا ہوا

کہتے ہو اک جہان کے نالون کو بے اثر
دیکھا ہے تمنے کوئی کبھی دل دکھا ہوا

یوسف کو حسن مصر مین لایا تو کھل گیا
مٹتا نہین نصیب مین جو ہو لکھا ہوا

زندہ ہیں ہم نگاہ میں ہر چارہ ساز کی — جسوقت تک کہ درد جگر ہی رکا ہوا

ضبط فغاں سے دہر میں سناٹا چھا گیا — کی آہ جب تو شور قیامت بپا ہوا

محشر بدل لو پہلے مقدر کے لکھے کو
پھر زیب دیگا تمکو کفن بھی لکھا ہوا

وجود اب ہو گیا مثل چراغ صبحدم میرا — ہوا کے آنے سے غم خانے میں گھٹتا ہے دم میرا

جو اٹھے چارہ گر بالیں سے تو منہ پھیر کر اٹھے — نگاہ یاس سے ڈر ہے نکل جائے نہ دم میرا

دکھا دیجئے وہ صورت زندگی ہی میں تو اچھا ہے — کرینگے کسطرح دفنا کے مجھکو آپ غم میرا

الٰہی خیر ہو راہ وفا میں مضطرب کی — کہ بیٹھے بیٹھے کیوں گھبرا رہا ہے آج دم میرا

خلاف اخلاق کے ہوگا یہ طول بحث آپس میں
نہ کعبہ شیخ کا محشر نہ ہے بیت الصنم میرا

شراب عشق میں مدہوش یا محو الم رہنا — مگر اے دل وفا کی راہ میں ثابت قدم رہنا

یہ آواز مجازی سلسلہ بند حقیقت ہے — ہمارا حلقہ جنباں در بیت الصنم رہنا

حقیقت کیا کھلے گی تجھ پہ آرام و مسرت کی — اگر ہے بار خاطر مبتلائے درد و غم رہنا

یہ عبرت ناک منظر وجہ طول زندگانی ہے — نگہ کے سامنے ہر وقت تصویر عدم رہنا

بتا دوں اتحاد باطنی کا فلسفہ کیا ہے — دلی جذبات کا شادی و ماتم میں بہم رہنا

کوئی پوچھے کہ آخر آگئے کیوں یہ بزم نااہلیت — بہت دشوار ہے اعزاز شیخ محترم رہنا

تلاش مدعا میں صبر بھی ہمراہ لازم ہے — کبھی دو گام چلنا اور کبھی دم بھر کو تھم رہنا

بڑھیگی معرفت اضداد کے منظر سے او غافل — اگر جویائے حق ہے ساکن دیر و حرم رہنا

ہوئی جسوقت فکر رزق شب کو نیند آنے میں — مقدر بول اٹھا بیدار غافل صبحدم رہنا

تواضع کی ادا دلکش ہی لیکھی گو کسی مین ہو
اسی سے حسن ہی محبوب کی زلفون مین خم رہنا
جہان صبر مین ہو شوق جسکو کامیابی کا
وہ پہلے اہل دل ہی سیکھ جائے محو غم رہنا
یہ منظر بھی جہان مین قابل عبرت ہی ای گردون
مرا خاموش رہنا تیرا مصروف ستم رہنا

ہم ایسی زندگی کو زندگی کیونکر کہین محشر
سحر سے شام تک منت کش اہل کرم رہنا

شکایت سنکے اپنے ظلم کی تم مسکرا دینا
پھر اسکے بعد جو کچھ دل مین آجائے سزا دینا
یہ تاثیر بیان لائے کہان سے اہل دل یارب
جہان جا بیٹھنا محفل کی محفل کو رلا دینا
قیامت ہین یہ انداز سخن مین شوخیان ظالم
کہ جس سے بات کرنا اسکو دیوانہ بنا دینا
میان بزم ساقی کون سنتا ہی فقیرون کی
بس اپنا کام ہی یہ در پہ آنا اور دعا دینا
مذاق اہل دل خلوت مین اک رمز حقیقی ہی
کبھی کچھ اشک بھر لانا کبھی کچھ مسکرا دینا
جفائے دوست پہ ضبط فغان ننگ محبت ہے
خدا وندا دہان زخم دل بھی بے صدا دینا
تمنائے وصال ایک اک نفس ہمسے یہ کہتی ہے
جہان تک جلد ہو سرمایہ ہستی مٹا دینا
کلیجہ خون ہو جائے کچھ ایسی چھیڑ کرتے ہین
انکھین مد نظر ہوتا ہی جب مجھکو رلا دینا
وصال دوست کا رمز حقیقی کھل گیا آخر
وہ آنا نزع مین ہچکی وہ میرا مسکرا دینا
الٰہی خیر ہو پھر لیچلا شوق اسکی محفل مین
کہ حسن وضع ہی جسکا ہم ایسون کو اٹھا دینا
عطا کی ہی یہ قدرت حسن نے اہل محبت کو
ذرا سی بات کا پردہ در افسانہ بنا دینا
ہوا جو کچھ کہ فرقت مین اب اسکا چھیڑنا کیسا
نہ سن سکتا ہی کوئی اور نہ ممکن ہی سنا دینا
نہ جانے خط مین یہ کیا ہو گیا ای فرط ناکامی
کہ پہرون بیٹھکر لکھنا گھڑی بھر مین مٹا دینا
وہ خود ہی ہوتے ہین اس درد ناکامی مین ای محشر
جنھین کچھ بھی نہ تھا دشوار روتے کو ہنسا دینا

بیان واقعۂ کوہ طور کیا کرتا
نہ سنتے آپ تو میں ای حضور کیا کرتا

سرِ نیاز جھکا بندگی کو ہاتھ اُٹھا
اب اور ہمسے تمھارا غرور کیا کرتا

بغیر جرم کے ٹھہرا قصوروار اگر
تمھیں بتاؤ کہ پھر میں قصور کیا کرتا

سنا ہے آپ وہ ہوا عاشقوں کو راس نہیں
میں جاتا بھی تو سرِ کوہ طور کیا کرتا

غم و نشاط کے اسرار سے ہوا واقف
خیالِ دوست کو میں دل سے دور کیا کرتا

نہ آرزو کوئی دل میں نہ سینے میں دل ہے
خطا کسیکی کسیکا قصور کیا کرتا

شبِ فراق میں جلد آگئی اجل ورنہ
خدا کو علم دلِ ناصبور کیا کرتا

وصالِ دوست ہوا جان آگئی تو گئی
جو کام غم نے کیا وہ سرور کیا کرتا

چھپے ہو آنکھ سے ہی حشر انتظار رہا
خدا ہی جانے تمھارا ظہور کیا کرتا

ستم کے شوق میں جو بدحواس ہو خود بھی
وہ کچھ خیال دلِ ناصبور کیا کرتا

سلامتی سے مرا خود ہی نام ہے محشر
میں زیست میں غمِ روزِ نشور کیا کرتا

میں آپ سوزِ عشق میں اپنا حسود تھا
ہر ایک نالہ وجہِ فنائے وجود تھا

غافل حقیقتِ نفسِ عاشقاں نہ پوچھ
گرمیِ عشق سے دلِ سوزاں کا دود تھا

انداز نزع اُسکے کلیجے سے پوچھیے
بیماردار جسکا تجھ ایسا حسود تھا

تیور ہی چشمِ یار کے عالم سے تھے جدا
جسدن نظر کے تیر کا دل میں ورود تھا

اسدری حسن و عشق کی خلقت نہ شور و شین
جانے وہی جو حاضرِ بزمِ شہود تھا

محشر نشانِ قبر جو باقی رہا تو کیا
اہلِ فنا کا شوق خلافِ نمود تھا

تیرکش پیکان سے بیچین اسقدر دل ہوگیا
زندگی کا ذکر کیا مرنا بھی مشکل ہوگیا

ایسی بیتابی سے آئے حشر مین گریان ترے
ایک عالم دیکھکر اشکِ روان کو بسمل ہوگیا

ظلمِ ناحق کا ہمیشہ سے نتیجہ ہے خراب
خونفشان جذبِ دل کا تیرِ قاتل ہوگیا

جانفزا ہی وحشیانِ عشق کی زندہ دلی
چار دن مین دشتِ غربت شہرِ کابل ہوگیا

ضعفِ ناکامی کلیم اللہ سے پوچھا چاہیئے
طور سے محشر اترنا سخت مشکل ہوگیا

شوقِ خواہانِ ستمہائے فراوان نکلا
دل نے صد شکر کہا جبکہ نہ پیکان نکلا

خلوتِ شوق مین جذباتِ دلی کے صدقے
جو تصور کیا مین نے وہی سامان نکلا

پوچھ لین چلکے ذرا طور سے آتے ہین کلیم
کون سا رہ گیا اور کون سا ارمان نکلا

چشمِ بدبین سے خدا اسکو بچالے اے شمع
جس کلیجے سے ترا نالۂ سوزان نکلا

وحشت آبادِ محبت کی نہ پوچھو وسعت
ایک اک گام پہ اک ایک بیابان نکلا

کھینچے بیٹھا ہی دل سے کوئی پیکانِ ستم
اور کب نکلیگا جب آج نہ ارمان نکلا

ہنستے گئے حشر مین یہ کہکے مرے پاس سے سب
لو قیامت ہوئی ذکرِ غمِ ہجران نکلا

حسنِ ظن دیکھئے سمجھے تھے جسے دل محشر
سر بسر آئینۂ حالِ پریشان نکلا

یہ کہتا بزم مین کوئی بتِ مشکل پسند آیا
وہی ٹھہرے یہان جسکا کہ ہمکو دل پسند آیا

میانِ حشر ہنسکر ٹال دینا شکوۂ غم کو
یہ اندازِ ستم بھی ہمکو اے قاتل پسند آیا

نہ سمجھا کوئی بھی قدر سرشکِ نامرادی کو
مگر وہ مضطرب جسکو کہ زخمِ دل پسند آیا

رہِ تقسیمِ ازل مین اُف رہی وہ ہنگامہ آرائی
کسیکو تم پسند آئے کسیکو دل پسند آیا

کہاں کا طور یہاں پیش نظر جلوہ ہی جلوہ ہے / کلیم اللہ کو طول جادۂ منزل پسند آیا

قیامت خیز ہے آب و ہوائے خانہ بربادی / خدا معلوم کیوں انکو دیار دل پسند آیا

نہ ہم محتسب شحنہ دہر کا شیخ و واعظ کا / ہمیں دنیا میں دو ساغر محفل پسند آیا

اک عالم مراد مرے دل میں رہ گیا / بیٹھا جہاں تصور مشکل میں رہ گیا

افسانہ سننے والو سدھارو سحر ہوئی / اب پھر کہونگا جو کہ مرے دل میں رہ گیا

رو رو کے اسکی پاس یہ آنسو بہائیے / جو شخص امید داری ساحل میں رہ گیا

جی بھر کے اسکی داد ملے گی بروز حشر / وہ مدعا کہ جو دل سائل میں رہ گیا

اس بیمروتی سے اٹھائے گئے ہیں ہم / منہ دیکھکر ہر اک تری محفل میں رہ گیا

شوق اتنی جلد طور پہ لایا کلیم کو / چھٹکر نصیب پہلی ہی منزل میں رہ گیا

محشر کٹی نہ قید جنون عمر کٹ گئی / بعد فنا بھی پاؤں سلاسل میں رہ گیا

نا امیدی میں شب وعدہ سحر ہو جانا / یونہیں لکھا ہے مری عمر بسر ہو جانا

عالم عشق میں لازم ہے کوئی کام کرو / دل بسمل پہ فدا دیدۂ تر ہو جانا

غم ہوا در عشق کا غم وہ بھی سجدہ تکمیل / ورنہ ممکن نہیں سو ٹکڑے جگر ہو جانا

آنکھیں اسکی ہیں دل اسکا ہے حیات اسکی ہے / جسنے دیکھا ہے شب غم کا سحر ہو جانا

حشر کیا شے ہے قیامت کا کرشمہ کیسا / میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہو جانا

مجمع حشر میں کیوں جاؤ نقاب الٹے ہوئے / خوبصورت کو ہی آسان نظر ہو جانا

منزل عشق میں اب سے ضعف ای محشر / بیٹھنا تھک کے جہاں پر وہیں گھر ہو جانا

شبِ فرقت مین لیکر خون تازہ چشمِ گریان کا
مرقع کھینچے بیٹھا ہون دل کی زخمِ پنہان کا

خدا محفوظ رکھے شورِ بدنامیٔ الفت سے
قیامت تک رہیگا تذکرہ یوسف کے دامان کا

گری وہ برق جس سے خرمنِ اُمید جل اُٹھا
جواب اچھا ملا موسیٰ کو سوزِ شوقِ پنہان کا

خوشا اعجازِ جذباتِ محبت نام باقی ہے
کلیم اللہ سے کوہِ طور کا یوسف سے زندان کا

گرا ہون سنگِ ناکامی کی ٹھوکر کھا کے رستے مین
پتا قاصد کو بتلانے چلا تھا کوی جانان کا

فنا کے معتقد اپنی جگہ یہ کہہ کے جلتے ہین
کہان تک طول کھینچے گا زمانہ روزِ ہجران کا

قدم رکتے نہین وحشت مین طاقت گھٹتی جاتی ہے
پیے لیتا ہے دل کا خون ہر کانٹا بیابان کا

بڑھائے ہمنے ناخن اے خراشِ لذتِ ایذا
یہ دل مین ہے کہ پھر منھ کھول دیجئے زخمِ پنہان کا

ہوا ہے عشق مین دلکو بقا مشکل ہے اے محشر
بخیر انجام ہو کیونکہ چراغِ زیرِ دامان کا

دکھاتا ہے نئی صورت ترا مغرور ہو جانا
حضورِ آئینہ زینت سے کبھی معذور ہو جانا

تہِ خنجر گلا رکھنا کسیکو کب گوارا ہے
مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہو جانا

رہین تیور تمہس کے دل مین لیکن چٹکیان لینا
جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور ہو جانا

رموزِ عشق ظاہر کر رہی ہے فرطِ خاموشی
مرے مسلک سے کوسون دور ہے منصور ہو جانا

کہان نظارۂ برقِ تجلی اور کہان موسیٰ
فقط تقدیر مین تھا سیرِ کوہِ طور ہو جانا

محبت بھی حقیقت مین کوئی کارِ نمایان ہے
اِدھر لڑنا نگاہونکا اُدھر مشہور ہو جانا

بس عرضِ تمنا چپکے بیٹھے ہین وہ اے محشر
اب آگے خوبیٔ تقدیر ہے منظور ہو جانا

نیند آنا شبِ فرقت ہمین مشکل ٹھہرا
راستہ موت کا دیکھا جو کبھی دل ٹھہرا

چین ممکن ہی نہین ہجر مین محنت کے بغیر
آہ بھی کھول کے بھر لین تو ذرا دل ٹھہرا

ضبط غم ہی کسے نفرت ہی یہان عین خوشی
کس طرح دل مری ہمت کے مقابل ٹھہرا

تیری جادو نظری کے مین نثار او ظالم
جب ذرا ہنس کے ادھر دیکھ لیا دل ٹھہرا

فکر دنیا کا برا ہو کہ ہمین اے محشر
پانچ شعرونکا بھی کہنا بڑی مشکل ٹھہرا

ٹوٹ کر سینے مین جب پیکانِ دلبر رہ گیا
دل تو دل ہے مین سراپا درد ہو کر رہ گیا

بھول بیٹھا ہون فسانے ہجر کے جھگڑے سے تنگ
شکر کرتا ہون زبان پہ نام دلبر رہ گیا

داورِ محشر سے حالِ عشق گو سب کچھ کہا
لیکن اس کہنے پہ بھی دفتر کا دفتر رہ گیا

طور پر موسیٰ کو اتنی جلد لائے پائے شوق
حسرتِ دیدار کے پیچھے مقدر رہ گیا

ہجر مین جو آفتین ہونی تھین ہم پر ہو چکین
محشر اک ہنگامۂ ہنگام محشر رہ گیا

کسی سے عشق تو اے دل نہ کرنا
خود اپنا خون او بسمل نہ کرنا

طریقِ عشق مین کھتی ہی ہمت
خیالِ دوریٔ منزل نہ کرنا

سنبھل اے شوق بزم یار ہے یہ
ہمین رسوا سر محفل نہ کرنا

رگِ جان تک اتر آیا ہے خنجر
خیال نازکیٔ قاتل نہ کرنا

حنا بندی مبارک تم کو لیکن
کہین جب ہاتھ خونِ دل نہ کرنا

دلِ صبر آزما رکھتے ہو محشر
نہ کرنا شکوۂ قاتل نہ کرنا

جبکہ دل زلفِ حسینان مین گرفتار نہ تھا
بہت اچھے تھے ہمین کوئی بھی آزار نہ تھا

شوق دیدار سے کہتی ہین یہی جلوۂ حسن
اک نظر جسنے تجھے دیکھا وہ ہشیار نہ تھا

غش سے کیے پڑے ہین کیا طور پہ نظارۂ دوست
کوئی موسیٰ کیطرح بیخود وہشیار نہ تھا

آسمان اور زمین کیون ہوئے دشمن میرے
ہین بجز دوست کسیکا بھی گنہگار نہ تھا

پیشتر عشق کی خلقت کے جہانمین حشر
کوئی مجرم نہ تھا اور کوئی دل آزار نہ تھا

آمد قاصد سے شادیٔ مرگ کا عالم ہوا
وائے قسمت وصل کا مژدہ پیام غم ہوا

ہجر نے اظہار غم مین حشر برپا کر دیا
ایک نالے سے زمانہ درہم و برہم ہوا

یون خوشی لازم ہے الفت مین جفائے دوست کی
آگئی رونق مرے منھ پر وہ جب برہم ہوا

انتظار دوست مین تھی حالت امید و بیم
درد دل مین گو ہوا شب بھر مگر کم کم ہوا

دونون جانب دا حسن و عشق کی ال جائیگی
آنکھ کا روشن آئینہ اور دل مرا ہمدم ہوا

چشم و دل دونون تھے یان محو طلسم بیخودی
یہ نہین معلوم کیا انجام شام غم ہوا

چارہ سازی نے مٹا دی لذت ایذائے درد
اور اک نشتر پئے زخم جگر مرہم ہوا

زندگی نا کردنی ہے کس مصیبت مین کٹی
دوست کا کیا تذکرہ دشمن کا مجھکو غم ہوا

شکوۂ تقدیر بھی شاید پیام وصل تھا
جسکو سنتے ہی مزاج اس شوخ کا برہم ہوا

ہم بھی ای حشر فدائی ہین اسی محبوب کے
جو تعالی اللہ فروغ عالم و آدم ہوا

دل عشق مین جبتک کہ گرفتار نہوگا
نشہ سے خودی کے کبھی ہشیار نہوگا

تا مرض عشق مین اور تیری خوشی سے
دشوار اگر ہو بھی تو دشوار نہوگا

ای لوٹنے والے خوبی قسمت بھی ہے اک شئے
بے اسکے ترا کوئی خریدار نہوگا

ممکن نہ ہوا ضبط تو کہنا پڑا آخر
انصاف یہ ہے تمسا دل آزار نہ ہوگا

اے یاد وطن پھر تجھے احباب ملینگے
جینا مرا گردون کو اگر بار نہ ہوگا

جاتا ہون سوے کرب و بلا ہند سے محشر
کیا اب بھی نصیبا مرا بیدار نہ ہوگا

دل کے مرجانے سے لطف غم پنہان نہ رہا
زندگی کا تھا مزا جس سے وہ سامان نہ رہا

کھینچتا ہے کوئی ناوک مدد اے جذبۂ دل
یہ نہ کہنے کو ہو دم بھر ترا مہمان نہ رہا

جلوۂ حسن رہا یا کہ رہا اُسکا خیال
دل وہ گھر ہے کسی صورت سے جو ویران نہ رہا

کسکو یہ تاب کہ لیجائے متاع غم عشق
اس خزانے کا کبھی کوئی نگہبان نہ رہا

کیا بُری شے ہے حقیقت مین تعلق دلکا
جب صدا سن لی تری ہوش مرےجان نہ رہا

جستجو سے نگہ شوق سے اللہ بچائے
سات پردون مین بھی چھپنے سے وہ پنہان نہ رہا

تم جو دیکھ آؤ تو جھوٹی یہ خبر ہو جائے
سنتے ہین ہم کہ کوئی قابل درمان نہ رہا

کیون خفا ہو جو ہوا مطلب دل شامل حال
شکوۂ غم مین خیال اسکا مری جان نہ رہا

عادت سیر جہان ایسی تھی محشر مجھکو
کنج مدفن بھی مری آنکھون مین ویران نہ رہا

لو مبارک درد دل کام اپنا آخر کر گیا
جسکا جینا بار خاطر تھا تمھین وہ مر گیا

مرے پاتک نے خمون سے تل بھر جگہ باقی نہین
انتہا اے ظالم جفاؤن سے ترا جی بھر گیا

حسن آداب محبت کا اثر اتنا تو ہو
اسطرف تیوری پہ بل آیا یہان جی ڈر گیا

دید کے قابل ہے اپنے دلکا رنگ آرزو
جو لگا یا تیر ظالم نے لہو مین بھر گیا

یارین جو بے چین ہون تو ہنسکر پوچھتے ہین یا مرا
دل لگی اوہ رنگی ہے میرا دل مضطر گیا

مدعا یہ تھا کہ مٹ جائیں ہوا سے نقشِ پا
دامن افشاں کوئی میری گھر سے اپنے گھر گیا

اب خوشی وصل و رنج ہجر یکساں ہی ہیں
چین سے گذری کی محشر زندگی دل مر گیا

مرنا تو غم ہجر میں مشکل نہیں ہوتا
غم اسکا ہی کچھ مر کے بھی حاصل نہیں ہوتا

تڑپانے کی قاتل نے نکالی ہی نئی چال
خود کہتا ہی بسمل سے کہ بسمل نہیں ہوتا

کیا درد بھرے ہیں مری نالے شب فرقت
نیند آنا تو کیسا کوئی غافل نہیں ہوتا

یہ پاؤں ہیں پر آبلہ اور دشت ہے وحشت
جبتک گذر اپنا سر منزل نہیں ہوتا

ہم نذر جفا کرتے ہیں سب دل کی مرادیں
وہ ترک اگر رسم پہ مائل نہیں ہوتا

طولِ شب فرقت میں ہوں گو لاکھ تصور
دمساز مگر کوئی بجز دل نہیں ہوتا

کیا حال کہوں اپنی پریشان نظری کا
جب بزم میں وہ رونق محفل نہیں ہوتا

محشر دل روشن سے ہے ضد تیرہ درون کو
زنگار کا آئینہ مقابل نہیں ہوتا

نشے میں عشق کے دل دیوانہ چھوٹ گیا
چشم و چراغ خلوت جانانہ چھوٹ گیا

دیکھوں میں کس امید پہ شرح کتاب وصل
کاتب سے جبکہ میرا ہی افسانہ چھوٹ گیا

عبرت فزا ہی بزم تمنا کی بھی سحر
ہم تم سے اور شمع سے پروانہ چھوٹ گیا

خاطر شکن نہو کبھی ساقی ادائے مست
کیا فائدہ جو ہاتھ سے پیمانہ چھوٹ گیا

اے رہروانِ کوی وفا جاؤں اب کدھر
دربان کے ظلم سے در جانانہ چھوٹ گیا

اے محتسب خدا کے لیے اپنی راہ لے
گویا ترے جھگڑے سے میخانہ چھوٹ گیا

دیوانگی کی وضع میں سیرت بھی ہے
محشر گناہ کیا ہے جو ویرانہ چھوٹ گیا

اگر عتاب دمِ مستیِ شباب آیا
مزاج پوچھینگے انکو جو پھر حجاب آیا

نہ آیا کچھ مرے دل کو میان مکتبِ عشق
ستم یہ ہی اگر آیا تو اضطراب آیا

ہوئی ہی آمد قاصد مخل تنہائی
ہر ایک پوچھنے آتا ہی کیا جواب آیا

شبِ فراق مین ہم اور غشی کا عالم تھا
نہ جاگتے ہی رہے صبح تک نہ خواب آیا

رموزِ عشق سمجھ لینے کی تمیز آئی
ہزار آفتین لیکر مرا شباب آیا

نگاہ دوست تھی برقِ جمال اے محشر
رموزِ حسن کھلے جب کبھی عتاب آیا

---

یہ کہتے کہتے وقتِ ذبح دم نکلا ہی بسمل کا
الٰہی رہتی دنیا تک بھلا ہو میرے قاتل کا

کیے جا زینت اور زلفوں کی آرائش کی شیدائی
کھٹکا ہو رہیگا سینے مشتاقون کے بھی دل کا

ادائے شوخیِ گفتار کی آخر کوئی حد بھی
ذرا یہ بھی نظر رکھو کہ کیا عالم ہی تحمل کا

بہت نازان نہ ہو اے ظلم جانان اپنی شہرت پہ
جہانِ عشق مین ماتم رہیگا خستہ دل کا

غضب کی شوخ پروانہ پہ عبرت برستی ہی
اوڑا جاتا ہی دود شمع بنکر رنگ محفل کا

اسیرانِ وفا مر جائین فرطِ تنگیِ ہمت سے
تصور بھی قریب آئے اگر آزادیِ دل کا

چلا جاتا ہون راہِ شوق مین آنکھین بند آندھی کے
نہ جانے سلسلہ کب ختم ہو دوریِ منزل کا

نگاہین چاہین دل چاہی اسیرِ تحمل بھی
بہت مشکل ہی محشر دیکھنا رنگ انکی محفل کا

---

بہت مشکل ہی سینے سے نکلنا تیرِ قاتل کا
خدا حافظ ہمارے چارہ گر کی سعیِ دل کا

تڑپنے سے ہوا اک اور خون پیکانِ قاتل
کہ دم کے ساتھ بعد ذبح ٹوٹا دل بھی بسمل کا

خوشی انکی نکالین تیر لیکن یاد رہی رکھین
رہیگا عمر بھر ہمکو مرض بیتابیِ دل کا

ذرا اے دل ٹھہر جا پھر تو صفا کی ہو فرصت ہے
غنیمت جان اے ناوک فگن جو دم ہے بسمل کا

نہ تم میں رحم کی عادت نہ قسمت ہی موافق ہے
کریں اظہار کس امید پہ بیتابیٔ دل کا

سلام آخری اے روح تجھکو بس خدا حافظ
ارادہ شوق میں ہمنے کیا ہے کوئے قاتل کا

خدا جانے کہ فرط شوق میں کیا کچھ نہ کہہ گذرون
کوئی ہو پوچھنے والا جو میری حسرت دل کا

سمجھنے میں ہمیں کچھ خوب لطف زندگی محشر
محبت میں ملا ہے جیسے کوئی قدردان دل کا

گلشن چلوں میں اے دل بے اختیار کیا
لائی ہے میرے واسطے فصل بہار کیا

کیسا خلاف مرضی گردون ہے نام وصل
وہ آئے بھی تو رات کا پھر اعتبار کیا

بند آنکھیں ہوگئیں پئے خواب عدم مری
کھینچے گی اور طول شب انتظار کیا

مانا کہ چارہ گر نے مجھے زندہ کر دیا
لیکن کیا علاج دل بیقرار کیا

فطرت کے کس اصول پہ دل اسکو مل گیا
جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہے وصل یار کیا

محشر مزاج دوست سے ڈرنا ہی چاہئے
جب آگیا تو جائیگا دل کا غبار کیا

دم گریہ ضبط پہ بھی اگر اختیار ہوتا
سبب نشاط بنتی غم ہجر یار ہوتا

شب غم سکوت میں بھی تھی ہزار رمز اے دل
ترا اسمیں کیا بگڑتا جو نہ بیقرار ہوتا

دم گفتگو نگاہیں تھیں زبان کی مخالف
نہیں ہوتا بھی تو کیونکر ترا اعتبار ہوتا

وہ نہیں تختۂ مشق ستم فلک ہی رہتی
ترے کشتۂ محبت کا جہان مزار ہوتا

غم ہجر کے تھے شکوے کوئی دل لگی نہیں تھی
ہم اگر ذرا ابھی کھلتے تمھیں ناگوار ہوتا

مری ہر فغان میں مضمر ہو فنائے زندگانی
غم ہجر حد سے بڑھتا تو وصال یار ہوتا

مرے دل نے روز مرے کے کیا بدگمان اسکو
اب اگر یہ مر بھی جاتا تو نہ اعتبار ہوتا

ہر طور جلوہ تابی ہوئی اپنی حد سے ورنہ
یہ جہان جسقدر تھا فقط اک شرار ہوتا

سر عرصۂ قیامت کرین کس سے بات محشر
کوئی درد مند ہوتا کوئی دل فگار ہوتا

دکھا کے جلوۂ رخسار بے حواس کیا
ادا شناس کا کیا خوب تم نے پاس کیا

حسین ہو کے تلون حضور نے پایا
مری نظر کو خدا نے ادا شناس کیا

امید و بیم مین کیا صرف رہی شب وعدہ
کبھی بحال کیا اور کبھی اداس کیا

فسردہ ہو کے گلون نے تو شمع نے بجھکر
کچھ اور بھی تہ مدفن مجھے اداس کیا

تمام عمر نہ یاد آیا پھر فراق کا غم
خوشی نے وصل کی کچھ ایسا بدحواس کیا

رموز عشق کی سمجھے نہ دقتین محشر
کچھ اور ہو گئے گم جسقدر قیاس کیا

جسے نہ آتا ہو سیکھے وہ ہم سے مر جانا
ہر کوئی بات نہین جان سے گذر جانا

امید وصل سے تھی زندگی تو اب وہ کہان
بڑا ستم ہے جوانی مین دل کا مر جانا

خدا دکھائے یہ تیور تمھارے حشر کے دن
ستم جو ہم پہ کیے صاف انھین مکر جانا

ہم اسکو عیش حیات ابد سمجھتے ہین
غم فراق مین پل بھر کو بھی ٹھہر جانا

جفا کے وقت خدا جانے اسکی حالت دل
کہ جسکی خو ہو تمھارے کرم سے ڈر جانا

وہ اہل دل بھی بڑے خوش نصیب ہین محشر
فراق دوست مین آسان ہو جنکو مر جانا

آسمان تک ہو گیا شہرہ جب اچھا کر دیا
چارہ گر کو مرے درد دل نے مسیحا کر دیا

نام دلبر سنتے ہی کیون رنگ رخ اڑنے لگا
تونے اے بیتابی دل مفت رسوا کر دیا

پھر بھی اس دلکی بیتابی کرے ہمدم نہ پوچھ
ایک ہی نالے سے جسنے حشر برپا کر دیا

سامنے آئینہ رکھکر دیکھئے خود بھی حضور
وہ ادا جسنے ہمین محو تماشا کر دیا

وہ شرارہ عشق کا تھا یا کہ جلوہ حسن کا
جسنے تجھسے شوخ کو میری تمنا کر دیا

لپٹے ہین اس شوخ کے قدمون سے اعجاز مسیح
نزع مین آکر مریض غم کو زندا کر دیا

کفر اور اسلام کو اب دور ہی سے بندگی
عاشقی نے سبکو محشر دل کا بندہ کر دیا

انتظار اپنے دل کو ہی کس کا
آئینہ بنگیا ہے مجلس کا

میکدے مین ہر اک کو دیکھ لیا
نام لون اپنے منھ سے کس کس کا

سیر باغ جہان مین آنکھین مری
بنگئی ہین جواب نرگس کا

یار سے جسکو لطف کی امید
یارب ایسا نصیب ہی کس کا

درد دل مین ذرا اٹھے دیکھون
کیا نباتا ہے مجھ سے بیحس کا

دل گیا ہی تو موت بھی آلے
کون اب قدردان ہی مفلس کا

محشر اپنے حواس مین آؤ
دوست وہ مست ناز ہے کس کا

رخصت اے صبر اس ستمگر کو عتاب آ ہی گیا
مژدہ باد اے نالہ وقت اضطراب آ ہی گیا

لیکے دلکو یون ہوی خواہان وہ جان زار کے
چار و ناچار اپنی آنکھون کو حجاب آ ہی گیا

پند ناصح کارگر جب تھی کہ ہم آزاد تھے
ابتو اک بت پر دل خانہ خراب آ ہی گیا

مرگیا بیمار غم کروٹ جو بدلی ضعف سے
عالم ہستی مین آخر انقلاب آ ہی گیا

بحث نالہ صور سے ہو گی قیامت ہی بپا
اہل دل سن لو مرے دل کا جواب آہی گیا

جاتے جاتے رخ سے گیسو تک نظر بیہوش آ کے گئے
شام بھی ہونے نہ پائی تھی کہ خواب آہی گیا

کسقدر نظارہ نازک مزاجی سہل ہے
جب ذرا سی چھیڑ کی انکو عتاب آہی گیا

چشم بد دور اس ادا پر دیکھنے والے نثار
ٹھیکے یوں لیٹے ہیں گویا انکو خواب آہی گیا

جا رہے تھے توبہ کو شمشیر کرکے ترک انتظار
ناگہاں وہ مست صہبائے شباب آہی گیا

ناامیدی میں شب وعدہ سحر ہو جانا
یوں ہی لکھا ہے مری عمر بسر ہو جانا

اف مرے دل کی لگی رک نہیں سکتے آنسو
ابھی آسان ہوا باتوں میں اثر ہو جانا

بسر و چشم قبول اے اجل آ بیٹھ دری
چاہئے تھا نہیں پہلے سے خبر ہو جانا

حشر کیا شے ہے قیامت کا کرشمہ کیا ہے
میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہو جانا

پند ناصح پہ ہنسی آتی ہے توبہ توبہ
عشق کی ذات سے اور درد کا ضرر ہو جانا

عالم عشق میں لازم ہے کوئی کام کرو
دل بلبل پہ فدا دیدۂ تر ہو جانا

---

کبھی جو درد بھرے دل کی ماجرا سنتا
تری ضعیف صدا میں مرا خدا سنتا

صدائے خندۂ ساغر سے جسکو نیند آئے
وہ مست ناز کسی غمزدے کی کیا سنتا

حیات عشق اسی مشق میں تمام ہوئی
سناتے ہم وہ اگر قصۂ وفا سنتا

رموز عشق غضب ہے جو رہ گئے دل میں
کبھی ہماری بھی وہ بانی جفا سنتا

بیان غم پہ ابھی کچھ رکی رکی سی ہنسی
مری کہانی کو آخر وہ اور کیا سنتا

بھلا ہوا غم فرقت میں چپ رہے شمشیر
نہ ابتدا کوئی سنتا نہ انتہا سنتا

روح کو راضی کیا مین نے تو راضی دل نہ تھا
ورنہ اُٹھنا محفلِ ہستی سے کچھ مشکل نہ تھا

چار آنکھین ہوتے ہی تابوت مین گویا دل نہ تھا
کہہ گذرنا ورنہ حالِ ہجر کچھ مشکل نہ تھا

سننے والے صبر قصہ سنکے یون دیتے ہین داد
یا تو یہ زندہ نہ تھا یا پاس اسکے دل نہ تھا

ہوگئی ہے عام راہِ عشق بھی اس دور مین
منھ اُٹھاکر جو چلا نا واقفِ منزل نہ تھا

پیر رشد یہ جذب ہین مجنون سے پوچھا چاہیئے
باطنِ محمل کا شاہد پردۂ محمل نہ تھا

قتل گہہ کی سیر سے قاتل چلا ہے یون اُداس
جیسے مرضی کے موافق کوئی بھی بسمل نہ تھا

طور پہ موسیٰ کو بلوایا پئے دیدارِ حسن
کون کہتا ہے کہ انسان جوہرِ قابل نہ تھا

بیٹھے جتنی دیر بالین پہ ہنسی آتی رہی
دل لگی تھی آپکے نزدیک دردِ دل نہ تھا

دردِ باطن سے دہانِ زخم جب کچھ کہہ اُٹھے
شکوۂ تقدیر تھا وہ شکوۂ قاتل نہ تھا

ایک ہی نالے کی قوت سے خدائی ہلگئی
اضطرابِ ہجر مین روح اثر تھا دل نہ تھا

زندگی بھر کی ریاضت تھا دلِ محشر ضرور
پھر بھی او ظالم نگاہِ ناز کے قابل نہ تھا

میانِ بزم جو میرا وہ رشکِ حور آیا
تو چشمِ آئینہ مین دیکھتے ہی نور آیا

جواب دو مجھے ای نقش پا دہن بنکر
کہ راہِ عشق مین گھر سے مین کتنی دور آیا

اکیلا چھوڑکے قسمت نے راہ لی اپنی
کوئی جو شوق مین بالائے کوہِ طور آیا

شبِ وصال جو چڑھین تیوریان الٰہی خیر
پھر آنکھ یاد کبھی کا کوئی قصور آیا

جو پہونچے بزمِ حسینان مین حضرتِ محشر
اُٹھا نیوالے پکار سے وہ ناصبور آیا

ہجر مین مرنے کا ارمان جو سرِ شام کیا
صبح تک مین نے بڑی چین سے آرام کیا

مر جائے عشق کے ای تو یہ نہ پوچھے کوئی — جس سے جو کچھ بھی ہوا اُس نے بڑا کام کیا

گو لگو عشق کی اسرار ہین پہ کس کو کہون — دل نے بدنام کیا آنکھون نے بدنام کیا

جسکی فریاد سے نیند اڑتی تھی وہ ختم ہوا — سوئے چین سے اب نے بھی آرام کیا



وہ یاد کرتے ہین جینے کو اب سلام اپنا — تمام ہوتا ہو وہ ہچکیون ہین کام اپنا

امید تھی کہ کسی دل پہ آبھرے نقش مراد — مٹا یا صفحۂ ہستی سے ہم نے نام اپنا

شہید عشق اُٹھے دنیا سے لیکے یہ حسرت — کہ اپنی ساری خدائی ہے انتظام اپنا

ازل مین دفتر فرقت کی جب ہوئی ترتیب — ہر ایک صفحے پہ لکھا ہوا تھا نام اپنا

طلسم عشق کی اندری گرم بازاری — بنا لیا مہ کنعان کو بھی غلام اپنا

زبان تک کوئی لفظ آکے پلٹی جاتی ہے — بتاؤن کیا ترے دربان کو مین نام اپنا

خوشا نصیب کوئی ملگیا لب کیا ہے — زمانہ اپنا سحر اپنی وقت شام اپنا

کسی کے دل سے شب وعدہ کی اتر گئی یاد — دکھائے شوق نہ اب حسن انتظام اپنا

پہ رکھ رکھا و شب وعدہ کا ہش جان تھا — نہ دیکھے چشم فلک حسن اہتمام اپنا

کیا ہی تمنے بدل امتثال امر بلیغ
وہ سست ہی سہی شمشیر دل ہو کلام اپنا

پہس دل سے مر از خم دل اندوہگین دیکھا — کسی نے چارہ گر کو پھر کبھی ہنستے نہین دیکھا

وفور غم کا اندازہ کیا یون ہین نئی فرقت مین — بھری جب ٹھنڈی سانس ہمنشین دیکھا

دکھا دی ہر نفس مین انتہا درد محبت کی — گرا جسدن سے پھر بیمار کو اٹھتے نہین دیکھا

سمائے کیا نگارستان عالم اسکی نظر مین — کہ جسنے آنکھ بھر کے تجھسا محبوب مین دیکھا

جواب اسکا خموشی کے سوا دیجے تو کیا دیجے
وہ کہتے ہین کہ جب دیکھا تجھے اللہ نے نہین دیکھا

قسم کھانے کو اک پل کیلئے بھی دوست دشمن نے
ہمین ہنستے نہین دیکھا انھین روتے نہین دیکھا

نصیب اپنا بدل لو ہمسے ایسی ہو تو بہتر ہے
کہ ہمنے جلوۂ جانان رگ جان کے قرین دیکھا

دل اہل محبت کی حقیقت کوئی کیا جانے
اس آئینے مین ہمنے جلوۂ حسن آفرین دیکھا

مزاج حسن پرور خود نمو خود بینیت کا باعث تھا
جوانی جب سے آئی اس نے آئینہ نہین دیکھا

تصور اسکا شوق اسکا ہے جذبہ باطنی اسکا
مذاق شوق مین جس شخص کو خلوت نشین دیکھا

کسی کی چھیڑ سے کچھ شمشیر زندگی کیا زندگی گذری
کہ ہر روز ایک تازہ ظلم پہ جان حزین دیکھا

جلوہ دکھانے آئے منھ پر نقاب کیسا
جو تاب ہی نہ لائے اُس سے حجاب کیسا

قصہ نہ کوئی کہنا فرقت کی شب مین ہمدم
پر رات ہے وہ جسمین آرام و خواب کیسا

خود ہی تو مجھکو مارا خود ہی وہ کہتے ہین
آیا یہ خواب تجھکو او محو خواب کیسا

نظارہ گہ مین ہم بھی آئے ہین دیکھنے کو
کرتی ہے منتشر یہ چشم حجاب کیسا

بیتا ہے جو شب میری کہتا ہی بیٹھے کوئی
او بیوفا یہ فرقت یہ اضطراب کیسا

تحریر شوق پڑھکر قاصد سے کہتے ہین
لکھا تھا جو وہ دیکھا اس کا جواب کیسا

کیا اہل دل مین ہین جو ستم سہتے ہین
اے آسمان بتا دے یہ انتخاب کیسا

آرام سے کسیدن بیٹھے کہین نہ دم بھر
کیا کہیے ان سے چھپکر تھا اضطراب کیسا

پوچھے یہ کون اُنسے وعدے کی شب جگا کر
غافل ہوا کسی سے او محو خواب کیسا

فصل شباب گذری ہنستا ہے جام جمشید
سوکھا لہو رگوں کا ذکر شراب کیسا

نہ پوچھے کوئی سوئے محفل جانانہ کیوں آیا
میں پھر انسان کیونکر بن ہوں پروانہ کیوں آیا

ندا جانِ کسی وحشی کو ہر ایک کا یہ کہنا
سلامت دشت سے پھر کر سوئے کاشانہ کیوں آیا

بتا اے عالمِ روحانیت اب کس طرف جاؤں
یہاں بھی سب یہ کہتے ہیں کوئی دیوانہ کیوں آیا

اگر وہ سیل یک رازِ عشق ہے پھر پوچھتے کیوں ہو
تو ہو شمع محفل میں کوئی پروانہ کیوں آیا

ہر در حسن کے اسرارِ باطن ہو گئے ظاہر
زباں پر آپکی آخر مرا افسانہ کیوں آیا

ہمیں ناخواندہ مہماں کہہ کے تم اٹھوا کے دیتے ہو
خبر لو بے بلائے بزم میں پروانہ کیوں آیا

سپہر فصل گل تو یہ پرستی ہو گئی کیا محشر
زباں پہ بے تکلف قصۂ میخانہ کیوں آیا

ادا نے اُن کی دل لوٹا تو لوٹا
عدو کا ساتھ تھا چھوٹا تو چھوٹا

کھنچ آیا خیریت سے ناوکِ دوست
جگر کا آبلہ پھوٹا تو پھوٹا

دیارِ عشق تک آیا میں خوش ہوں
وطن اپنا اگر چھوٹا تو چھوٹا

ادائے بے رخی جی بھر کے دیکھی
بلا سے دل اگر ٹوٹا تو ٹوٹا

اسی دن کے لیے رکھا تھا دل کو
نگاہِ حسن نے لوٹا تو لوٹا

ترا تکتا آسرا کیا رشتۂ عمر
خوشی سے آمدوں میں ٹوٹا تو ٹوٹا

ملی قسمت سے راہِ کوئے جاناں
زمانہ پھر اگر چھوٹا تو چھوٹا

کہاں تک انتظارِ دوست محشر
نفس یہ ٹھیک ہے چھوٹا تو چھوٹا

کھو رہا تھا دل فرازِ دار پہ منصور کا
ساتھ رکھتا ہمنفس کوئی سفر ہے دور کا

چشمِ الفت میں نگاہِ قدر دانی دیکھ کر
بے تکلف ہو گیا شعلہ جمالِ طور کا

مختصر یہ ہر نفس ممنون حسن و عشق ہوں
پوچھنے والو نہ پوچھو حال مجھ مجبور کا

ہم تو چپ ہیں کیوں اجازت دو وفا کی ہو گئی
کیا ہو کھل جائے اگر منہ دل کی بھی ناسور کا

بات اس سے کرتی ہیں جو خود بھی اپنی کہہ سکے
چھیڑنا اچھا نہیں ناصح کسی مجبور کا

عشق کی شرکت نے پیدا کر دیا حسن قبول
آج تک قصہ زبانوں پر ہے کوہ طور کا

سہل سمجھے بندگان عشق جانبازی کا شغل
جیسے آوازہ سنا ہے سعی مشکور کا

کھینچ لائی ہے گوشے تک امید آرام کی
رحم کر رحم اے ستمگر میں ہوں مسافر دور کا

طول جتنا چاہیں دیں تفسیر داستان حسن و عشق
ختم دو باتوں میں ہے افسانہ کوہ طور کا

مختصر اتنا کس لیے عشق سواد زندگی
مٹتے مٹتے مٹ نہ جائے دل سے نقطہ نور کا

## ب

عمر کی صرف جستجوئے حبیب
اللہ اللہ رہی آرزوئے حبیب

اس سے مطلب نہیں ملے نہ ملے
ہم ہیں اب اور آرزوئے حبیب

ہوگا یا رب وہ انقلاب کبھی
کہ بدل جائے جس سے خوئے حبیب

مجھ سے امید و یاس کا ہے یہ قول
لیے بیٹھا رہ آرزوئے حبیب

اب کہاں ہیں کہاں حواس مرے
آتی ہے ہر نفس میں بوئے حبیب

اور کچھ ہو گیا دماغ مرا
جب سے کھائی ہوائے کوئے حبیب

انتظامات شوق کے دیکھے
ہاتھ دل پر نظر ہے سوئے حبیب

نکلا آنکھوں سے یوں لہو دل کا
بن گئی تصویر آرزوئے حبیب

محشر اٹھو چلو ذرا دیکھیں
آ رہی ہے کہاں سے بوئے حبیب

دوست کی دل کو جستجو کیا خوب
اس مشکل کی آرزو کیا خوب

شکل گلشن ہے دامنِ قاتل
رنگ لایا مرا لہو کیا خوب

نکہتِ ناز اڑا لے دل میرا
چور ہو زلف مشکبو کیا خوب

ہے اثر ہونے کا ملا الزام
پائی نالوں نے آبرو کیا خوب

پھرے ناکام حضرتِ موسیٰ
طور پہ پھر کی ہے گفتگو کیا خوب

ہر ادا میں ستم کے پہلو ہیں
واہ پائی ہے تم نے خو کیا خوب

کیوں برابر لڑائی اُن سے زبان
تم سے محشر ہوئے ہو تو کیا خوب

ت

روح عاشق تجھ پہ قربان اے ہوائے کوئے دوست
جان میں جان آ گئی جب [illegible] آئی بوئے دوست

زیرِ خنجر کیا ہی جلد آسان کی مشکل مری
رہتی دنیا تک رہے نام اے مری بازوئے دوست

دیکھ کر فرقت میں آئینہ یہ کس سے پوچھئے
کیا وہی ہم ہیں کبھی تھی جو کہ ہم پہلوئے دوست

دل کی دنیا چھین لی آخر فریبِ حسن نے
شام سے تا صبح جاگا وصل میں جادوئے دوست

اہل دل نہ [illegible] اعجاز حسن
تجھ سے سب کچھ ہو سکا لیکن نہ بدلی خوئے دوست

لکھ لیا موسیٰ کو بھی فہرست اہل شوق میں
اس سے کیا ہی ہو [illegible] روئے دوست

[illegible] دل چاہتی ہے خنجر حجاب اٹھے ہوئے
دیکھتا ہوں اور ہی عالم تہ زانوئے دوست

زندگی کیا شئے ہی اک ہلکا سا پردہ ہجر کا | موت کیا ہی جذبۂ جانی کی قدر سوکۂ دوست

دشمنِ جان ہوگئے کس کے زمین و آسمان | آج اک ہنگامہ برپا ہی ادہر یان کوئے دوست

ہم بھی بیٹھے ہین دماغ و دل کو آمادہ کئے | جب سے یہ شہرت ہوئی کھلنے کو ہین گیسوئے دوست



وہ پوچھتے ہین دل بیقرار کی حالت | ہین کیا بتاؤن کسی سوگوار کی حالت

ہزار مرتبہ دیکھین کلیم برقِ جمال | نہ دیکھی ہوگی کسی نے بہار کی حالت

قفس مین آنکھ کھلی اور قفس مین دم نکلا | خیال و خواب ہے مجھکو بہار کی حالت

خدا کرے کوئی دیر آشنا نہ آئے کبھی | کبھی نہ کم ہو غمِ انتظار کی حالت

سکوت بھی ہی محبت مین شرح قصۂ غم | نہ پوچھے کوئی غمِ ہجر یار کی حالت

حواس اڑے ہوئے لیکن لحاظِ حسن ادب | یہ دیکھی ہے ترے آئینہ دار کی حالت

ادائے ناز پہ مرکے نہ جانے کیا گذری | حضور دیکھ تو لین جان نثار کی حالت



اٹھ سکا پھر نہ اٹھانے سے بھی دیوانۂ دوست | چھڑ گیا جبکہ کہین بیٹھ کے افسانۂ دوست

آج اٹھے جاتے ہین دربان کی جفا سے لیکن | زندگی بھر کہین چھٹتا ہی درِ خانۂ دوست

بیخودِ عشق کو فرقت مین یہ بیتابی تھی | دشمنِ جان سے کہا بیٹھ کے افسانۂ دوست

ہجر مین حالتِ دل دیکھتی ہین جو آنکھین | دیکھی تھی اُنسے کبھی رونق کاشانۂ دوست

راہبر شوقِ دلی ہے اجل دل بیتاب | بے خبر یون مین چلا ہون طرفِ خانۂ دوست

بیٹھ میدانِ قیامت کی چھٹی جاتی ہے | سن لیا سب نے کہ آنے کو ہی دیوانۂ دوست

آج کیون [illegible] سودائے جنون ہو کہ [illegible] | کیا بلا ئے ہو [illegible] جاتے ہو سوئے [illegible] دیوانۂ دوست

## ث

شکایتیں ہیں مری تمکو ناگوار عبث
ستا ستا کے کیا دل کو بیقرار عبث

قفس میں رہ کے رہو ذکرِ چمن خدا جانے
خزان کا دور عبث ہے کہ ہے بہار عبث

سنا ہے اور نہ سنیں گے وہ کوئی افسانہ
زبان ہوتی ہے آخر گناہگار عبث

امید وعدہ میں کیا گذری کہیے حضرتِ دل
کیا تھا آپنے ایسے کا اعتبار عبث

میں خود ہی موڑ لیا منہ حیات سے اپنی
پھری ہوئی نظر آتی ہے چشم یار عبث

زبان اپنی دل اپنا بیانِ حال اپنا
حضور آپکو ہوتا ہے ناگوار عبث

امیدِ وعدہ وفائی کسی سے اے توبہ
چلا رکھا مجھے اے لطفِ انتظار عبث

شکستہ دل کی فغان کون سننے والا ہے
فراقِ دوست میں حشمت ہوا اشکبار عبث

## ج

کرکے وعدہ مرنیکا بیٹھے ہیں اپنی دل سے آج
کون اٹھا سکتا ہے ہمکو یار کی محفل سے آج

نام تیرا رہتی دنیا تک رہے اے چارہ گر
آنکھ کھولی ہے مریضِ غم نے کس مشکل سے آج

دوست نے وعدہ کیا مانا وہ جھوٹا ہی سہی
پوچھئے اندازہ خوشی کا کوئی میرے دل سے آج

خیر تھی اسوقت تک تمنے نہ پوچھا تھا مزاج
گر پڑے سنتے ہی آنسو آخر دیدۂ بسمل سے آج

آفتابِ حشر ہے دھبا لہو کا روزِ حشر
داد لینگے ہم بھی حشمت دامنِ قاتل سے آج



ہجر کی شب مین خیال و خواب ہین دیدارِ صبح
جاگنے والو کہان تم اور کہان آثارِ صبح

تیری آنکھین کھلتے ہی عالم منور ہو گیا
جاگنے سے تیرے جاگا طالعِ بیدارِ صبح

ہجر کے بیدار جتنا چاہین سو لین بعدِ مرگ
یہ وہ شب ہے جسمین پیدا ہی نہین آثارِ صبح

دل ٹھہرتے ہی دعا یہ کی مریضِ عشق نے
یا الٰہی حشر تک قائم رہے گلزارِ صبح

جاگنے والون کو بزمِ عیش کے نیند آ گئی
کون دیکھے مر رہے ہین کس طرح بیمارِ صبح

کب تک آنکھین بند رکھین آخر اے شورِ نشور
قبر مین گھبرا رہے ہین طالبِ دیدارِ صبح

پھر سوزِ زخمِ دل کافور کی ہے جستجو
آؤ اے محشر چلین اب جانبِ بازارِ صبح



کلکِ مانی بن گئی گویا زبانِ اہلِ درد
ہے مرقعِ حال کا طرزِ بیانِ اہلِ درد

غمکدے مین کون ہے جسکو دکھائین ہیجان
آسمان لیتا ہے کیونکر امتحانِ اہلِ درد

سننے والا کون ہے دنیا مین خیر اتنا سہی
کھل کھلا کر ہنس لو تم وقتِ فغانِ اہلِ درد

اب بھی بے تاثیر سمجھے کوئی تو اسکا مذاق
ایک اک فریاد سے گویا کہ جانِ اہلِ درد

نالے کرنا یا تڑپنا فردِ ہمت کے خلاف
اور ہی کچھ ہے زمین و آسمانِ اہلِ درد

ساری دنیا اک طرف اور صبر ان کا اک طرف
اللہ اللہ اپنے غمخانے مین شانِ اہلِ درد

دو ہی لفظون مین الٹ دیتی ہین عالم کا ورق
کون سن سکتا ہے محشر داستانِ اہلِ درد

 ر 

وہ اونکی پوری جوانی وہ انتہای بہار
چلے جب اُٹھ کے سنکنے لگی ہوائے بہار

جگر کے زخم ہرے ہو گئے فدائے بہار
جو اپنا کام تھا وہ کر گئی ہوائے بہار

قفس مین تاب فغان اب کہان سے لائین ہم
زبان تھک گئی تھی کہتے کہتے ہائے بہار

اسیر کر لیا بیہوش پا کے بلبل کو
کوئی گناہ تھا نظّارۂ ادائے بہار

کرشمہ سنجئ فطرت کو دیکھکر چپ ہون
نہ مدعئ خزان ہون نہ آشنائے بہار

ہزارون مر گئے مجنون کے ایسے دیوانے
مگر ملی نہ کسی کو بھی انتہائے بہار



کیون نہ دل ٹکڑے ہو عشاق کے ارمانون پر
بیکسی قہر کی چھائی ہوئی ہے جانون پر

ہوگئی پوری اسیرانِ کہن کی میعاد
کہ اوداسی نظر آنے لگی زندانون پر

مے فروشون کا نہ لے صبر خدا را زاہد
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین دوکانون پر

عشق مین ہمکو سمجھتا ہے زمانہ نادان
اک زمانہ تھا کہ ہم ہنستے تھے نادانون پر

دیکھ لین چشمِ حقیقت سے اگر شمع کا حال
پھر حسینون کو ہنسی آئے نہ پروانون پر

موسمِ گل ہے ابھی دور مگر وحشیون نے
خط لگا رکھے ہین پہلے سے گریبانون پر

ضبط کیون کرتے ہو تم دیکھ کے صورت میری
قاعدہ ہے کہ ہنسی آتی ہے دیوانون پر

تیرے دیوانون کو اب امنِ دل ہی ہے غرض
مدتون صاف کیا ہاتھ گریبانون پر



صدقے ہزار جان سے رفتار یار پر
اک حشر ہو گیا مری خاک مزار پر

اے برقِ ناز اتنی عنایت ضرور ہے
گرنا اگر تو میرے دلِ بیقرار پر

افسوس ہوگا رنگ حنا اوڑ گیا اگر
رکھو نہ ہاتھ میرے دلِ بیقرار پر

محشر وہ روتے آئے تھے ہنستے ہوئے گئے
اور اوس پڑ گئی مری خاکِ مزار پر

نہ آیا کوئی آنسو آنکھ سے رخسارِ تاباں پر
چلو جانے دو بس تم رو چکے خاکِ شہیداں پر

تماشا دیکھتا ہے دستِ ایذا و تحمل کا
ذرا ٹھہر ٹھہر کر چل رہی ہے خنجرِ قاتل رگِ جاں پر

اسی سے مجمعِ محشر میں مجھ وحشی کو دعویٰ ہے
ہنسی جس شوخ کو آئے مرے چاکِ گریباں پر

ملا تقدیر سے مرہم بھی ایک کا دل جو نازک تھا
رکھا اس شوخ نے دستِ حنائی زخمِ پنہاں پر

فلک بھی کانپ اٹھا یوں رہ رو دل نے بسمل کو ٹھکرایا
خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمینِ کوئے جاناں پر

دکھلانے ہی کو آنکھیں سرخ کر لو نشۂ مے سے
تمھیں رونا نہیں آتا اگر خاکِ شہیداں پر

---

جی بھر آیا اشکِ خوں بالائے داماں دیکھکر
خوب روئے دل کے اجزائے پریشاں دیکھکر

جا رہا ہے کوئی ہنستا اور کوئی روتا ہوا
مطمئن مجھکو میاں کوئے جاناں دیکھکر

خوف یہ ہے روح نکلی بھی تو جائے گی کہاں
آ گیا منھ کو کلیجہ تنگ زنداں دیکھکر

دوست ایک اک کر کے بالیں سے مری اٹھنے لگے
اور ہی کچھ نزع کے ہنگام ساماں دیکھکر

دفترِ ہستی کو فطرت نے پریشاں کر دیا
رونا آتا ہے مجھے گورِ غریباں دیکھکر

بخیہ گر کو گھاؤ میرے دل کا یاد آنے لگا
کانپ اٹھا صورتِ چاکِ گریباں دیکھکر

چپ کھڑے کرتے ہو کیا رونا اگر آتا نہیں
کیا ہنسو صورتِ بیمارِ ہجراں دیکھکر

ہنسی کیونکر نہ آئے اسکو بیبائی بسمل پر
نظر رکھتا ہو جو ظالم فروغ رنگ محفل پر

جب ایذا بڑھ گئی حد سے کہاں پھر تاب گویائی
بتا دیتی ہین جائے درد رکھکر ہاتھ ہم دل پر

اگر جاتے ہو موسیٰ طور پر یہ پوچھتے آنا
گذرتی ہے جواب صاف سے کیا قلب سائل پر

ہوا حرف غلط نقشہ طلسم رنج فرقت کا
تری تصویر جیسے ہمنے کھینچی صفحۂ دل پر

طریق عشق کی مشکل کو آسانی سمجھ غافل
ارادہ شرط ہے تقدیر پہونچا دیگی منزل پر

نہ خنجر امید زخم مین جبتک کہ دم نکلا
فدا ہوتی رہین نظرین ہماری چشم قاتل پر

خداوندا مری جرأت کی اتنی پردہ پوشی کر
کہ بڑھکر ہاتھ ڈالا حشر مین دامان قاتل پر

بیابان وفا کے راہرو اب تھک کے کیا بیٹھین
نظر دوڑا چکے تھے پہلے ہی دوری منزل پر

نہ دم لیتا ہے کعبے مین نہ بتخانے مین مرتا ہے
خدا کی مار محشر اس طرح کے مضطرب دل پر

کیونکر جیون مین دوست کا آزار دیکھکر
مرتا ہون صورت دل بیمار دیکھکر

بے دیکھے تم پہ صدقے فدائی ہوئی یہ کیا
لیتا ہے جنس مول خریدار دیکھکر

ان تیورون پہ کیون نہون سو جان سے نثار
وہ مجھکو دیکھتے ہین جو تلوار دیکھکر

مارے ہنسی کے لوٹ گیا شعلۂ جبال
موسیٰ کا شوق و طاقت دیدار دیکھکر

ناکامیاب طور سے آتے نہ پھر کلیم
چلتے اگر زمانے کی رفتار دیکھکر

سب رو رہے ہین حشر مین اور ہنس رہا ہون مین
دل کو ترے کرم کا سزاوار دیکھکر

خوش ہو نہ ہو جو قائل عالم کہے کوئی
تم ہو وہی کہ ڈرتے تھے تلوار دیکھکر

کیا آخری یہ چند نفس بھی ہین ناگوار
کیون ہنس رہے ہو صورت بیمار دیکھکر

اب کیا رہا جہان مین جسپر نظر کرون
بند آنکھیں کر لین جلوۂ دلدار دیکھکر

اب بھی کوئی اٹھائے تو قسمت کا پھیر ہے | بیٹھا ہوں بزم میں نگہ یار دیکھ کر

کچھ ایسی ہو گئی تھی غم ہجر دوست میں | رونے لگا مجھے مرا غمخوار دیکھ کر

ہوتے ہی کامیاب وفا آ گئی ہنسی | پیوست دل میں تیر کا سوفار دیکھ کر

میخانے کا نظام ہی محشر عجب نظام
کھلتا ہی شیشہ جوش قدح خوار دیکھ کر

چلے جب ہم رہ الفت میں مشتاق جفا ہو کر | ملے ایک اک قدم پر آشنا نا آشنا ہو کر

نگاہ لطف سے کیوں اتنی امیدیں بڑھا ہو | جیئے گا کس طرح کوئی سراپا مدعا ہو کر

یہ اقبال ادا و ناز ہے حد کرامت تک | حکومت کی دیار دل میں تم نے بیوفا ہو کر

ذرا اے کس مپرسی تو زلیخا سے خبر کر دے | کہ یوسف آ کے رہتے ہیں چمن بازار وفا ہو کر

جواب جادۂ مقصد تھا اسکا ہر نفس گویا | مٹا دی اپنی ہستی دوست پر جس نے فدا ہو کر

محبت میں کشمکش زندگانی کچھ تو کام آئی | کیا خوش ہم نے اپنے دشمن جان کو خفا ہو کر

ترے وارفتہ کی دیوانگی تھی عین دانائی | بھلا بیٹھا زمانے کو محبت آشنا ہو کر

خدائی پھر گئی پھرتے نہ دیکھا چشم جانان کو | بڑی راحت اٹھائی ہم نے پابند وفا ہو کر

نہاں جو قطرۂ خون دل میں تھا مجموعۂ ہستی | شروع غم میں نکلا آنکھ سے موج فنا ہو کر

انھیں ضد بات رہ جائے مری خواہش انی کی | مجھے کوشش پلٹ آئے کوئی نالہ رسا ہو کر

بتاؤ تمکو اس حسن عمل سے کیا ملا محشر | بظاہر رند مشرب اور بباطن پارسا ہو کر




ابتدا ہی ہو گئی میرے لئے انجام عشق | تھا پیام موت میں آ گیا جو پیغام عشق

تر زبان ہین سب کے تعریف حسن یار مین
کوئی بھی سنتا نہین حال دل ناکام عشق

لے لیا سرمایہ ہوش و خرد کو ہاتھون ہاتھ
کس تکلف سے دیا ساقی نے مجھکو جام عشق

نزع کی الجھن مین سر ہو زانوی دلدار پر
زندہ ہو جاؤن اگر ہو اسطرح انجام عشق

میری بیتابی پہ اتنا کہہ کے وہ راہی ہوئے
اب اگر جینا تو پھر ہرگز نہ لینا نام عشق

ابر رحمت نے نکالے اپنے کیا کیا حوصلے
حشر مین جب آ گئے مست شراب جام عشق

سنتے سنتے قصۂ درد جگر کیون ہنس دیئے
کہتے کہتے دفعتہ چپ ہو گیا ناکام عشق

پہلی ہی منزل پہ پہونچی کو ہوئین یہ لغزشین
صدقے ان قدمون کے جو پہونچے قریب بام عشق

ہمنشین غم ہو چکا محشر خبر ہے یا نہین
لڑ چکین نظرون سی نظرین آ چکے پیغام عشق



رشتہ کسیکا دیکھا وعدے کی شب یہان تک
آنکھون کی نذر کر دی ہمراہ شوق جان تک

ای شوق زخم کاری ہمت یہ چاہتی ہے
دل خود ہی اڑ کے پہونچے اُس تیر کی امان تک

انجام پر نظر ہے جو کچھ ہو عین راحت
تڑپے گا شوق سے دل تڑپائے غم جہان تک

اظہار رنج و راحت اب ہو تو کس طرح ہو
منھ تک ہنسی کا کیا ذکر آتی نہین فغان تک

مانند شام تربت یہ شب بھی بے سحر ہے
فرقت کی رات آخر بیتابیان کہان تک

ارباب ناز جینے کی دکھلاتے ہین ادائین
زندہ ہی کیون رہینگے ہم وقت امتحان تک

کہتے ہین پا شکستہ راہ وفا مین گر کر
کوئی خدا کا بندہ پہونچا دے کاروان تک

اک سر ہزار سودے اک دل ہزار غم ہین
قسمت کو پیچھے رہین کبتک نالے کرین کہان تک

مرنا جو لازمی ہے مشکل ہو جلد آسان
محشر حیاتِ آخرِ فرقت میں ہو کہاں تک



کس کلیجے سے بیان ہو سکے ناچاریِ دل
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے بیماریِ دل

زلفِ دلدار کا بن بن کے بگڑنا سو بار
کیا ہی ہنگامہ تھا ہنگامِ گرفتاریِ دل

بات کرنے میں یہ ڈر ہے کہ نکل جائے نہ دم
ہمسے پوچھے نہ کوئی حالتِ بیماریِ دل

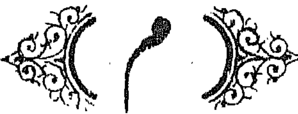
دیکھیے آئینے میں پہلے ذرا حسن اپنا
ہمسے پھر پوچھیے گا وجہ گرفتاریِ دل

خیریت سے شبِ فرقت کا گزرنا معلوم
یارب آسان ہو جلدی کہیں دشواریِ دل

وہ دعائیں ہیں مری قبر پہ اب خاک بسر
کی گئیں تھیں جو پئے صحتِ بیماریِ دل

دیکھتے ہو نگہ مست سے میری جانب
جاؤ بس دیکھ لیا حسنِ طلبگاریِ دل

رنگ خون سے کسی پیکانِ ستم پہ محشر
کھنچ گئی صاف سی تصویرِ وفاداریِ دل



ناکامیاب ہو کے گئے جستجو میں ہم
بیٹھے ہوئے ہیں موت کی اب آرزو میں ہم

بزمِ عدم میں جاتے ہیں زینت کیے ہوئے
انکی گلی سے نکلے نہا کر لہو میں ہم



کہتے ہیں کوئے دوست میں قلبِ حزیں سے ہم
کیا ہو جو مر کے بھی نہ اٹھیں اس زمیں سے ہم

پوچھیں نہ یہ کسطرح دلِ اندوہگین سے ہم
آنسو گرین تو کیونکر اُٹھائین زمین سے ہم

مانے ہوئے تمھین کو ہین باعثِ حیات کا
کیونکر نہ پوچھین رازِ فنا بھی تمھین سے ہم

فرقت کے غم مین اور یہ تازہ جنون بڑھا
سیلابِ اشک روکتے ہین آستین سے ہم

بھر پایا کہہ کے حالتِ بیتابیٔ فراق
تھر اُٹھے حضور کی چینِ جبین سے ہم

یون شوق نے مطیعِ تمنا کیا ہمین
آنکھین نہ چار کر سکے دل آفرین سے ہم

قربان حفظِ راز کی قدرت پہ جان و دل
جو بات تھی چھپا ہی گئے ہمنشین سے ہم



بے محل فریاد سے آخر گھٹی توقیرِ غم
خون رُلاتی ہے مجھے ناقدریٔ تاثیرِ غم

دلفریبی کی اداؤن سے وہان فرصت کہان
کسکو لکھون کون پڑھتا ہے مری تحریرِ غم

پوچھتے کیا ہو مرے ماتمکدے کی زینتین
ہے کہین آئینۂ حیرت کہین تصویرِ غم

بسملِ طرزِ تبسم کی یہ خاطر کی گئی
مسکرا کر چارہ گر نے دل سے کھینچا تیرِ غم

شاد اے محشر ہول ہین بہت وصلت کی شب
کر رہا ہے آسمان فتنہ گر تدبیرِ غم




جلوہ ترا جسدن سے سمایا ہے نظر مین
جو ہو وہ مجھے دیکھتا ہے راہگذر مین

دل خون کیا غم سے تو پایا یہ نتیجہ
فریاد بھی ڈوبی ہوئی نکلی ہے اثر مین

کل شام سے تا صبح نہ آئی کوئی آواز
سناٹا پڑا ہے ترے بیمار کے گھر مین

کہتا ہے یہ بیمار دوا چارہ گرون سے
صحت وہی دے جسنے دیا درد جگر مین

جسنے کیئے ہیں جلوۂ وحدت کے نظارے
لائیگا نہ وہ کثرتِ دنیا کو نظر میں

اک ننگ ہی رکھنا کسی چوکھٹ پہ جبین کو
سودے نے ترے جب سے جگہ پائی ہی سر میں

رہ رہ کے مجھے قوتِ جذبات نے مارا
جب یاد کیا تجھکو اُٹھی ہوک جگر میں

موسیٰ چلے ہیں طور پہ تم کو ہو روپہ محشرؔ
بدنام نہ ہونا کہیں ارباب نظر میں

حیات و موت کی وابستہ ہی تقدیر چٹکی ہیں
دلِ عشاق پر نظریں لگی ہیں تیر چٹکی ہیں

مرے اجزائے دل کو سب سے روحانی تعلق ہی
وہ ترکش ہیں ہوں ہی ناوک فگن یا تیر چٹکی ہیں

ہٹا لیجا ذرا ہاتھ میرے زخمِ دل سے تو جانوں
اگر رکھتے ہو تم کچھ قوتِ تسخیر چٹکی ہیں

کلیجہ پھٹ گیا ای چارہ گر بس کھینچ چکا پیکان
مرے جذبات سے دونی ہی کیا تاثیر چٹکی ہیں

شہیدانِ محبت کا یہ ہمنے مرتبہ دیکھا
تبرک سمجھے خاکِ قبر کو وہ اکسیر چٹکی ہیں

الٰہی حسن کے جذبات کا اعجاز راس آئے
لیے تو ہم دلِ شیدا سب کی تصویر چٹکی ہیں

وہ اُتری گلے سے جی اٹھا بیمار محشرؔ
لب عیسیٰ کی ہی یہ چارہ گر تاثیر چٹکی ہیں

وہی یہ پھول ہیں جنکو ابھی دیکھا تھا گلشن میں
اگر کچھ اور بھی تھے ہو گئے گلچین کے دامن میں

کہاں تک یہ رہیگا اور دنیا لے نام ہے لیکر
جو آئے کہاں سے کون اب بیٹھا ہے مدفن میں

یہ دنیا نقش پائے کاروان بنکر نہ رہ جائے
اثر جھڑنے کو ہم بھرتے تو ہیں فریاد شیون میں

دوئی کو ہستی کی دو باتوں میں شرح مختصر یہ ہے
نگاہِ دوستاں میں زندہ ہوں مردہ چشمِ دشمن میں

زمانے کے تغیر سے خدا معلوم اب کیا ہو
کہاں اگلی ہی وہ آب و ہوا وادیِ ایمن میں

جوانی آئے ہی دلسے مرے اللہ رہی نفرت
وہی تم ہو اک آئینہ لیے پھرتے تھے بچپن میں

مخالف یا موافق دونون سنکی چونک اُٹھتے ہین
پپیہا ورد ہے آوازِ ناقوس برہمن ہین

کہان تک اشتیاقِ وصلِ خنجر کوئی حد قاتل
ہر رنگ رُوح تنگ آیا لہو رگہائے گردن ہین

محبت کا معاملہ اور اس سے بڑھ کر ہو نہین سکتا
وہ دل لیکر سمجھتے ہین کہ اب سب کچھ ہم اُنکا ہین

سمجھکر حکمِ فطرت صبر ہی کرتے رہے محشر
وگرنہ سخت تکلیفین ہوئی ہین جو سہی تن ہین

اہلِ وفا کو ولولے آہ و فغان کے ہین
دنیائے عشق مین طبقے تا آسمان کے ہین

کیا دیکھتا ہے دل کو مرے اے حریفِ عشق
سب گھر کے گھر یہ زخم کسی کی زبان کے ہین

اہلِ فنا کو روک نہ اے منزلِ حیات
دم لینگے یہ ہین پار لئے جہان کے ہین

فرقت مین بات کرنیکی مہلت کہان لائین
یہ ماتمین امتحان کی ہین دن امتحان کے ہین

فرقت کی شب بسر و فلک کر رہا ہون مین
جو نالے یادگارِ دلِ ناتوان کے ہین

تیرے سبب کبھی رگِ جان سے سوا عزیز
برباد جتنے تنکے مرے آشیان کے ہین

محشر جگر سے وسعتِ دل تک ہین جتنے درد
یہ سب دیئے ہوئے کسی آرامِ جان کے ہین

حسن و عشق آئینۂ دل مین بہم دیکھتے ہین
وہ ہمین دیکھتے ہین اور انھین ہم دیکھتے ہین

جادۂ تجربہ کاری ہین نگاہین اُن کی
روشِ دہر جو ایک ایک قدم دیکھتے ہین

پوچھئے فلسفۂ موت کا حاصل اُن سے
اپنی ہستی کو جو ہر سانس عدم دیکھتے ہین

ضبط گریہ جو کیا دل سے دھوئین اُٹھنے لگے
آب و آتش کو شبِ ہجر بہم دیکھتے ہین

اُنکی تکلیفِ عبادت مین ہین پنہان یہ ظہر
تجھکو کیا دیکھتے ہین اپنا ستم دیکھتے ہین

اُس ری محرومئ دیدار کہ بھر آتے ہین اشک
آنکھ سے محشر اگر حسنِ صنم دیکھتے ہین

شباب تک نہیں عہدِ شباب کی باتیں / میں کیا کہوں دلِ خانہ خراب کی باتیں

اگر ہو مصلحتِ وقت تو بیان کرو / کلیم ہم بھی سنیں کچھ حجاب کی باتیں

فلک کے ظلم پہ میں بے نفس رہا ہوں فقتین / پڑی ہیں کان میں کچھ انقلاب کی باتیں

خیالِ وصل کا فرقت میں ہے عبث اے دل / کریگا یاد کہاں تک وہ خواب کی باتیں



وفورِ ضعف سے اتنی مری مجال نہیں / کچھ اُن سے کہہ سکوں تابِ بیانِ حال نہیں

ہزار مرتبہ دل کبھی میں کام روئیے / غمِ فراق کو پابندیٔ خیال نہیں

ذرا سنو تو سہی سن کے مسکرا دینا / بیانِ دردِ جگر ہے کوئی سوال نہیں

حواس اُڑ گئے سُن سُن کے واقعات کلیم / حضور اتنی نہیں تابِ عرضِ حال نہیں

جنونِ عشق وہاں لے گیا جہاں ہم کو / غمِ فراق نہیں عشرتِ وصال نہیں

ہمارا دفترِ الفت ہے قابلِ عبرت / کسی مقام پہ نامِ شبِ وصال نہیں

بیانِ حشر ہم ان تیوروں سے آگئے ہیں / کہ جیسے ہم کو کسی سے کوئی ملال نہیں

جفائے عشق کسی سے عدم میں کیا کہیے / کہ ہم مذاق نہیں کوئی ہم خیال نہیں

ستم کے بعد تقاضائے نازِ حسن یہ ہے
خوشی سے کہہ بھی دو محشر کوئی ملال نہیں

آپ کے پندار کا کوئی گلہ باقی نہیں / جب یہاں کو تابِ ضبطِ حوصلہ باقی نہیں

اپنا دل اپنے ہی ہاتھوں توڑ کر بیٹھا ہوں / جیسے اب دنیا کا کوئی مشغلہ باقی نہیں

زور سر اک جذب و خون کا لیگیا عہدِ شباب / وہ جنون کا جوش اور وہ ولولہ باقی نہیں

گریۂ غم پہ ہنسی آئی وفا کی داد دی / بندہ پرور اب نہیں کوئی گلہ باقی نہیں

دل ہوا جسدن سے محشر سلسلہ جنبان عشق
زندگی کی راحتونکا سلسلہ باقی نہین

لکھ لیا اُسکو بھی قسمت نے گنہگارون مین
ضبط کا جسنے کیا ذکر دل افگارون مین

فکر سے وصلت و فرقت کی یہ بدلا ہے مزاج
اب شمار اپنا ہے اچھون مین نہ بیمارون مین

بار اُٹھائین مری خاطر شکن آہونکا ذرا
طاقت اتنی نہین غمخانے کی دیوارون مین

کچھ بھی سکتے ہین اگر عقل و حواس اہل جہان
سمجھے مستان مے حسن کو ہشیارون مین

آ گئی میری شب فرقت کہ قیامت آ ئی
رستخیز آج بلا وجہ نہین تارون مین

کر کے توبہ ہوئے سو باتون کے محشر پابند
کیا ہی آزاد تھے جبتک رہے میخوارون مین

شمع بزم عشق کی صورت سے مین افسردہ ہون
دیدۂ ظاہر مین زندہ در حقیقت مردہ ہون

رنج و راحت دونونکی لذت سے جی گھبرا گیا
تم خفا مجھسے ہوئے جینے سے مین آزردہ ہون

پوچھنے والون سے محشر کہدو کیون چھیڑین مجھے
کوئی بات اچھی نہین لگتی کہ دل افسردہ ہون

مصیبت دل وارفتہ ایک ہو تو کہون
مذاق کی نہین باتین مین سن سکو تو کہون

لئے ہون دلمین جو مدت سے سن سکو تو کہون
کوئی سنے نہ سنے تم اگر سنو تو کہون

حواس آئین تو لے چارہ گر سنون تیری
کہا نہ یہ درد دہر قابو نہین سانس ہو تو کہون

میان حشر یہ کٹتے ہی کیسے دن گذرا
تمہارے ہاتھون جو گذری اگر کہو تو کہون

وہ اُنکا روکنا مجھکو اشارون سے دم حشر
وہ اُن سے میرا یہ کہنا اگر کہو تو کہون

نہ پوچھو چارہ گرو حال ہون سراپا درد
زبان سے کسی ایذا کا نام لو تو کہون

بیان حال میں کیونکر زبان کھلے سر بزم
خدا کے واسطے اٹھکر الگ چلو تو کہوں

کہانی دل کی سنی چھپکے بیٹھکر تو کیا
کسی جگہ پہ بہی اچھی میں بول اٹھو تو کہوں

نہ پوچھو شوق کی حالت جو چپکے بیٹھنا ہی
خلاف ہی سہی لیکن جواب دو تو کہوں

وہ کہتے ہیں شب وعدہ کہو تو کچھ محشر
میں کہہ رہا ہوں کہ ارمان ایک ہو تو کہوں

اس ادا سے وہ مجھے ساغر مے دیتے ہیں
کسی محتاج کو جیسے کوئی شے دیتے ہیں

دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا
دیکھتے جاؤ ابھی ہم تمھیں کیسے دیتے ہیں

ذکر دل چھیڑ کے کچھ ایسی ادا سے مانگا
کچھ سوا اسکے نہ کہتے بنی سے دیتے ہیں

چلے آنا کبھی مدفن پہ جو فرصت پانا
یاد رکھنا کہ تمھیں جان سی شے دیتے ہیں

کوئی فریاد سنے یا نہ سنے اے محشر
حالت دل کی خبر صورت نے دیتے ہیں

کسیکے ظلم نہاں اہل غم جب یاد کرتے ہیں
ابھر آتی ہیں چوٹیں دلکی یوں فریاد کرتے ہیں

تمھارے دل جلے جسوقت تم کو یاد کرتے ہیں
دھوئیں اٹھتے ہیں دل سے اسطرح فریاد کرتے ہیں

نہ جانے کیا گذر جاتی ہے زندان میں اسیروں پر
کسیکو جب کسی کے سامنے آزاد کرتے ہیں

غم فرقت میں جو حرکت ہے اپنی اضطراری ہے
کبھی چپ بیٹھکر ہنسنا کبھی فریاد کرتے ہیں

مبارکباد ہو لذت ایذا سے مرجانا
نکلتی ہے دعا دل سے جو وہ بیداد کرتے ہیں

دیار عشق میں جب مٹنے والا کوئی ملتا ہے
ہمارے جاننے والے ہمیں بھی یاد کرتے ہیں

جہان غم میں جو زندہ رہے بعد اسکے وہ جانے
ہمارے دم میں دم جبتک کہ ہے فریاد کرتے ہیں

قفس کی تیلیاں گن گن رہے ہیں دن رہائی کے
حیات اپنی بسر یوں قید میں صیاد کرتے ہیں

کرامت دیکھئے اسدرجہ شہرت زخم الفت کی
ابھی تک لوگ ذکر بہت فرہاد کرتے ہیں

مزار رفتگان آئینہ عبرت ہے اے محشر
نظر پڑتے ہی انکا حسن سیرت یاد کرتے ہیں

مریض عشق اٹھا دنیا سے ماتم دار بیٹھے ہیں
تجھکے مانند کسی بیمار کے بیمار بیٹھے ہیں

جمال حسن سے ظاہر ہوا لکھا مقدر کا
خدا کی شان یوسف اور سر بازار بیٹھے ہیں

ادھر بھی اک نظر او موجد انداز بیدردی
بڑی مدت ہوئی ہم جان سے بیزار بیٹھے ہیں

کہیں کیا جانفشانی زینت بزم تصور کی
نگاہ عام میں ہر چند ہم بیکار بیٹھے ہیں

دلی جذبات کی شدت کہیں جانے نہیں دیتی
نکلکر بزم جانان سے سر بازار بیٹھے ہیں

ستانے والو تم انکو ستا کر کچھ نہ پاؤ گے
جو کوئے دوست میں لذت کش آزار بیٹھے ہیں

دعا کا وقت بھی بیمار غم کو ساتھ آخر ہے
سر بالیں یہ کس امید میں غمخوار بیٹھے ہیں

مزاج اہل الفت عالم نیرنگ ہے محشر
کبھی مسرور بیٹھے ہیں کبھی بیزار بیٹھے ہیں

درد فرقت میں کسی سے بات کے قابل کہاں
چارہ سازو کچھ نہ پوچھو ہم کہاں ہیں دل کہاں

اسکے انداز اور ہیں اسکی روش کچھ اور ہے
شوخئ دلبر کہاں میرا دل بسمل کہاں

یہ تصور بھی نیا اک زخم ہر وقت تھا
دل مرا تیری نگاہ ناز کے قابل کہاں

خوب دیکھے ہیں سنا اے رضوان تیرے آٹھوں بہشت
لیکن آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں جسکو وہ محفل کہاں

تمنے آکر نزع میں مجھپر بڑا احسان کیا
ورنہ آسان ہونیوالی تھی مری مشکل کہاں

آبلوں سے پاؤں کے کہتی ہیں محشر خار دشت
پھوٹ بہتے ہیں جنہیں آسائش منزل کہاں

نہ ہنسو اُنپہ جو فریاد کیا کرتے ہین
اسی پردے مین تمھین یاد کیا کرتے ہین

روز اسیرانِ محبت پہ ہو یان مشقِ ستم
روز دو چار کو آزاد کیا کرتے ہین

اس بنا پر ہے ہمارا بھی تقاضائے ستم
کہ وہ ہر ایک پہ بیداد کیا کرتے ہین

شغل بیکاری فرقت کو نہ پوچھو ہم سے
کسی امید پہ دل شاد کیا کرتے ہین

پوچھتے کیا ہو غمِ ہجر مین کیسا ہے مزاج
چپ ہین محشر کبھی فریاد کیا کرتے ہین

نہ تڑپ ہین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین
سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے
مزا یہ ہے کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

اگر یقین نہین زاہد کو پارسائی کا
خطا معاف ہین بادہ خوار بھی تو نہین

مری ہنسی ہے شبِ وصل ناگوار فلک
بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھ سے شبِ انتظار نازِ اجل
کہ قبل صبح ہین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک اے محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

شامِ وعدہ رنج کے سامان نظر آتے ہین کیون
دل بھر آتا ہے کیون آنسو بہے جاتے ہین کیون

دیکھین کیا عالم دکھاتا ہے ملالِ صبحِ وصل
ہوش بھی ہمراہ رنگِ رخ اڑے جاتے ہین کیون

الفتِ دنیا مین اب بھی ہے زمین گیری کا شوق
ورنہ کنجِ قبر مین سب پانون پھیلاتے ہین کیون

کیا دلِ بیمار کا کرنا ہے ماتم وقتِ نزع
ملکے دونون ہاتھ سینے پر کھنچے آتے ہین کیون

راہ مین خود ہی کہین رہ جائینگے مثلِ غبار
قافلے والے ہمین چھوڑے چلے جاتے ہین کیون

ذکرِ شامِ وصل پر نیچی ہین نظرین کس لیے
جو خطا میری ہو اس پر آپ شرماتے ہین کیون

شام فرقت یہ کہی اے مصحفی سیاہ ظالم ہے
چمن کا کونا ابھی سے آپ گھبرائے ہیں کیوں

کیا بتائیں ہم کسی محفل سے کیونکر آئے ہیں
ستم طرح کے زخم لیکر ایک سا پھر آئے ہیں

ہو رہی ہے بحث ہم سے اور کسی دربان سے
بزم سے پھر تماشا لوگ اٹھکر آئے ہیں

اپنی اپنی جا پہ سب کو شوق پابوسی کا ہے
اٹھ پڑے ہیں کسکے کوچہ سے دلدار ٹھکرا کے ہیں

سب تو پوچھا انکے گھر میں اسکا کیوں پوچھا حال
داغ کیسے تیر ہیں ہم سینہ پہ پھر آئے ہیں

ہوش کی صورت اڑا دیتا ہے دل ہر بات میں
کہیے اے مصحفی کہاں سے آپ گھبرا کر آئے ہیں

اوس پہ بیٹھیں وہ جنکو خوشی میں ہوش نہیں
یہ بزم دوست ہے دوکان میفروش نہیں

مریض درد جدائی کی خبر ہو یارب
کہ آج صبح سے غنچہ نے ہیں خروش نہیں

یہ کیا کہ شادی و غم میں ہو ایک ہی حالت
ہیں عندلیب کی صورت سیاہ پوش نہیں

اثر کی جان ہو ہر چند ایک ہی ہو نشان
نہال نے کہ مجھے عادت خروش نہیں

کیا تھا ہجر کی شب ایک نالہ جانکاہ
ابھی ابھی ہمکو خبر ہے پھر آگئے ہوش نہیں

حواس کھوئے ہیں ذکر شراب سے مصحفی
جہان میں کوئی مجھسا ابھی بادہ نوش نہیں

وہ دلکو خوگر ایذا جو پائے جاتے ہیں
بڑی خوشی سے برابر ستائے جاتے ہیں

چھپائے لاکھ جب آمد جدائی یار
نگہ سے اور بھی انداز پائے جاتے ہیں

الٰہی اندھیرے پھر کی شام فراق
چراغ دیکھیں کہاں تک جلائے جاتے ہیں

سپرد ... شوق دل یہ بات کا پاس
کہ بزم دوست میں ہم بے بلائے جاتے ہیں

اب آ گئے راز محبت ترا خدا حافظ | جو حق چھپانے کا ہے ہم چھپائے جاتے ہیں
عجیب شے ہے جہان میں امیدواری بھی | کوئی خفا ہی رہے ہم منائے جاتے ہیں
چلے ہیں چھوڑ کے زخمی کو چاندنی میں حضور | نئی طرح کا یہ مرہم لگائے جاتے ہیں



ڈر ہے تم سمجھو گے میرے دل نہیں | ورنہ ضبط درد کچھ مشکل نہیں
منحصر قسمت پہ ہے وصل حبیب | ہجر میں کوشش کے ہم قائل نہیں
دو جواب اسکا زبان تیغ سے | لوگ کہتے ہیں کہ تم قاتل نہیں
کثرت غم سے ہوا آخر یہ حال | ایک پتلا درد کا ہے دل نہیں
اتنا کہکر اٹھ گیا وہ شمع رو | ہم نہیں تو رونق محفل نہیں
تم تو جو چاہو کہو غصے کے وقت | میرا منہ شکوے کے بھی قابل نہیں

چھوڑ اختر آرزوے وصل دوست
سعی بے حاصل سے کچھ حاصل نہیں

آئینہ صفت بزم میں حیران بھی ہمیں ہیں | خندان بھی ترے سامنے گریان بھی ہمیں ہیں
کچھ خوف نہیں تم کو اگر جھوٹی قسم کا | کیوں منہ سے کہو صاحب ایمان بھی ہمیں ہیں
شاباش ہمیں کہتے ہیں خود دست جنون کو | خود بخیہ کن چاک گریبان بھی ہمیں ہیں
کیوں قتل جہان پر نہ کمر باندھے وہ ظالم | دعوی ہو جسے عیسی دوران بھی ہمیں ہیں
تیری نگہ لطف جتلاتے ہیں ہمیں کو | پھر جائے تو سو جان سے قربان بھی ہمیں ہیں
کیوں تم کو دم قتل ندامت سے حیا ہے | لو دیکھو ادھر سر بگریبان بھی ہمیں ہیں
عشاق سے کہتی ہیں اس شوخ کی آنکھیں | بیمار بھی ہمدرد کے درمان بھی ہمیں ہیں

محشر نہین غیرون کو مزا سوز جگر کا
پروانہ بھی اور شمع فروزان بھی ہمین ہین

دل بسمل مین فرط سوز غم سے جو تھامے ہین — دبی ہی جاپے مردہ حسرتون کے رونیوالے ہین

ملیگی داد اہل عرش سے اس جانفشانی کی — یہ دلکی روح ہے تم جسکو سمجھے ہو کہ نالے ہین

اٹھایا محفل جانان سے مجھکو اس تصور نے — یہان کوئی نہین ہمدرد بیٹھے ہین سنبھلنے والے ہین

اجازت دو تو صدقہ کر دون دلکو دست نازک کے — بڑی مشکل سے ہین تمنے سینے سے پیکان نکالے ہین

اذیت وہ طرح کی نزع مین ہرگز نہین دیکھا — نہ یون سینہ دبا قاتل جگر کے زخم آلے ہین

مریض درد الفت نے بتایا سب کو شغل اپنے — اٹھے سے جاتے ہین دل تیمارداروں کے وہ نالے ہین

دہان زخم کیا کیا تر زبان ہین روح قاتل مین — کچھ اس راحت سے میرے سینے سے پیکان نکالے ہین

مرے رونے کو سوز غم مین دیکھو چشم عبرت سے — یہ آنسو آگ کی تصویر ہین جی مین چھالے ہین

خوشا بیداری قسمت کہ اس نالہ کو جسم آیا
ترے نالے بھی محشر کیا ہی دردانگیز نالے ہین

کیا اسی شکل سے الفت کا صلا دیتے ہین — اتنا ہنستے ہین کہ آخر وہ رلا دیتے ہین

تیرے ملنے کے تصور جو ہین دلمین شب ہجر — درد بن بن کے مری نیند اڑا دیتے ہین

ہجر مین نالون سے بہتر ہے کہ آہین کرین ہم — عیب ہے تیر جو چلنے مین صدا دیتے ہین

وا دری چارہ گری کہدیا جینے کا نہین — آپ بیمار کو کیا خوب دوا دیتے ہین

دردمندون کی کہانی نہ سنی خوب کیا — باتون باتون مین یہ مطلب کی سنا دیتے ہین

چپکے بیٹھے تو ہو محفل مین مگر یاد رہے — بات پہ ہم اگر آئین تو ہنسا دیتے ہین

چارہ سازون نے بہت پایا ہمین نزع کے وقت — ایسی حالت ہو تو بیمار کو کیا دیتے ہین

شکوۂ یار نہ قسمت کا گلہ اے محشر
حضرتِ دل کو شبِ ہجر دعا دیتے ہین

دل بستگی کو محفل جانان بھی کم نہین
ہم جان دے کے شایق سیر ارم نہین

کس ناز کی سے خانۂ دل مین وہ آئے ہین
ظاہر کسی جگھہ پہ نشانِ قدم نہین

ادنا سا یہ اثر ہے مرے انتشار کا
ذرے زمین پہ چرخ پہ تارے بہم نہین

بیکار مجھپہ کھینچ کے خنجر برس پڑے
کس نے کہا تھا تم کو مذاق ستم نہین

سب جان لین کہ یہ بھی بڑی راز دار ہین
بے مدعا خموشئ اہل عدم نہین

کچھ پاسِ ضبط کچھہ تری رسوائیون کا ڈر
دلمین ہزار غم ہین مگر چشم نم نہین

ظاہر ہے اشتیاق مرا راہِ وصل مین
تصویر اضطراب ہے نقش قدم نہین

لازم ہی پائے شوق کو پاسِ ادب ضرور
محشر یہ کوئے یار ہے دیر و حرم نہین

کیونکر نہ لطف مجھکو ملے ظلم یار مین
ہر درد کی جگھہ ہے دلِ بیقرار مین

اُف کر کے ہاتھہ رکھہ لیا دلپر لگی وہ چوٹ
ٹوٹا جو لڑکے جام کوئی بزم یار مین

ایک آہ اگر کرون تو ہین اشک مدتون
سو کاروان نہان ہین ذرا سے غبار مین

اظہار شوق پر مجھے باتین سناتے ہین
یان دل وہان زبان نہین اختیار مین

محشر جب اپنی حد سے بڑھا عشق دلربا
ممکن نہین حواس رہین اختیار مین

سنتا ہی کون کس سے کہین بزم یار مین
بیٹھے ہی بیٹھے دل نہ رہا اختیار مین

کیا کیا تڑپ تڑپ کے پکارے ہین تم کو ہم
کیا کیا اُٹھا ہے درد دلِ بیقرار مین

آنکھیں اجل کے بند کیے بھی نہونگی بند — جاگا ہوں اسطرح سے شب انتظار میں
راس آئے اے خدا دل پہ شوق کی اُمنگ — جی چاہتا ہے بیٹھے رہیں کوے یار میں
رگ رگ سے آکے لیگیا چنکر خیال دوست — جس جس جگہ تھا درد دلِ بیقرار میں
موسیٰ کے واقعے کی جب آتی ہی ہمکو یاد — اُٹھتی ہے اک چمک سی دل بیقرار میں
غش کھاکے اسکا طور پہ گرنا عجب نہیں — ٹھوکر جیسے کبھی نہ لگے کوے یار میں

محشر نگاہ سوئے فلک مصلحت سہی
پھر بھی نظر جھکی ہی رہی کوے یار میں

بہت جلد آئی دلکو موت قید زلفِ جاناں میں — خدا جانے بسر کی کسطرح یوسف نے زنداں میں
ذرا چھیڑ اے غمِ ہجراں دکھادوں عالم آشوبی — چھپاؤں نوح کے طوفان کو کبتک چشم گریاں میں
خدارا دم بھر اے بیتابئ دل بیٹھنے دینا — لیے جاتا ہی فرطِ شوق مجھکو بزم جاناں میں
نہیں کچھ دور بزمِ یار اگر یہ مرحلہ طے ہو — سہیں پہلی جگہ کرتا ہے چلکر قلب درباں میں
ہنسیں گے زخم کہنہ ناوکِ قاتل کی آمد پر — درِ دل خود ہی کھلجائیگا فرطِ شوق مہماں میں
کہاں لیجاؤں تجھکو اے دلِ وحشی کہ چین آئے — تری بیتابیاں یکساں ہیں صحرا و گلستاں میں
امید وصل نے ہر حال میں ایسی رفاقت کی — کہ غم کو غم نہ سمجھا دل ہمارا شام ہجراں میں

کہو محشر غزل اک اور کاٹو وقت تنہائی
کسی صورت سے جی بہلے ملال شام ہجراں میں

بہت دن عمر ضایع کی علاج سوز پنہاں میں — یہ سودا اور آفت کا تھا دردِ عشق جاناں میں
جدائی ہر طرح پر میری ہی قسمت کی ہی یارب — اثر کو چھوڑ دیتی ہے دعا بھی شام ہجراں میں
عزیز جان و دل کیونکر نہ ہو وہ دردِ عاشقی — جسے پالا ہو آغوشِ جراحت ہای پنہاں میں

زمین تک آکے دل کی یادگاریں خاک میں ملتیں
بہت ناخوش ہوں شب غم نکلے آنسو گریباں میں

چھٹے جب قید سے گر رہے دل میں زلیخا کے
بسر تقدیر پر کاٹی زندگی یوسف نے زنداں میں

شب غم رو رہا ہوں شوق میں خون کے آنسو
غرض یہ ہے کہ بھر دوں رنگ شفق تصویر جاناں میں

سیاہی جسکے دن کی شام مدفن سے زیادہ تھی
نہ جانے رات کیسی گذری اُس قحط نصیب انجمن میں

اب ان آنکھوں میں سوز فراق ہے حیرت ہے اے محشر
جگہ تھی اشک خونیں کی جہاں تھا بحر ابر میں

شرارت تیری کیا آئے بیاں میں
سنا میں لاکھ باتیں اک زباں میں

قیامت ہو گیا اُن سے یہ کہنا
ترس بھی ہے دل نامہرباں میں

توجہ سے اگر تم حال پوچھو
تو پھر دیکھو اثر میرے بیاں میں

غم احباب و غم رنگ زمانہ
بڑے جھگڑے ہیں عمر جاوداں میں

نہیں کچھ عشق میں درکار ہم کو
خدا دے زرا اثر دینا زباں میں

نہ اپنی حد سے بڑھ اے شادی وصل
کھٹکتا ہوں نگاہ آسماں میں

وہ دو دن تھے سو بھی اپنے تھے لیکن
بڑی راحت تھی ہمکو آشیاں میں

حقیقت کیا کہوں اس دل کی محشر
کہ جو کام آگیا عشق بتاں میں

ہر اک منزل پہ راہ عشق میں مسرور رہتا ہوں
حجاب اُٹھتے چلے جاتے ہیں جتنی دور جاتا ہوں

شہیدان وفا کو حشر کے دن منھ دکھانا ہے
نہا کر خون میں زخموں سے ہو کر چور جاتا ہوں

حقیقت آشنا رشک کی پھر پوچھ لیتا ہے سنا اُنکو
اگر محفل سے اُٹھ اُٹھ کے سوئے طور جاتا ہوں

سمایا عشق کا پہلا ہی دل قسمت سے راس آئی
نہ پوچھو لوٹنے والو کہاں مسرور جاتا ہوں

ذرا اے لذت گفتار میری بات رکھ لینا — میں کچھ کہنے کو سوئے دلبر مغرور جاتا ہوں

چلے ہیں مصر سے یوسف یہ کہکر جانب کنعان — کسیکی منتظر آنکھوں کا بنکر نور جاتا ہوں

بہت دیکھے ہیں جنکو دوربین نظر دنیا ہی اے محشر
دکھانے آج انھیں گھر سا اک ناسور جاتا ہوں

عشق میں دشمن مثال آسمان کوئی نہیں — اور اگر پوچھو تو وجہ امتحان کوئی نہیں

چھان ڈالی ساری دنیا ہی وفا تو یہ کھلا — اہل دل کا دوست زیر آسمان کوئی نہیں

دیکھنے میں گو کہ اک دنیا ہی جلوہ گاہ دل — تم اگر آؤ تو پھر اسمیں مہمان کوئی نہیں

کوچۂ جانان کی آبادی کے صدقے جائیے — پوچھنے والا ہم ایسوں کا یہان کوئی نہیں

شکل دنیا حشر تک یہ ہی رہیگا اختلاف — اپنی اپنی کہتے ہیں سب ہم زبان کوئی نہیں

مصر کے بازار میں یوسف کی صورت دیکھی — ڈھونڈتی پھرتی ہیں نظریں مہربان کوئی نہیں

چارہ گر نے نبض جب دیکھی تو فوراً کھل گیا — میری صورت کا مریض ناتوان کوئی نہیں

ساکنان شہر خاموشان کی رحمت بیشمار — یوں پڑے سناٹے ہیں جیسے یہاں کوئی نہیں

علم بھی محشر ہو گیا اب جزو تہذیب جدید
جا کے جس صحبت میں دیکھا تھا وہاں کوئی نہیں

عیسی و ناصح سہی لیکن میری غمخواری نہیں — عشق اک جذب روحانی ہی بیماری نہیں

جب سے دل بہلا رہا ہی گریہ بے اختیار — ہجر کی شب میں کوئی تکلیف بیداری نہیں

حفظ راز عشق کی کوشش کہاں تک کیجیے — دل پڑا روتا ہی اور آنسو مرے جاری نہیں

کس لیے گھبرا کے آنکھوں سے ہٹالی آستین — ای مرے ہمدرد یہ آنسو ہیں چنگاری نہیں

آزما دیکھا ہر اک کو ہم نے شہر حسن میں — کوئی بھی پابند آئین وفاداری نہیں

کیا تعجب عالم ہستی مین طوفان ہو بپا
اک قیامت ہی ہماری گریۂ وزاری نہین

ہجر مین کیا جانئے دلبر مرے کیسا نگئی
جسنے دیکھا کہہ اٹھا اب وقت غمخواری نہین

خانۂ صیاد کی راس آگئی آب و ہوا
شکر کرتا ہون کہ اندوہ گرفتاری نہین

رخ نہ سمجھے حضرت موسی جواب دوست کا
آدمی وہ کیا اگر اتنی بھی ہشیاری نہین



نہ تڑپین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین
سکون تو تڑپکے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے
مزا یہ ہی کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

مری ہنسی ہی شب وصل ناگوار فلک
بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھسے شب انتظار ناز اجل
کہ قبل صبح مین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک ای محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

یہ لطف دوست کی تیغ ادا سے ملتے ہین
کہ زندگی مین گلے ہم قضا سے ملتے ہین

اسی کے دم کی ہی فرقت مین جسر تونکی حیات
بڑے مزے دل غم آشنا سے ملتے ہین

مزے کو عشق مجازی کے کوئی کیا جانے
یہ راہ وہ ہی کہ بندے خدا سے ملتے ہین

وصال دوست بقید حیات ناممکن
بشر کو عیش جو ہین وہ فنا سے ملتے ہین

ہم آنکہ حشر مین بڑہ کر سلام تو کر لین
یہ دیکھنا ہی یہان کس ادا سے ملتے ہین

جہان مین معرفت اشیا کی ضد سی ہے محشر
وفا شعار ہین ہم بے وفا سے ملتے ہین

شام ہجر آتے ہی آنکھین مجوزاری ہوگئین
خون دل کی دونون نہرین آنکھین کہ جاری ہوگئین

وہ ادائین جو بڑھاتی تھین غرورِ حسنِ دوست
اب قیامت کا بھی رستہ دیکھتا ہون ہجر مین
سب بجا ہو اپنی قسمت پر اسے جلنا ہو نا نہ
اب جو دل ٹھہرا بھی تو کیا فائدہ اے دردِ ہجر

رفتہ رفتہ سب تمنائین ہماری ہو گئین
در پہ میرے سب بلائین باری باری ہو گئین
جس سے سیدھی ایک پل نظرین تمھاری ہو گئین
راحتین جتنی تھین نذرِ بیقراری ہو گئین

محشر اکی زاہدونکے سر بلا تھی فصلِ گل
رہین دستارین برائے بادہ خواری ہو گئین

یہ ممکن ہی نہین اہلِ وفا مرنے سے ڈر جائین
مزاجِ یار کہتا ہی گرفتارانِ الفت سے
مریضانِ غمِ الفت کی اب حالت یہ پہنچی ہی
تری برگشتہ قسمت راہ چارہ کس طرف ڈھونڈھین
خطر ہین سو طرح کی ہر قدم پر کوئے قاتل مین

اگر قابو ہو انکا موت کے پہلے ہی مر جائین
جئین وہ جنکو جینا ہو جنھین مرنا ہو مر جائین
زبان پر نام اگر جینے کا آ جائے تو مر جائین
کہ ساتھ انکے فلک سا دشمنِ جان ہے جدھر جائین
گذرنے والے ایسی راہ سے جلدی گذر جائین

نہ دشتِ عشق کے لائق نہ بزمِ یار کے قابل
ہجومِ آرزو کو لیکے اے محشر کدھر جائین

اک دل سے ہزار آفتین ہین
کہتا ہون تمھین سے درد اپنا
دل بھی دیا داغِ عاشقی بھی
اچھے رہے آپ وعدہ کرکے
ظالم یہ ترے قدم کی برکت
گو کوچۂ یار آسمان ہے

دل پاس نہو تو راحتین ہین
اپنے سے مجھے شکایتین ہین
کیا کیا تیری عنایتین ہین
ارمانون کی ہم پہ آفتین ہین
تربت پہ مری قیامتین ہین
اسپر بھی ہزار راحتین ہین

مرنے کو حیات سمجھو محشر
جینے میں بہت قباحتیں ہیں

اثر کی روح کہیے جسکو وہ افسانہ کہتے ہیں
زبان حال سے حال دل دیوانہ کہتے ہیں

اسی سے شمع بزم یار میں روتی ہی آتی ہے
کہ سب اس سرزمیں کو مشہد پروانہ کہتے ہیں

اٹھے سے سننے والوں میں ہے اک آفت کا سناٹا
ہم اپنی خانہ ویرانی کا جب افسانہ کہتے ہیں

یہاں تک اس شام وعدہ کی ہے سعی خلوت آرائی
کہ اب اپنے تصور کو بھی ہم بیگانہ کہتے ہیں

ہمارا ہی جگر اک عالم اندوہ وحسرت ہے
ہمارا ہی وہ دل ہے جسکو ویرانہ کہتے ہیں

ہجوم اتنا ہوا آخر تصدق ہونے والوں کا
کہ انکی بزم کو سب محفل پروانہ کہتے ہیں

شب فرقت غش آنے پہ مجھے ہشیار کرنے کو
مری ہمدرد صبح حشر کا افسانہ کہتے ہیں

مآل غم پہ خلوت میں کوئی تو رو دینے والا ہو
جلا کر شمع سوز دل کا ہم افسانہ کہتے ہیں

ہنسی بے ساختہ آتی ہے جنکو دردمندوں پر
مذاق عشق میں ایسوں ہی کو دیوانہ کہتے ہیں

فدا سو جان سے محشر رہو ہم محبت کے
شہادت گاہ دل کو محفل پروانہ کہتے ہیں

بالیں پہ کوئی مونس وغمخوار بھی نہیں
لیکن امید صحت بیمار بھی نہیں

اٹھنے کا حکم محفل جاناں سے ہو چکا
اب میرے آشنا در و دیوار بھی نہیں

ناکامیوں کو اسکے کلیجے سے پوچھیے
قسمت میں جسکی لذت آزار بھی نہیں

بیماری فراق کی مشکل نہ پوچھیے
اتنی زبان میں طاقت گفتار بھی نہیں

دیر وحرم میں دیکھا ہے محشر کو بارہا
معصوم اگر نہیں تو خطاکار بھی نہیں

ہجوم گریہ سے یہاں چشم میں لہو ہی نہیں
وہاں اجازتِ تشریحِ آرزو ہی نہیں

سوالِ دید پہ وہ کہہ رہے ہیں قصۂ طور
ہمارے اُنکے بس اب کی گفتگو ہی نہیں

جفائے چرخ ہو یا جورِ نازِ خوباں ہو
وہ کیا ڈرے کہ جسے کوئی آرزو ہی نہیں

عبث ہے دیر و حرم میں وہ دوش اُنکی
جسے سلیقۂ اظہارِ آرزو ہی نہیں

حیاتِ رفتہ نہیں دوست جسکو پا سکیں
مگر بحدِ کمال اپنی جستجو ہی نہیں

بدورِ دستِ اجل اپنا خلعتِ ہستی
ہوا یہ چاک کہ گنجائشِ رفو ہی نہیں

جہانِ شوق کبھی دل کے ساتھ تھا محشر
وہ جیسے مر گیا اب کوئی آرزو ہی نہیں

ہم کہانی دوست سے کسکی کہیں
اپنی بیتی یا کہ جگ بیتی کہیں

دونوں خواہاں ہیں وفا کی داد کے
اب جگر کی یا کہ دل کی سی کہیں

روزِ محشر اُنکا گریباں میرا ہاتھ
مجھ سے دیوانے کی جو پھبتی کہیں

ایسی محفل میں خموشی ہی قبول
جسجگہ جو ہیں اُنھیں کی سی کہیں

اپنا افسانہ ہے ہر اک رنگ میں
حالِ غم یا قصۂ شادی کہیں

دل سے ہم سنتے ہیں تم جو کچھ کہو
تم نہیں سنتے ہو ہم کچھ بھی کہیں

ہو رہی ہے سب سے پرسش روزِ حشر
آج دل میں ہے کہ کچھ ہم بھی کہیں

رونے میں ہچکی تو رکتی ہی نہیں
کیفیت کیونکر شبِ غم کی کہیں

ایسے ہمدردوں کو خوش رکھے خدا
جو کہ اے محشر مرے دل کی کہیں

ہاتھ آئے دردِ فرقت کو کبھی راحت نہیں
دلکی خاطر موت کا پیغام ہی الفت نہیں

ناگوار شوق ٹھہرا ہی قرار اہل درد
زخم ہی کیا ہو خلش دلمین اگر حسرت نہین

کس زبان سے وہ کہے احوال لطف زندگی
درد فرقت سے کسی پہلو جسے راحت نہین

تھک گیا ہون اسقدر طی کرکے راہ زندگی
اپنے قدمون لحد تک جاؤن یہ ہمت نہین

اُس زمین کا بھی خدا حافظ جہان مین فتنہ ہا
ہے یہ اک تعمیر بربادی مری تربت نہین

کہدو اے شوق آنے والون سے یہ پابند
کوچہ دلدار ہے یہ عالم وحشت نہین

اسکا دل اسکا جگر اور اسکے تیور دیکھئے
شہزادون کے ولقے سنگ جیسی عبرت نہین

منتظر شہر خموشان ہے یہ بسنا چاہیے
کور باطن ہی جو روشن دیدہ عبرت نہین

ہوگئی تکلیف شعر و شاعری حشر معاف
اب جنون کا یہ دنیا سے یہان فرصت نہین

ہجر کی شب کوئی غمخوار کہان سے لائین
چارہ ساز دل بیمار کہان سے لائین

چارہ سازون کو اشارون ہی سے رخصت کردین
اتنی طاقت ترے بیمار کہان سے لائین

دشت وحشت مین ہے اک تازہ جنون کی شغلی
سر کے ٹکرانے کو دیوار کہان سے لائین

حسن چاہے مساوات ہے اور عشق کا قول
اتنی ہم گرمی بازار کہان سے لائین

بے عیادت کو نہ صبر آئے انہین اے حشر
وہ بھلا وقت وہ آزار کہان سے لائین

کسکا دل الفت مین تباہ نہین
رات کے کام کی یہ راہ نہین

اشک عاشق کو کہتے ہین آنسو
دیکھنے والون کی نگاہ نہین

دیکھکر آنکھ ہنس دیا حشر
کوئی بھی تجھ سا داد خواہ نہین

بزم الفت مین سب برابر ہین
اتنا یان گدا و شاہ نہین

جو نہین جانتے رموز وفا ‏— اُنسے اور مجھسے رسم و راہ نہین

دیکھا انجام شمع وقت سحر
محشر اب تاب ضبط آہ نہین

سیکڑون ظلم جہان روز کئے جاتے ہین ‏— پھر اُسی بزم مین ارمان لئے جاتے ہین
عرض مطلب پہ جو ارمان سکے اتنا بگڑے ‏— اپنے ہاتھون سے مرے ہونٹ سئے جاتے ہین
ہم جو مر جائین تو عزت نہ ستم کی کھونا ‏— دیکھو دیکھو تمہین ہشیار کئے جاتے ہین

کامیاب اُٹھ کے چلے شمع پہ ہنستے ہی محشر
محفل دوست سے اک داغ لئے جاتے ہین

کچھ کہا تھا کبھی او غنچہ دہن یاد نہین ‏— کیا تغافل ہے تجھے اپنا سخن یاد نہین
ہو گئی خدمت صیاد مین اتنی مدت ‏— آشیان کیا ہے ہمین شکل چمن یاد نہین
کر دیئے پاؤن زمین غربت وادی عشق ‏— خوش نصیبی ہے مجھے راہ وطن یاد نہین
بزم جانان مین پہنچنے کی ہوئی ایسی خوشی ‏— جیسے مجھکو ستم چرخ کہن یاد نہین
چارہ گر کی یہ عنایت بھی بہت کافی ہے ‏— کہہ دیا درد کے اپنے کہ کہن یاد نہین
حشر مین نزع کی ایذائین نہ پوچھے کوئی ‏— کس طرح آئی تھی ماتھے پہ شکن یاد نہین
مدعا دیر طلب شوق کو تعجیل بہت ‏— وہ مخاطب ہین تو انداز سخن یاد نہین
حشر مین مصلحت وقت اگر ہے تو یہ ہے ‏— کہہ کے چھٹ جاؤ حکایات کہن یاد نہین

غم کا افسانہ وہ سنتے ہی بگڑتے محشر
پوچھنے پر یہ کہا مستی مین یاد نہین

بھولین وہ عہد وہ شب وصل بھی گزرا کہ نہین ‏— لذت محبوب تجھے مانع فریاد نہین

ابتدا قصۂ فرقت کی ہے پیغام اجل
اسقدر یاد ہی اور آگے ہمین یاد نہین

کوچۂ دوست مین مرنا ہے حیات ابدی
شکر کرتا ہون کہ مٹی مری برباد نہین

ظلم پر آنکھ یہ کہہ کے ابھارا ہمنے
میری جان تم مین ادائے ستم ایجاد نہین

ہمصفیرو مری ہستی کی ہی اتنی مدت
دور گلزار مین جبتک کوئی صیاد نہین

جسکی محفل مین گئی ہم یہی کہکر اٹھے
کہین دنیا مین علاج دل ناشاد نہین

آہ سوزان سے قفس کیا ہی چمن جل اٹھا
پھر بھی تاثیر کا قائل دل صیاد نہین

اہل باطن کی فنا بھی ہی حیات ابدی
ہستی عشق وہ ہستی ہی جو برباد نہین

ہر نفس ہین نگرانی قفس کی فکر مین
مین اگر قید ہون صیاد بھی آزاد نہین

اتلیا نہ نگہ دوست پہ صدمے قیس محشر
مرگیا مین تو کوئی قابل بیداد نہین

ہمکو راہ شوق مین راحت کہین ملتی نہین
دوست ملجائے جہان وہ سرزمین ملتی نہین

اہل دل پر کنج مدفن مین کھلا آخر یہ راز
سرزمین عشق مین راحت کہین ملتی نہین

کون ہی ہمراز حسن دوست ای دل تو بتا
آئینے سے بھی نگاہ شرمگین ملتی نہین

عشق مین تیری سنون کیونکر کہون کیا حال دل
مجھکو مرنے کی بھی فرصت ہمنشین ملتی نہین

ناتمام اپنی نظر مین ہی خم ابرو کا عشق
جھکتے جھکتے پاؤن سے جبتک جبین ملتی نہین

تھین کبھی مشق تصور ہی سے محشر لذتین
اتبو وہ صورت بھی ڈھونڈھے سے کہین ملتی نہین

نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہین
خفا نہو جو گلی مین تمھاری حاضر ہین

انھین کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر
انھین کا عشق کوئی شی ہی جو کہ صابر ہین

کوئی چھپےگا کہانتک ادا شناسون سے  
نگاہ شوخ سے سب دل کے راز ظاہر ہین

انھین ہی وار نزاکت یہان شکایت ضعف  
غرض کہ ملنے سے قسمت کے ہاتھون قاصر ہین

قسم جو دانتے کا اُن سے جب کیا شکوا  
دیا جواب یہ جھنجھلا کے ہم تو کافر ہین

یہ قول ہی ترے کوچے مین مرنیوالونکا  
چلے ہین خلد مین اور خلد کے مسافر ہین



سمجھاتا ہون یہ کہہ کے دل نوحہ گر کو مین  
دم بھر ٹھہر تو جاؤن تلاش اثر کو مین

ہی امتحان عشق عجب سخت مرحلہ  
تڑپا کے پہلی دیکھ لون خود ہی جگر کو مین

ناگفتنی ہی وعدۂ دلبر کا گو کہ راز  
جی چاہتا ہی دل سے کہون اس خبر کو مین

عادت بگڑ گئی تو ہوا اور بھی جنون  
زانو پہ تیرے غش مین نہ رکھونگا سر کو مین

پہونچا سلامتی سے جو بازار حسن مین  
دل دونگا ڈھونڈھ کے کسی بیدادگر کو مین

یونہین جو سوز ہجر مین بڑھتا گیا جنون  
اک روز جل کے آگ لگا دونگا گھر کو مین

محشر وہ آنکھ بھر کے اگر دیکھ لے مجھے  
سینے مین رکھ لون دل کی جگہ پر نظر کو مین

دلگی اہل جنونکی سیر گلشن مین نہین  
دم الجھتا ہی جو خار دشت دامن مین نہین

چار دن کی زیست کا اللہ تنا بندوبست  
دام ہستی ہی رگین انسان کی تن مین نہین

ہجر کی شب سو رہین سونا ہی جنکو چین سے  
ہان دل بیتاب ابھی مصروف شیون مین نہین

خنجر قاتل کی دعوت کیا کرون ای سوز عشق  
کوئی قطرہ خون کا رگہائے گردن مین نہین

چل رہی ہی کیسی دنیا مین ہوائے اختلاف  
پھول جتنے ہین وہ سب ہمرنگ گلشن مین نہین

کیا بنائے چرخ کا زیر زمین بھی دخل ہے  
چین ای محشر اسی باعث سے مدفن مین نہین

تم کہو گے چپ یہ رہتے ہی نہین
اسلیے ہم کچھ بھی کہتے ہی نہین

کون سے ٹوٹے ہوے دلکی خبر
اشک غم کچھ دن سے بہتے ہی نہین

کہہ لو تم جو کچھ تمہارے منہہ مین آئے
ہم تو کوئی بات کہتے ہی نہین

فصل گل مین ہونگے وہ طایر اسیر
جو خزان مین چاپ سہتے ہی نہین

صاف یہ ہے سننے والا چاہیے
بے کہے شعر تو رہتے ہی نہین

عرض مطلب کا ارادہ ہے سنوگے کہ نہین
آج مقبول دعا مفت ہے لوگے کہ نہین

چشم خونبار کے افسانے پہ آئی تھی ہنسی
اب بھی آمادۂ فریاد ہون روگے کہ نہین

کیا کہون کشمکش شوق سر محفل دوست
مجھسے ویسا ہی جو کہتا تھا اٹھوگے کہ نہین

نامرادون کی زبان منہہ مین کیا لیتے ہو
کوئی پوچھا کرے کچھ ہم سے کہوگے کہ نہین

ہمنوا نازش ناز ہے بلکہ چھٹا
یہ تو بتلا دو کبھی چھوٹ کے یاد کروگے کہ نہین

شکوۂ ہجر کو جب طول ہوا حد سے سوا
بولا وہ شوخ لبی اب بھی چپ رہوگے کہ نہین

شیون و امید نگر ٹوٹے تھے وہ مرحوم ہوا
اب کسی دن مری دو باتین سنوگے کہ نہین

معدلت گاہ قیامت مین ہے کیون چپ حشر
تم بھی کچھ اچھی بری آج کہوگے کہ نہین

فصل گل مین سر سے گرتی ہے بازار جنون
مر گیا شاید کوئی تازہ گرفتار جنون

آنکھ سے گرتی گئی رونق طلسم دہر کی
دن بدن بڑھتا گیا جتنا کہ آزار جنون

چارہ سازون کے دماغ و دلپہ صدقے جائیے
کہتے ہین کوئی نہین وارستہ بیمار جنون

کاوش فرقت سے کیا بتلاؤن کس عالم مین ہون
گھٹ رہی ہے زندگی ٹہنی مین آزار جنون

کہہ دیئے جائیں اگر اسرار حسن و عشق کے
اک خدائی جان و دل سے ہو گرفتار جنون

بیخودی میں کوئی دیوانہ سبھی کچھ کہہ گیا
پھر بھی رکھا اُنہا کا حفظ اسرار جنون

کوچۂ جانان کا رخ دنیا سے منھ پھیری ہوئے
یہ ہی معیار محبت یہ ہے معیار جنون

عالم ہستی سے کوسون دور لایا کھینچ کر
دیکھیے اب اور کیا دکھلائے آزار جنون

دیکھیے جسکو وہ آمادہ ستانے کے لیے
کیا خدائی بھر کے مجرم ہیں گنہگار جنون

پہلے محشر تھا اور اب القابلی ہمدم نہ پوچھ
مبتلائے عاشقی ہون اور بیمار جنون




دم تقریر یا صحیح چھیڑ حسن و عشق کی کیون ہو
کسیکو چاہو ہو لوٹنے ایسی دلگی کیون ہو

فراق دوست میں اک اک نفس نون پر آئی
ہمیں ہر ناکا غم یا اپنے جینے کی خوشی کیون ہو

مدد اے یاس جنبہ کا اک دن شہید ناز ہونا ہے
بتنگ آ کر غم فرقت سے ہاتھوں خودکشی کیون ہو

وفا شیوہ ہیں اظہار عادت اُس ستمگر کی
زبان پر آکے شکوہ باعث آزردگی کیون ہو

بھلا تا سب بس چلا اُٹھ رقیبان روکینگے تم ہین
ذرا سی بات پر بدنام نام عاشقی کیون ہو

بھلا تم اور چھیڑا دل سے تم کہنے کی باتیں ہیں
کہ جسوقت آپ چھپا جائے تو منھ پر ہنسی کیون ہو

نہ اٹھنا ہی جمال حسن کے پردہ کا اچھا ہے
مری تقدیر میں قسمت فروغ ناز کی کیون ہو

اثر تقریر میں کیونکر بھری وہ عرض مطلب پر
جسے اس بات کا ڈر ہو کہ ناحق کی ہنسی کیون ہو

دل نا آشنا لیکر چلے ہو بزم جانان میں
کسی دشمن پہ ہمشیرا اعتبار دوستی کیون ہو

ہمتو خوش ہین ہر جان مبتلا جو کچھ بھی ہو
صاف کہد و جرم الفت کی سزا جو کچھ بھی ہو

ہمتو اک چشم عنایت ہی پہ صدقے ہو گئے
تیرے لطف بیکران کی انتہا جو کچھ بھی ہو

دیکھ تو لین اک نظر تیری ادائے دلشکن
جی اُٹھین ہم یا کہ آجائے قضا جو کچھ بھی ہو

کم حقیقت چشم جانا نمین ہی تو کچھ بھی نہین
اہل دل کا گو کہ انداز وفا جو کچھ بھی ہو

چشم ظاہر مین رہی ناکام مقصد ہی کلیم
ہمنے مانا طور پر جا کر صدا جو کچھ بھی ہو

ظلم جانان ہی ہر تقدیر اک رمز فنا
ابتدا جو کچھ بھی ہو یا انتہا جو کچھ بھی ہو

ہی خیالِ روح پرور اہل باطن کے لئے
ماورا اسکے ترا رمز ادا جو کچھ بھی ہو

آپنے دنیا اُلٹ دینے کا رکھا نامِ حشر
بندہ پرور وہ بھی ہو اسکی سوا جو کچھ بھی ہو

حشر کا ہونا جو برحق ہو کہانتک انتظار
آج ہی جلوہ دکھا او خود نما جو کچھ بھی ہو

در حقیقت ہم سمجھتے تھے کہ ہی رمز فنا
ہستئ انسان کا مختصر مدعا جو کچھ بھی ہو

زندگی بیکار ہی دل مین وفا جبتک نہو
دل نہین پتھر ہی وہ خوفِ خدا جبتک نہو

دو گھڑی کے بعد تکلیف عیادت ختم ہے
بیٹھے رہنا درد دل کی انتہا جبتک نہو

مطلب شکر و شکایت پر زبان کیونکر کھلے
تیری جانب سے ستم کی انتہا جبتک نہو



اپنی رفتار کا اعجاز دکھاتے جاؤ
ہر قدم ایک نیا فتنہ اُٹھاتے جاؤ

حشر انگیز ہے ہر چند تمھاری رفتار
جب مین جانون مری تقدیر جگاتے جاؤ

درد فرقت سے مین رو رو کی ہنستا جاون
متصل تم مجھے ہنس ہنس کے رلاتے جاؤ

سنکے حالِ دل بیتاب کہو کیا گذری
کچھ تو احوال دلی مجھکو سناتے جاؤ

ہجر مین موت کو کسطرح بلاتا ہے کوئی
تم اگر جانتے ہو ہمکو یہ بتاتے جاؤ

آئے ہو کوچہ جانان مین اگر اے محشر
اپنی تربت کا نشان کیون نہ بناتے جاؤ

دور فلک مین اہل وفا کو خوشی نہو
ہوتا رہے جہان مین سب کچھ یہی نہو

طاقت ربا سے دل ہی بیان غم فراق
اے ہنسکے سننے والو یہ کچھ دلگی نہو

یان ہر فغان مین دلکا لہو ہو رہا ہے خشک
وہ ہنسکے کہہ رہے ہین قیامت ہوئی نہو

بیٹھا ہون بیٹھنے دے مجھے ضبط شوق اگر
خوف اسکا ہے کہین سر محفل ہنسی نہو

فرقت مین اس خیال سے برسون جیا ہون مین
وہ غم ہی کیا کہ جسکا نتیجہ خوشی نہو

ہر اک نفس مین لاکھ طرح کا ہے خوف جان
ہمدرد دل ہی چارہ گر دلگی نہو

بیٹھا ہوا ہون منتظر وعدۂ حبیب
پروردگار صبح قیامت ابھی نہو

چشم کلیم دوست زلیخا کا قول ہے
شوق اور اسپہ صبر کوئی دلگی نہو

احباب شمع و چادر گل سے رکھین معاف
وہ قبر کیا جو چھائی ہوئی بیکسی نہو

محشر مذاق توبہ پرستی کو اب سلام
کیا لطف زندگی کا اگر میکشی نہو

ستم کا ماجرا ہم سے نہ پوچھو
جو ہونا تھا ہوا ہم سے نہ پوچھو

بناوٹ ہوگی شوق دلکی ثابت
ہمارا مدعا ہم سے نہ پوچھو

جو گذری عشق مین ناگفتنی ہے
خیالات وفا ہم سے نہ پوچھو

حساب دوستان در دل مثل ہے
اٹھائی کیون جفا ہم سے نہ پوچھو

جوانی مین خبر ہے کسکو دل کی
نہ جانے کیا ہوا ہم سے نہ پوچھو

صنم کعبے میں کیوں ہیں اور کیا ہیں | خدا کا واسطا ہم سے نہ پوچھو
خدا یاد آگیا ایک اک نفس میں | نتیجہ عشق کا ہم سے نہ پوچھو
دماغ و دل کو روحانی ہے تحریک | محبت کا مزا ہم سے نہ پوچھو
مسلسل ہر اک کو رشک ہو گیا | ستم اسرار وفا ہم سے نہ پوچھو



ذرا برقِ نگہ کے آنکھ بھر کر دیکھتے جاؤ | جو دیکھا جائے حالِ قلبِ مضطر دیکھتے جاؤ
تمنائے قتیلِ ناز کو دیکھو نہ دیکھو تم | نزاکت سے رکا جاتا ہے خنجر دیکھتے جاؤ
ہماری گرد دامانِ ہوا سے اُڑتی آتی ہے | ذرا اے رہروانِ کوئے دلبر دیکھتے جاؤ
جمالِ دلربا ہر چند خرمن سوز ہستی ہے | مگر یہ مقتضائے شوق دم بھر دیکھتے جاؤ
سکوتِ احباب کا دم بھر میں آخر ہے چلے جانا | مرا احوال بالیں پر ٹھہر کر دیکھتے جاؤ
عجب کچھ بے نظارہ گہ میں اک تماشا ہے | کہ کوئی دیکھتا ہے تم کو کیونکر دیکھتے جاؤ
چلے ہو ماہ کنعان خلوت شوق زلیخا میں | خدا کے واسطے لوح مقدر دیکھتے جاؤ

نشان رنگ فنا کو دن بدن بڑھتے ہی جاتے ہیں
ذرا آئینہ ہستی کو محشر دیکھتے جاؤ

آبرو سے ہو اگر الفت تو شیدائی نہ ہو | عشق میں بھی ہے رسوائی جو رسوائی نہ ہو
کیوں کرے دعوی وفا کا لے کوئی کیوں نام عشق | ہجر کے غم میں اگر تاب شکیبائی نہ ہو
خاک ہو جائے زمانے میں فروغ آئینہ | خوبرویوں کو اگر شوق خود آرائی نہ ہو
کیوں نہ پیغام اجل ہو پیر نادم کے لئے | زندگی بھر چھوٹے جس دل [illegible] نہ ہو
اس سے پوچھا چاہیے محشر خوشی کیا چیز ہے | جس کے لب پر مسکراہٹ کبھی آئی نہ ہو

ہستی سے وان چلئے جہان کوئی نہو
ساتھ مین مثل نفس ایذا رسان کوئی نہو

کر اثر سے سب ہوی تجھکو شکوہ
مقتضا قسمت کا یہ ہے ہمزبان کوئی نہو

چھیڑیئے ہر بار یہی کہتا ہی شوق
دل یہ کہتا ہی جہان تم ہو وہان کوئی نہو

نا دو بیچارہ ہی وہ جسکی کہین ٹھکر نہین
ہائے وہ بیچارہ جسکا پاسبان کوئی نہو

اپنا ایک اک اشک مین پنہان ہین لاکھون دلکے راز
جسجگہ رونے کو ہم بیٹھین وہان کوئی نہو

تھوڑی راحت کے لیے سر پر ہو سب کا منظلم
نالہ جب یا کیجیے کہ زیر آسمان کوئی نہو

محشر اپنا سا تکلف بھی حراف شوق ہو
پردہ دار جلوہ حسن بتان کوئی نہو

سمجھ رہا ہے سفر مین یہ ہمنفس کسکو
سنائے جاتا ہی احوال دل جرس کسکو

تمہی ستم آسمان سے کیون ڈریئے
غم فراق مین جینے کی ہی ہوس کسکو

رہا تو کیا نہ رہا قبر کا نشان تو کیا
ہمیشہ پوچھتا ہے کوئی ہمنفس کسکو

مین دل قید سے مرتا ہون یہ بتا صیاد
سپرد کر دون اسیرو نمین اب قفس کسکو



دم بھر ملاقی کی غم فرصت ہی کیون نہو
خلوت مین دل سے ذکر محبت ہی کیون نہو

پوچھا مزاج ہنسکے مریضان عشق کا
اس دشمنی سے ہم سے عداوت ہی کیون نہو

اظہار شوق ورنہ بار آ گئے ہم سے
ہر چند چشم دل کو خجالت ہی کیون نہو

دلکش ہی پھر بھی تذکرہ دیوانگان عشق
ناکہ ایسے ذکر سے وحشت ہی کیون نہو

مرنے کے بعد منہ کا چھپانا جو ہے ضرور
یہ کفن کے دامن عبرت ہی کیون نہو

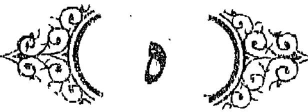
بیکار بیٹھنے سے شب ہجر کیا حصول
بہتر ہی شغل نالہ حسرت ہی کیون نہو

محشر بہاؤ اشک شہیدانِ عشق پہ
ہر اک نفس ثواب عبادت ہی کیون ہو

بتکدے جاتے ہو محشر آؤ دم لیتے چلو
عاشقون سے کہہ رہی ہے ہمت اندا پسند
آندھیان دشت محبت کی قیامت خیز ہین
لاش اگر اٹھتی ہی میری دفن بھی ہو جائیگی
ہو نظر بازونکا مجمع دا شتہ آید بکار

آج واعظ کے لگے ہاتھون قدم لیتے چلو
راہ پر بار رنج فرقت تا عدم لیتے چلو
دل یہ کہتا ہو کہ تم کاہی چشم نم لیتے چلو
دوستو کیون اسقدر جلدی ہی دم لیتے چلو
حشر کے دن زخم پیکان ستم لیتے چلو

ترک رسم کہنہ اے محشر خلاف وضع ہے
چند تصویر بتان سوے حرم لیتے چلو



مراد و نکا ہی گھر میرے لئے تعمیر میخانہ
حقیقت اپنے دل کی کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتا
زبانمین پڑ گئے کانٹے کہانتک تشنگی آخر
دماغ و دل کو بعد تو بہ بھی اتنا تعلق ہو
تصدق شوق سے کرتے ہین دل کو دور ساغر پر
وہان موسیٰ کو غش آیا یہان بیہوش میکش ہین
نہ چھوٹا سلسلہ جوش جنون کا میکشی مین بھی
نگاہین اسکی جم سکتی ہین محشر چشم ساقی پر

ہلا آتا ہون اکثر صبحدم زنجیر میخانہ
وہ میکش ہون کہ پہلو مین ہی اک تصویر میخانہ
ارے ساقی خدا را کھولدے زنجیر میخانہ
کہ اکثر دیکھتا ہون خواب مین تصویر میخانہ
بڑھاتے ہین بڑھانے والے یون توقیر میخانہ
جواب کوہ سینا ہو گئی تعمیر میخانہ
رہی ہر وقت میرے ہاتھ مین زنجیر میخانہ
کہ جسنے کھینچی ہو سو رنگ سی تصویر میخانہ

گو کہ انسان جوہر قابل ہے پتھر آئینہ
لن ترانی ہم سنین دیکھے وہ رخ ہر آئینہ

چشم سیکون سے کیسکی یہ ہوا نیرنگ حسن
بنگیا ہنگامہ زینت رشک ساغر آئینہ

جوہر الفت کا ربط باطنی بڑھنے تو دو
خود ہی سمجھ جائیگا حال قلب مضطر آئینہ

ان حسینون کی نگاہ گرم کا اف رے اثر
ہو گیا اک آبلہ آخر سراسر آئینہ

خلق مین لازم ہے ہر شے کیلیے حسن قبول
ہو گیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ

کیون نہ کٹ جائے حسینون ہی کی نظارے مین دن
صبح اٹھکر دیکھتا ہی روئے دلبر آئینہ

اشک کیون آنکھون مین بھر لائے جو ٹوٹا دل مرا
ڈھونڈھ لینا اور کوئی اس سے بہتر آئینہ

شکل تغیر کا نہ چھوڑیگا مریض ہجر کو
دیکھتے ہی جاتا ہے شکل اپنی اٹھاکر آئینہ

ہمنے تم مین ہر ادا دیکھی نئی صبح وصال
صاف کہدو تمنے کیا دیکھا اٹھاکر آئینہ

تھا معما حسن کا پر حیف کچھ کھلتا نہین
دیکھتے ہین یہ حسین خلوت مین کیونکر آئینہ

دیکھنے بیٹھے تو ہو اس خود نما کا تم سنگار
بن نہ جانا فرط حیرانی سے تصویر آئینہ

ظاہر ہوئی جب تجھسے وفا اور زیادہ
ضد باندھ کے کی اُسنے جفا اور زیادہ

فرقت مین بڑھی جتنی پریشانی خاطر
گھٹتی گئی تاثیر دعا اور زیادہ

پر ظلم کے افسانے کا ادنی سا اثر ہے
مشہور چھپانے سے ہوا اور زیادہ

کرتا ہون طلب لکھ مین جب عوض غم مین
کہتا ہے کہ دے تجھکو خدا اور زیادہ

کس طرح نہ ہم درد محبت کو کرین ضبط
ہر سانس مین بڑھتا ہے مزا اور زیادہ

اب ہجر کے بیمار کو قسمت پہ ہے نازش
کرنے لگی ہے ناز قضا اور زیادہ




مرا جینا غمِ فرقت میں اک رازِ محبت ہے
کہ جو جو سانس آتی ہے وہ اعجازِ محبت ہے

جفائے دوست کی ہے یہ حقیقت پوچھ لے کوئی
وفا کی آزمائش کے لئے نازِ محبت ہے

تری ہر اک ادا میں دشمنی کے سیکڑوں پہلو
مری ہر اک روش میں حسنِ اندازِ محبت ہے

فراق و وصل دونو میں حیات دلکی لالے ہیں
اگر بچ جائے قسمت سے تو اعجازِ محبت ہے

مری برقِ وفا سے طور کا دامن بھی جل اٹھا
جسے رنجِ اثر کہیے وہ آوازِ محبت ہے

فراقِ دوست میں رونے کی تکلیفیں سر آنکھوں پر
مگر یہ کیا کروں آنسو جو غمازِ محبت ہے

زیارت گاہ اربابِ فنا وہ سر زمیں نکلی
جہاں پر زیرِ گردوں قبرِ جانبازِ محبت ہے

بنا تا جاتا ہوں دلکی لحد اور کہتا جاتا ہوں
نہ جانے انتہا کیا ہو یہ آغازِ محبت ہے

سمجھ میں چارہ گر کی کچھ نہیں آتا تمھیں سن لو
مریضِ غم کی جو ہچکی ہے اک رازِ محبت ہے

لبیں مرن کسی سے ہم نہ بولیں ہیں نہ بولینگے
کہ خاموشی میں پنہاں دفترِ رازِ محبت ہے

ہوئی برباد خاکِ دل ہوا میں جب تو وہ بولے
ابھی بگڑا ہی کیا ایسا یہ آغازِ محبت ہے

کوئی پوچھے جو شرحِ عشقِ جاناں کہدو اے محشر
خدائی میں یہی دلسوز دمسازِ محبت ہے

جفائے ناگہاں ہم پر کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
مزاجِ دوست اے محشر کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

طلسماتِ تغیر نے بنایا ہمکو دیوانہ
کہ احوالِ دلِ مضطر کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

تلون نے کیا اک حشر امیدوں کی دنیا میں
ہمارا وہ ستم پیشہ [illegible] کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

جسے بیمار ڈالا چارہ گر بھی اسکے بنتے ہو
زبانِ [illegible] کا گماں [illegible] کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

قیامت ہین اُمنگین انتظارِ شامِ وعدہ مین
وفورِ شوق سے دن بھر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

اُٹھا لی ہاتھ نے فصّاد کے نیشتر مجبوری
طراقِ کاوشِ نشتر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

کہانتک طول کھینچی شوق وہ پوچھنے کو بیٹھین گے
تمنائے دلِ مضطر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

خدا یاد آگیا آخر جفائے دستِ قاتل سے
دعا میری تہِ خنجر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

وہی ہم ہین وہی دل ہی مگر رنگِ خیال اپنا
کسیکی بزم سے اُٹھکر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

نہ غصّے کا پتہ پایا نہ محشر مہربانی کا
نگاہِ چشمِ افسون گر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

جب سے تھا لطفِ زندگی نہ رہے
وہ زمانہ وہ لوگ ہی نہ رہے

آہ موت پر فدا سب کچھ
کیا رہا جبکہ آپ ہی نہ رہے

دیکھ لی ہمنے بس عدالتِ عشق
غم سہے دل مین اور خوشی نہ رہے

حد بتا دیجئے ستم کی ہمین
ساری دنیا مین کیا کوئی نہ رہے

سب مین جانون اجل کو بلوا دو
بات بیمارِ ہجر کی نہ رہے

رہ کے دنیا کے عشق مین محشر
شیخ و واعظ سے دوستی نہ رہے

مری صورت سے اور سینے سے کیونکر عیان بیتابی
کہین شیدا لیے دل ہین دل شیدا لیے بیتابی

شبِ ہجران کی کیا ہم بھی جتائین کہ بتلا دو
کہو بیٹھے ہین جیسے حالِ درد افزا لیے بیتابی

پھرا ہر دن کروٹین بدلا کیا ہی یاد جانان مین
نہ سونا تھا نہ سویا رات بھر شیدا لیے بیتابی

بھلا ہو ہجر کی شب کا بھلا ہو یاد جانان کا
کہ راحت اور مرا دل [illegible] لیے بیتابی

[illegible] کہین کاہشِ جان شگی اٹھتی تھین
نہین معلوم کیا آفت [illegible] بیتابی

سکون درد پہ موت آئی مجھکو نیند کے بدلے
بڑا آرام پایا بعد مدت جائے بیتابی

نہیں معلوم کیا گذری جو محشر یہ دعا مانگی
خدا دشمن سے دشمن کو نہ دے اللہ رے بیتابی

کسے ناخواندہ مہمان کہتے ہیں پوچھو مری دل سے
نکلوایا گیا اکثر یہ معشوقون کی محفل سے

ہمیں ظاہر ہوا ہر وقت کی بیتابیٔ دل سے
یہ بیماری وہ ہے جسمیں کہ موت آتی ہے مشکل سے

ہنسی آتی ہے مجھکو چارہ سازونکی توجہ پہ
سمجھ لینگے خدائی راز گویا نبض بسمل سے

مصیبت اپنی اپنی اہل محشر بھول جاتے ہیں
وہ باتیں بے تکلف چھڑ گئیں مقتول و قاتل سے

فلک کے دور ہیں کیا جانیں کیسا انقلاب آئے
قرین مصلحت ہے دور رہنا اُن کی محفل سے

کیا موسیٰ نے وہ کار نمایان جو نہ ممکن تھا
اُبھارا نقش برق حسن کو بیتابیٔ دل سے

غم فرقت کی تاثیر اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
کہ ہمنے اپنے دلکو خود ہی پہچانا ہے مشکل سے

سفینے کو خدا حافظ نہ کہئے پھر تو کیا کہئے
کہ موجیں مثل پیغام اجل آتی ہیں ساحل سے

نکالا قدرت جذبات حسن و عشق نے ملکر
مہ کنعان کو اپنے گھر سے اور لیلیٰ کو محمل سے

وہ ساعت آگئی عالم دگرگون ہو نہ یا الٰہی
حضور اُٹھ جائے منہ پھیر کر پہلوئے بسمل سے

وہ خوش تقدیر کیونکر بیٹھنے پائے کہیں دم بھر
نہ پہچانا مزاج دوست جسنے رنگ محفل سے

حیات عشق ہیں محشر خدا وہ دن نہ دکھلائے
کہ جانا اور پھر زندہ پلٹنا کوئے قاتل سے

ہمراہ مری روح کے ایذائے تپش ہے
جو سانس ہے وہ دل کیلئے تازہ خلش ہے

فرما رہے ہیں کو جیٔے دلبر ہیں نہ جانا
اے حضرت ناصح یہ بھلا کیسی روش ہے

حرکت کسی صورت سے رکی ہے نہ رکیگی
جذبات ترے ناوک کی ہر دلمیں خلش ہے

دنیا کا ورق اُلٹا جو کروٹ کبھی بدلی — مشہور زمانہ ترے بسمل کی تپش ہے

مرنیکا کوئی ڈر ہی نہیں بادہ کشی میں
محشرؔ بھی عجب رنگ کا آزاد منش ہے

جلتا ہے غمِ عشق سے دل بھی ہے جگر بھی — اک آگ برابر کی ادھر بھی ہے ادھر بھی
محبوب سے کیا فائدہ عرضِ تمنا — جبتک نہ زبان میں ہو خداداد اثر بھی
پھوڑا ہوئی ہیں پسلیاں ہٹنا ہی دلسے — یون کروٹیں لین درد ادھر بھی ہے ادھر بھی
ہم جانتے ہیں ناز کی شوقِ نظارہ — یون دیکھ لیا انکو ہوئی کچھ نہ خبر بھی
یہ اہلِ وفا شوخیِ دلبر کے فدائی — پابندِ ادب جھکتے ہیں اُٹھتے ہی نظر بھی
زخمِ نگہ ناز وہ دیکھیں کہ نہ دیکھیں — کیا داد نہ دینگے مجھے اربابِ نظر بھی

اب دیکھئے کیون ہو حرکت قلب کی محشرؔ
کس منہ سے شبِ غم یہ کہا تھا کہیں مر بھی

مدتیں ہو گئیں ہیں چپ رہتے — کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے
جل گیا خشک ہو کے دامنِ دل — اشک آنکھوں سے اور کیا بہتے
بات کی اور منہ کو آیا جگر — اس سے بہتر یہی تھا چپ رہتے
دل کے ناسور کی یہ حد دیکھی — ہو گیا بند بہتے ہی بہتے
ہمکو جلدی سے موت کی مارا — اور جیتے تو اور غم سہتے
متغیر ہے عالمِ امکان — باقی ایامِ ہجر کیا رہتے

سبھی سنتے تمہاری اے محشرؔ
کوئی کہنے کی بات اگر کہتے

ہم ایسے آشنائے درد بھی دنیا مین کم نکلے
کہ جنکا چارہ گر سے حال دل کہتے ہین دم نکلے

کوئی بسمل کمال چارہ گر کا جب معرف ہو
کہ منہ سے اُف نہ نکلے دل سے پیکانِ ستم نکلے

بنانے بیٹھا ہون تصویر دلکی جی بہلنے کو
مگر یہ فکر ہی تیور سے شانِ ضبطِ غم نکلے

طوافِ کعبہ کا مقصود باطن محشر اب سمجھے
یہ سب اللہ والے عاشقِ حسنِ صنم نکلے

یہانتک ہم کی سعی اثر فرقت مین نالون سے
کہ خون آنے لگا پانی کے بدلے دل کی چھالون سے

پریشان خاطری کا اُنپہ عقدہ کسطرح کھلتا
جنھین دنیا مین دلچسپی نہین آشفتہ حالون سے

تلاشِ دوست مین جو جو مصیبت ہمپہ گذری ہی
ذرا اُسکا کوئی پوچھے حرم کے جانے والون سے

بہت دشوار ہین آسان مسائل بھی محبت کی
شکستِ دل کے معنی پوچھئے نازک خیالون سے

دو فورِ عشق مین ہم ساکن دنیائے حیرت ہین
تعلق ہنسنے والون سے نہ مطلب رونے والون سے

فغانِ اہلِ دل ہی رہنمائے منزلِ عرفان
خدا یاد آگیا اہلِ جہان کو میرے نالون سے

دکھا دونگی تلاطم بحرِ غم کا ہنسنے والون کو
ذرا لے چارہ گر پانی نکلجانے دے چھالون سے

فلک کو دیکھکر بھر لینگے آہِ سرد بھی محشر
اگر مہلت ملیگی سر اُٹھانے کی ملالون سے

کھینچ کر آپ اپنی ہی تصویر دیکھا چاہیئے
غم نے کی کس کس جگہ تاثیر دیکھا چاہیئے

خیریت ہی امتحانگاہ محبت سے بعید
جینے والون کا خطِ تقدیر دیکھا چاہیئے

حشر مین سنتی ہین وہ الٹینگے چہرے سے نقاب
چلکے سیرِ عالمِ تصویر دیکھا چاہیئے

آ گئے گر دشمن بھی بالین پہ بدلے عشق کی
آپکو ہو کسقدر تاخیر دیکھا چاہیئے

ظالم نے ہاتھ اٹھایا اعجاز دلبری سے
خنجر گلے پہ رکھا جب ناز دلبری سے

تاریخ مرگ رہان یاد آئے کیونکہ اُنکو
ہوش اُڑ گئے ہون جنکے آغاز دلبری سے

بیتابی جگر بھی کچھ دیر دیکھ لینا
فرصت کبھی جو پانا تم ناز دلبری سے

زور شباب سے وہ بجلی بنے ہوئے ہین
شوخی ٹپک رہی ہے انداز دلبری سے

آنکھون سے تا بہ شہرگ اور قلب سے جگر تک
پہونچا کہان کہان تک ناز دلبری سے

کھلنے پائین دونون آنکھین چل بسے ولو واعظ
بسمل ہوا ہی تیر اعجاز دلبری سے

کس نے بتون کو اپنا بندہ بنا لیا ہے
کعبے مین کون آیا انداز دلبری سے

موسیٰ کی زندگی پر اُلٹتے ہین ہوش محشر
جاتی ہے جان ورنہ آواز دلبری سے

جبتک کہ نہ مر جائینگے آرام نہ لین گے
زندہ ہین تو جینے کا کبھی نام نہ لینگے

قاصد نے کہی اچھی بری کچھ نہ پلٹ کے
کمبخت سے اب کوئی کبھی کام نہ لینگے

پہونچین گے اگر خیر سے تا عرصۂ محشر
پھر آنے کا دنیا مین کبھی نام نہ لینگے

دل لیتے ہی بس عہد وفا حرف غلط تھا
پھر ہمسے کبھی آپ کوئی کام نہ لینگے

محشر وہ نہ لین نامہ و پیغام ہمارا
کیا دل کی دعا بھی سحر و شام نہ لینگے

وہ خفا بیٹھے ہین سن سن کے صدا فریاد کی
کوئی اتنا کہدے یہ تعریف ہے بیداد کی

صرف تاثیر نوا سنجی کیا دل کا لہو
اسطرح ہمنے قفس مین خدمت صیاد کی

کون کہتا حشر کے دن داستان حسن و عشق
بلبلین کی تصویر ہمنے خاطر ناشاد کی

حشر برپا ہو گیا خواب عدم سے سب اُٹھے
ای خدا کس پر کیں سفاک نے بیداد کی

اُف ری شوقِ ذبح گردن پر چلی جب تیغِ ناز
دی صدا ہر قطرۂ خون نے مبارکباد کی

موت کیا شامِ شبِ فرقت کی گویا ایک پل
زندگی کیا ایک ساعت ہے تمھاری یاد کی

ہے اگر محشر غزل میں خواہشِ حسنِ قبول
چاہیے تقلید تم کو میر سے اُستاد کی

مانا کہ عمر بھر تجھے ڈھونڈا کرے کوئی
قسمت نہو جو راہ پہ تو کیا کرے کوئی

جینا وفورِ عشق میں مشکل ہے اور محال
مرنا بھی ہو نہ سہل تو پھر کیا کرے کوئی

سارے جہان میں موت پکار آئی شامِ غم
چلکر مریضِ عشق کو اچھا کرے کوئی

دراصل لطفِ زیست ہے ایذائے عشق میں
لیکن اگر خوشی سے گوارا کرے کوئی

یہ کہکے اُٹھ گئے مری بالیں سے چارہ ساز
درد ایک ہو تو اسکا مداوا کرے کوئی

مانا بُرا انھیں ہے خیالِ وفائے عہد
امید ٹوٹ جائے تو پھر کیا کرے کوئی

قیمت دلِ شکستہ کی ہے اک نگاہِ ناز
لازم ہے دیکھ بھال کے سودا کرے کوئی

دیوانگانِ عشق پہ عبرت ضرور ہے
دل میں خدا سے ڈر کہ تماشا کرے کوئی

ہر وقت شغل ہے انھیں ایجادِ ناز کا
فرصت کہاں کہ عرضِ تمنا کرے کوئی



گھٹی جاتی ہے طاقت ہر نفس میں ضبطِ بسمل کی
شکستِ رنگ سے آئینہ حالت ہو گئی دل کی

سنوارے حلقہ ہائے گیسوئے جاناں تصور نے
نکالیں ہمنے کیا کیا صورتیں آزادیِ دل کی

کہا احوال سوزِ دل کا خاموشی کے پردے میں
زبانِ شمع ہے گویا ادب آموز محفل کی

کیا اتنا تصور نجد میں مجنوں نے لیلیٰ کا
جدھر جاتا تھا پرچھائیں نظر آتی تھی محمل کی

دیارِ عشق کا ہر ذرہ طومارِ وفا ہوگا
ذرا برباد ہونے دیجیے مٹی مرے دل کی

نگاہ عام مین زندہ ہون لیکن باطناً مردہ
عدم کے رہبرونکو خواب مرگ آجاے جلدی سے
ہوا ہے خاتمہ باخیر کسکی سخت جانی کا
جمال حسن کے دیدار مین اللہ ری بیتابی

خدا دشمن کو بھی ایذا نہ دے بیتابی دل کی
کہانی چارہ سازو چھیڑ دو دوری منزل کی
پرستش ہو رہی ہی آجکل شمشیر قاتل کی
جواب برق کوہ طور ہر کروٹ ہی بسمل کی

نہ اٹھے بیٹھکر محشر زمین کوئے جانان سے
چلو اچھا ہوا مٹی ٹھکانے لگ گئی دل کی

وسعت بیان کیا ہو تری جلوہ گاہ کی
ہنگام درد ہجر نہ پوچھو کہان ہو مین
دی جائے کیون لکھے یہ نکیرین کے سزا
یہ نفخ صور ہو یہ ہمی عالم وجود
مدہوشی شراب محبت یہ مین فدا

قایم کہین یہ حد نہین ہوتی نگاہ کی
دنیا ہی اور ہے مرے حال تباہ کی
دل بھی تو ایک نقل ہے فرد گناہ کی
ہنگامہ خیز یان ہین ترے دادخواہ کی
دم بھر ہوئی نہ فکر ثواب وگناہ کی

محشر ہماری قبر اندھیری ہو کیا مجال
مٹی لئے ہین ساتھ کسی جلوہ گاہ کی

مرنے والو جینے والونکا تمھین کچھ ہوش ہی
سر بکف ساغر کھنچے آتے ہین دور بزم سے
جلوہ گاہ حسن تک جانا کوئی آسان نہین
فاتحہ پڑھکر نہ جانین تم ہنسے یار رو دیئے

حال سن سن کر تمھارا چپ ہو وہ خاموش ہی
شیشہ ٹوٹے کی صدا بھی کسقدر پرجوش ہی
ایسی ہمت کے لئے اے دل مقدم ہوش ہی
آج کیون مدفن شہید ناز کا گلپوش ہی

---

پہونچے شام شب غم پانہ قمر تک پہونچے

درد مین ڈوبی ہوئی آہ اثر تک پہونچے

بیخودی راہبر منزل مقصود ہوئی — اپنی گھر سے جب اُٹھے یار کے گھر تک پہونچے
کھل گیا واقعۂ طور سے دنیا بھر کو — تم وہان ہو کہ نہ جس جا پہ نظر تک پہونچے
اہل حسن ایسی ہی وادی کی ہین رہنے والے — ڈھونڈھنے والونکو جنکی نہ خبر تک پہونچے



ڈرتا ہے شام ہجر نہ روز سیاہ سے — دیکھا ہے تمنے دلکو مرے کس نگاہ سے
منظور رہو جو کوئی نہ دیکھے نگاہ سے — دل ہین ہمارے آئیے آنکھونکی راہ سے
اسرار شوق سینے مین نہان کئے ہوئے — موسیٰ پلٹ کے آرہے ہین جلوہ گاہ سے
بیماری فراق کے افراط ضعف مین — کیا کیا نہ ہم نے کام نکالے نگاہ سے
مانو نہ مانو حسن ادا کہہ رہا ہی صاف — تم دل مین آنے والی ہو آنکھونکی راہ سے
کیا جانے کہ پھر ہوا کیا حشر آہ کا — یہ علم ہو گیا کہ رہ گئی حسرت نگاہ سے
اتنی سی بات جسکی خدائی ہے منتظر — کیا باتین آج کرتے ہین وہ دادخواہ سے
کیون حال پوچھتے ہین وہ فرقت نصیب کا — جو دلکی آرزو ہی سمجھ لین نگاہ سے
ای شوق دید رکھ لے ذرا عزت سوال — مثل کلیم مین نہ پھرون جلوہ گاہ سے
جلنا لکھا ہی دل کے مقدر مین ہر طرح — سوز فراق سے ہو کہ برق نگاہ سے

راضی رضائے دوست پہ ہین بندگان عشق
مطلب ثواب سے ہے نہ بخشش گناہ سے

تم آتے پاس تو یون شرح آرزو کرتے — کہان یہ چشم کلیجے کا ہم لہو کرتے
کلیم صرف ارنی کہہ کے ہو گئے خاموش — ہزار رنگ سے مطلب کی گفتگو کرتے
وہ کہتے ہین کہ کوئی تو ضرور ہوگی غرض — کسیکو یون نہین دیکھا ہے دل لہو کرتے

تری زباں پہ فدا تیرے وعدے کے صدقے
تمام رات کٹی دل سے گفتگو کرتے

رموز عشق ہیں کیا گو مگو معاذ اللہ
کسی کو بھی نہ سنا صاف گفتگو کرتے

فلک کے دور میں کیا خوش نصیب ہیں ہم بھی
تمام عمر ہوئی خون آرزو کرتے

سمیٹ لائے ہیں کچھ خاک کوئے جاناں کی
حواس آتے تو پھر دل کی جستجو کرتے

یہ دن نصیب کہاں دور چرخ میں محشر
کہ دل میں آرزوئے ساقی و سبو کرتے

کیے دیتا ہے جدا عشق کا آزار کسے
ڈھونڈھتا ہے سر بالیں کوئی بیمار کسے

بزم میں واقعۂ طور بیان کر کے حضور
پوچھتے ہیں کہ ہے اب حسرت دیدار کسے

دردمند غم فرقت میں ہے دم بھی باقی
چارہ گر بیٹھے ہوئے کرتے ہیں ہشیار کسے

حاصل زیست سمجھتا تھا کوئی مرنے کو
رونے کو آئے ہیں غمخانے میں غمخوار کسے



کیا کہیں اسکے سوا اور حقیقت دل کی
اک نگاہ غلط انداز ہے قیمت دل کی

وہ بھی دن تھے کہ امنگ تو یہ خوشی تھی کیا کیا
ہائے کس منہ سے کریں آج شکایت دل کی

تمھیں سچ ہی سہی اک قطرۂ خوں ہے بس بس
اور کیا اسکے سوا ہوگی حقیقت دل کی

محفل دوست کو بس دور سے کر لیتے سلام
کیا خبر تھی کہ یہ ہو جائے گی حالت دل کی

ہنسی آتی ہے تمھیں دیکھ کے بیتابی پر
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت دل کی

ہیں تو ہیں تم بھی جو دیکھو تو نہ پہچان سکو
کیا سے کیا ہوگئی دو روز میں صورت دل کی

ہجر کی رات ہی کیا عمر رہے اک گردش
آزمانی ہمیں منظور رہے قدرت دل کی

آؤ پھر طور پہ اک بار چلیں اے موسیٰ
اتنی سی بات میں کیا گھٹ گئی عزت دل کی

اتنا کہکر کسی مجبور کا بس رک گیا دم — جی بھی سکتا ہی وہ جسپر ہو عنایت دل کی

خلوتِ دوست سے یہ کہکے اُٹھ آیا محشرؔ
اہل دل کیا یونہین سنتے ہین مصیبت دل کی

دل یہ کہتا ہو اب آتا ہے اب آتا ہی کوئی — شام سے تا صبح بند آنکھین کئے بیٹھے رہے

جان نثار دن یہ ہو ضبط غصہ بھی طرفہ ستم — اس سے کیا حاصل کہ تم دلمین لئے بیٹھے رہے

ہجر مین شور فغان ہی باعث افشائے راز — دلپہ رکھے ہاتھ لتنے کے لئے بیٹھے رہے

ایک ہم ہین اس ادا کو دیکھکر بیخود ہوئے — ایک تم ہو بادۂ گلگون پیئے بیٹھے رہے

محشرؔ ایسونکی دماغ و دلکی قدرت پر نثار
محفل دلدار مین جو مے پیئے بیٹھے رہے

انتہائے عشق یہ ہے غم مزا دینے لگے — ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے

اور بھی بگڑا مریضانِ محبت کا مزاج — جلد ہی جلدی چارہ گر جو دوا دینے لگے

حسن کی دنیا کے لوگون مین سیاست دیکھئے — بے خطا پایا جنھین اُنکو سزا دینے لگے

اہل دل کی آہ سے پردے حریم حُسن کے — اسطرح پر آئے جنبش مین ہوا دینے لگے

اہل دل کی گفتگو مین چاہیئے اتنا اثر — سن لے پتھر بھی تو اُف اُف کی صدا دینے لگے

آہ سے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال — وہ جواب اسطرح ایک ایک بات کا دینے لگے

بس بس اے عشق تو ابھی اثر کی حد ہوئی — ہمصفیر آواز پر میری صدا دینے لگے

جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہی — چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

دلبری بھی عشق مین ہی کیا ہی احسان عظیم
محشرؔ اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

گذر محال ہے کوئے یار راہ میں ہے
قدم قدم پہ نشان ہزار راہ میں ہے

شہید ناز کی لاش اٹھی ساتھ ہیں سب
حضور ہی کا فقط انتظار راہ میں ہے

چلا ہے کون یہ گلگشت کو چمن کی طرف
قدم قدم پہ تصدق بہار راہ میں ہے

اٹھا کے اندھیاں آہوں سے جان دی کیسے
سواد ملک عدم تک غبار راہ میں ہے

میان منزل عشق اسکی ہے خبر کس کو
کہ کون رہزن صبر و قرار راہ میں ہے

ملی نہ منزل الفت کی انتہا محشر
ازل سے جو ہی غریب الدیار راہ میں ہے

دے چکا جوش جنون جب اذن بربادی مجھے
ہو گئی دنیا و ما فیہا سے آزادی مجھے

جا کے صحرا سے جنون میں پائی سو آزادیان
کیا ہی راس آیا ہے شغل خانہ بربادی مجھے

سر بکف آیا ہوں میں صدمہ نگاہ ناز کا
ہان ذرا دکھلایئے تو شان جلادی مجھے

اسقدر رونا پڑا ہے آخر آنکھیں بہ گئیں
اب نہ دکھلا نا خدا یا صورت شادی مجھے

چپ رہا ہوں محشر گو کہ دل پر لاکھ دنیا کے غم
شرم اسکی ہے کہ کوئی نہ فریادی مجھے

تمسے اک عالم کو اظہار غرض کا جوش ہے
صدقے اس تسکین کی حسرت پر کہ جو خاموش ہے

حشر تک ناہم تصور کی نہو یارب سحر
آج کسکا سر ہے اسکے زینت آغوش ہے

فاتحہ پڑھکر نہ جانے تم ہنسے یا رو دیئے
آج کیون مدفن شہید ناز کا گلپوش ہے

یون دکھاتے پھرتے ہیں تازہ جوانی کی بہار
آجکل شام و سحر ملوار زیب دوش ہے

---

ہر اک جملہ زبان پر میری بیتابانہ آتا ہے
کسی سے جبکہ ذکر سوزش پروانہ آتا ہے

مری شوریدگی وجہ تماشا ہے زمانے کو
جدھر جاتا ہون سب کہتے ہین وہ دیوانہ آتا ہے

دلیل خانہ بربادی ہی یہ انداز وحشت مین
جہان مین ہر جگہ مجھکو نظر ویرانہ آتا ہے

وتیرہ اہل عشق اتنا ہی کافی ہی محبت مین
کہ شعلہ سرو قد اُٹھتا ہے جب پروانہ آتا ہے

سراپا چشم بنکر محفل دلبر مین آئینہ
پئے نظارۂ انداز معشوقانہ آتا ہے

جہان روتے کیسکو دیکھتا ہی کوئی دنیا مین
مری مردہ دلی کا یاد اُسے افسانہ آتا ہے

ہنسی بے اختیار آتی ہے ہر اک سننے والے کو
زبان غیر پر جب عشق کا افسانہ آتا ہے

سنبھل بیٹھو ذرا اے سننے والو میرے قصے کے
قیامت ہو گی ذکر فرقت جانا نہ آتا ہے

خدا معلوم کافی ہو نہ ہو میدان قیامت کا
لئے اک عالم وحشت ترا دیوانہ آتا ہے

قدم رکھنا نہین آسان تجلی گاہ الفت مین
اجل کی رہبری سے شمع تک پروانہ آتا ہے

ہر اک ذرہ ہی قبرستان کا محشر عالم دیگر
بظاہر ہمکو غفلت سے نظر ویرانہ آتا ہے

پاؤن مین صحت موافق ہوا اگر تقدیر بھی
خاک سے بدتر ہی ورنہ چارہ گر اکسیر بھی

صاف تو یہ ہی مکرنے والے سے کچھ بس نہین
کیا ملا وعدے کی اُسنے گو کہ لی تحریر بھی

جب تم آنا حشر مین اپنی صفائی کے لئے
احتیاطاً ساتھ رکھنا خون بھری شمشیر بھی

ہان اتنی ہی نازک مزاجی ہی تو پھر کیا پوچھنا
ہاتھ اُٹھائے لیتے ہین جلنے سے بے تقصیر بھی

جل گیا جب طور برق حسن سے سمجھے یہ ہم
کیا بُری شے ہی زیادہ گرمی تقریر بھی

اک تصور رد و طرفہ ہی کام کیونکر بن سکے
دیکھتے ہین زخم دل بھی کھینچتے ہین تیر بھی

ہمکو محشر امتیاز دوست دشمن کیون نہو
ہی وفا بھی دل مین پیوستہ کسیکا تیر بھی

آنسوؤں تک ساتھ آنکھیں کھو چکے | ایک دل کو وہ طرح سے رو چکے

دم الٹتا ہے تمہارے ضبط سے | تو ہنسو بھی کھل کے ہم رو چکے

جب شب ہجر آ گیا تیرا خیال | دل پکار اٹھا اٹھو بس سو چکے

مر گئے ارمان تو بدلا دل مرا | جو ہمیں روتے ہم انکو رو چکے

ختم ہے ہر اک مصیبت بعد حشر | اے خدا یہ دن بھی جلدی ہو چکے

ہے لہو کا اثر راحت میں بھی | نیند ابھی آئی ابھی وہ سو چکے

صبح حشر آئی ہے اے محشر اٹھو
پہلوئے غفلت میں برسوں سو چکے

مر مٹوں پر چرخ کی بیداد ہے | یہ دہان قبر سے فریاد ہے

کہہ رہے ہیں عندلیبان قفس | قید ہیں نالہ مگر آزاد ہے

یہ تماشا دیکھنے آئے ہیں ہم | کون بزم دوست میں ناشاد ہے

حشر میں کیوں مانع شکوہ ہو تم | جو ہو وہ اپنی جگہ آزاد ہے

وہ شب وعدہ ہیں خواب ناز میں | اس طرف فریاد پر فریاد ہے

داد لینگے تجھ سے غم کی اے فلک | شام فرقت ہم ہیں اور فریاد ہے

حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا | ہاتھ ہے اور دامن جلاد ہے

پھر نہیں معلوم محشر کیا ہوا
بس نقاب اس رخ سے اٹھنا یاد ہے

دل بھی مانگو مرا اور آپ ہی شرماؤ بھی | واقعی تم بڑے ہشیار ہو بس جاؤ بھی

کوچۂ یار میں یا مر گئے یا وصل ہوا | کچھ تامل نہ کرو حضرت دل آؤ بھی

جو حسین ہیں انھیں پابندی ایمان کیسی | وعدۂ وصل کی تم جھوٹی قسم کھاؤ بھی

رند و زاہد سے الگ رکھو طریقہ اپنا
محفل دہر سے محشر یہیں اٹھو آؤ بھی

ہم اُنکے ظلم پہ چپ ہیں گلا نہیں کرتے | مگر ستم ہے وہ خوفِ خدا نہیں کرتے
ہر اک امید ہماری ہے تجھسے وابستہ | کسی سے تیرے سوا التجا نہیں کرتے
وہ کہہ رہے ہیں مریضانِ ہجر سے ہنسکر | علاجِ خوبیٔ تقدیر کا نہیں کرتے
مجھی سے کہتے ہیں ہاتھوں میں ملکے خون مرا | تمنائے شوخیٔ رنگِ حنا نہیں کرتے
اسی سے ہم ستم ایجاد تم کو کہتے ہیں | جو ہو چکی ہے کبھی وہ جفا نہیں کرتے
فغاں سے اپنی غرض ہے بیانِ حالتِ دل | شکایتِ ستمِ دلربا نہیں کرتے
جوابِ خط نہ لکھیں وہ مگر یہی لکھیں | کہ ہم کسی کو کبھی خط لکھا نہیں کرتے
مریضِ دردِ محبت کا اب خدا حافظ | وہ وقت ہے کہ اعزا دوا نہیں کرتے

زبان شمع ہو اپنی زبان اے محشر
بیانِ سوزِ غمِ جانگزا نہیں کرتے

مر گئے ہم مگر یہ خو نہ گئی | تمہیں مرنے کی آرزو نہ گئی
کبھی اون کو گلے لگایا تھا | آج تک پیرہن سے بو نہ گئی
حشر میں بھی ہیں تیوریوں پر بل | تیری اب تک ستم کی خو نہ گئی
گئے ہوش و حواس وصل کی صبح | پھر ملو تم یہ آرزو نہ گئی
زورِ دستِ جنوں کا کم نہ ہوا | ہمکو بھی عادتِ رفو نہ گئی
اب تصور میں ڈھونڈتا ہوں اُسے | تھک گئے پاؤں جستجو نہ گئی

نہ کیونکر روؤں میں تقدیر بھی کچھ اور کہتی ہے
دمِ وعدہ تھی ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے

خوشی اور غصہ دونوں ہیں باہم ترے تلون میں
نظر کچھ اور کہتی ہے ہنسی کچھ اور کہتی ہے

اوڑا کر ہوش میرے دلکو بھی سینے سے لیتا جا
ارے بے دید چشمِ مست اپنی کچھ اور کہتی ہے

فراقِ دوست میں صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھوں سے
مگر آفت یہ ہے دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے

مریضِ ہجر لطفِ چارہ گر سے مطمئن کیوں ہو
مرے ششدر کی وقتِ جانکنی کچھ اور کہتی ہے

دعائیں مانگتے ہیں دوست میرے اچھے ہونے کی
مگر تکلیف دل کے درد کی کچھ اور کہتی ہے

خداوندا بخیر انجام کرنا شام وعدہ کا
دلِ پرشوق کی بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے

بظاہر پارسائی کا بڑا دعویٰ ہے ششدر کو
مگر رندوں سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

پایا یہ لطف حسرتِ وصلِ حبیب سے
تڑپے ہیں تیرِ قلب و جگر پہ رقیب سے

حافظ خدا ہے ہجر میں اسکی حیات کا
نفرت ہے جس مریض کو نام طبیب سے

ارباب دل سے دردِ محبت کا قول ہے
مر جائیے رجوع نہ کیجے طبیب سے

اللہ رے تعلقِ خاطر شبِ فراق
آتی ہے روح جسم میں نامِ حبیب سے

جینا وبال ہو گیا مشکل ہوئی ہے موت
باز آئے صحبتِ دل نفرت نصیب سے

رفتارِ ناز حشر کا ہنگامہ کر گئی
گذرا ہے کون میری لحد کے قریب سے

دورِ فلک میں جیتے ہیں کس طرح اہلِ دل
پہچانے ہم کبھی کسی آفت نصیب سے

سمجھائے دیتے ہیں تجھے او بانیِ ستم
ڈرنا ضرور چاہیئے آہِ غریب سے

آخر خدا کا نام ہی ششدر یاد ہو گیا
پوچھو فراقِ دردِ دل عندلیب سے

جیتا ہوں اب پہ میرے یہ دشمن بھی کہتے ہیں
ششدر تجھے خدا ہی ملائے حبیب سے

بڑھا کر دل نے الفت اک حسین سے
عداوت باندھ لی آخر ہمین سے

اگر ہم بات پر آئین رلا دین
تمھین بھی قصۂ قلب حزین سے

نہ چھیڑو میرے دل سے قصۂ وصل
ہنسی اچھی نہین اندوہگین سے

چلین عاشق علاج سوز دل کو
حنا چھٹتی ہے دست نازنین سے

سوال وصل پر چپ ہو کے اسنے
کہی دل کی نگاہ شرمگین سے

جواب اشک و سیماب اپنا دل ہے
کہ گر کر پھر نہین اٹھتا زمین سے

دل نازک کی اللہ رے مسرت
وہ ٹھکراتے ہین پائے نازنین سے

جہان شک تھا ترے نقش قدم کا
اٹھا محشر مرکر اُس زمین سے

جانتے ہین کہ محبت کا مآل اچھا ہے
تیرے عشاق کا ہر حال مین حال اچھا ہے

جان و ایمان کی طلب ورد اُنھی کی
چشم بد دور یہ انداز سوال اچھا ہے

ہمنے جلکر صفت شمع نہ دیکھا کچھ بھی
لوگ کہتے ہین کہ ایذا [illegible] کا مآل اچھا ہے

دل سے جاتی رہی ایذائے غریب الوطنی
ہمنے جب سن لیا اسبا[illegible] کا حال اچھا ہے

زندہ چھوڑے گی نہ بیمار کو ہرگز یہ خوشی
دفعتہ آپنے کیون کر [illegible] یا حال اچھا ہے

سبزۂ الوغم دلدار مین بیٹھو محشر
کہ یہ آئینۂ نیرنگ خیال اچھا ہے

ہوگئی ساری خدائی آہ کی تاثیر سے
دل مرا زخمی ہوا الفت مین ایسے تیر سے

پہلے اسکے ہاتھ مین آج کی شوخی نہ تھی
یہ اڑایا رنگ مانی نے تری تصویر سے

ہجر کی شب ہر گھڑی تھی اسقدر سوہان روح
چاہتا تھا دم نکل جائے کسی تدبیر سے

ہر ادا اُس نے دکھائی اپنے محو حسن کو — مدعا یہ تھا کہ مرجائے کسی تدبیر سے
اُسکے منھ پر نور دونا کیون نہو بعد فنا — آپ جسکو قتل کر ڈالین نگہ کے تیر سے
ابتدائے عشق مین سمجھے تھے ارمان جنکو ہم — نکلے سب وہ درد آخر خوبی تقدیر سے

مٹ گیا محشر غم تنہائی و داغ فراق
ایسی دلچسپی ہوئی اس شوخ کی تصویر سے

چلے وہ تیر نہ جس سے کہین پناہ ملے — خطا یہ تھی کہ کہا تھا ذرا نگاہ ملے
ہجوم یاس جو دم بھر کو دل سے ہٹ جائے — تو لب تک آنے کی حرف دعا کو راہ ملے
یہ جستجو لیئے پھرتی ہے حشر مین مجھکو — کوئی تو دوست دم پرسش گناہ ملے
حواس اُڑ گئے جب دیکھی برہمی کی ادا — نہ جانے کیا ہو جو اُس شوخ سے نگاہ ملے
وہ ناتوان ہون نکلجائے روح آنکھون سے — سوئے سپہر بھی اچانک اگر نگاہ ملے
ہین اپنے تار نظر کی بنا رہا ہون نقاب — یہ مدعا ہے مجھی سے تری نگاہ ملے

دل اُنکا دیکھنے کا محشر کب گوارا ہی
خدا کرے کہ اثر سے نہ میری آہ ملے

چشم پر نم ہاتھ دلبر رنگ رخ تغیر ہے — آپکے بیمار کی تصویر کیا تصویر ہے
موت عاشق کیلئے آسان مگر مشکل ہی ہجر — دلکو ضبط آہ بھی گویا قضا کا تیر ہے
کچھ سمجھکر عکس کی صورت وہ دلمین آئے ہین — جانتے ہین آئینہ رونق وہ تصویر ہے
حال دل پر جسقدر تمسے ہنسا جائے ہنسو — خیر دیکھا جائیگا آج آہ بے تاثیر ہے
مدعا یہ گر کی کوشش بچانے ارا ہی ہمین — یہ اُسکے ہاتھ سے نکلیگا جس کا تیر ہے
مرچکے کا حشر مین کیون آتا ہی محشر کوئی — کسکی یہ جرمی قیامت مین گریبان گیر ہے

حسن کی جلوے میں کیا حیرت فزا تاثیر ہے
محفل جاناں میں جسکو دیکھئے تصویر ہے

آپ نے بھی کچھ سنا افسانہ گو نے کیا کہا
ساری محفل رو اٹھی وہ درد افزا تقریر ہے

جذبہ کیا کوئے دوست کا مجھے بتلائے کون
شوق دامنگیر ہے یا موت دامنگیر ہے

وہ جسکے درد محبت میں مسیحا کا بھی جواب
اپنے ہی آئے کہ جسکے ہاتھ میں اکسیر ہے

میرے غمخانے کی آبادی نہ پوچھ [illegible]
ایک میں ہوں اک کسی محبوب کی تصویر ہے

کھینچ لینا سینے سے اک سانس میں [illegible]
پاس صرف اسکا کیا ظالم کہ تیرا تیر ہے

اے شب غم اسقدر تیرے طول سے گذری کیا
شام کے پہلے ہی جسکا رنگ رخ تغیر ہے

[illegible] صحبت [illegible] میں بھی جو اس آئیں تو خیر
ہم نہ پوچھے کوئی درد دل کی کیا تاثیر ہے

دوستو آکر کہو [illegible] کو دکھائیں ہم [illegible]
محفل جاناں میں جیتی جاگتی تصویر ہے

شباب آتے ہی دیکھے کوئی ادا ان کی
کہ اور ہو گئی کچھ چشم فتنہ زا ان کی

جہاں میں جسے سنئے وہ جان دیتا ہے
کسے بچائے کسے مرنے دے ادا ان کی

سوا حضرت ناصح میں اور کیا کرتا
وہ جو کہا کیے بیٹھا سنا کیا ان کی

اسے [illegible] دل رمز آشنا سمجھتا کون
ادا اشاروں میں جو کر گئی ادا ان کی

یہ جذب کشش حسن اسکو کہتے ہیں
نگاہ ملتے ہی دل لے گئی ادا ان کی

رگوں سے کھینچ کے دم آنکھوں میں آگیا [illegible]
اب اور دیکھیں دکھاتی ہے کیا جفا ان کی

یہ دل [illegible] میں تصویر جاناں دیکھنے والے
اری کچھ [illegible] سے بول اٹھ [illegible] حیران دیکھنے والے

مبارک [illegible] اپنی آنکھوں کو بھولے جاتے ہیں
[illegible] اور یار کو دست و گریباں دیکھنے والے

کوئی اتنا دکھا دے تو گرفتارانِ الفت کو
سحر کرتے ہیں کیونکر شام ہجران دیکھنے والے

سمجھ لیں گے اپنے آپ ہی اندازہ ایذا کا
نہ پوچھیں حال مجھ سے غم نہان دیکھنے والے

قریب صبح نیرنگ فلک بھی دیکھنا ہوگا
رہیں ہشیار رنگ بزم جانان دیکھنے والے

امید و یاس کا دیکھو تماشا اپنے کوچے میں
کہ کیسے چپ کھڑے ہیں دشمن جان دیکھنے والے

نہ آنکھیں بند ہوتی ہیں نہ ہے دیدار کا یارا
بڑی مشکل میں ہیں تکو مری جان دیکھنے والے

مذاق بے محل ہے وحشیو یہ بھی نہیں ہوگی
ہنسی روکے رہیں چاک گریبان دیکھنے والے

چلو محشر غم فرقت کا انسے ماجرا پوچھیں
جو زندہ بچ گئے ہیں شام ہجران دیکھنے والے

آ گیا غش دیکھ کر اس شوخ کی محفل مجھے
پھر گئی تقدیر پہونچا کر سر منزل مجھے

سانس لینا بھی ہجوم شوق میں دشوار تھا
لے گیا یوں اس گلی میں اضطراب دل مجھے

چپکا بیٹھا دیکھتا تھا جلوہ تمکین ناز
دفعتہ شوخی نے تیری کر دیا بسمل مجھے

کیا ہی بزم میں آیا ہے میرا بے تکلف بیٹھنا
خود اٹھانے کو اٹھا وہ رونق محفل مجھے

پھر ادائیں تیری سو جلوے ہیں رشک ماہ طور
یہ نہیں معلوم کس نے کر دیا قاتل مجھے

لاکھوں طعنے دیتے ہیں پھر بھی پہ زلف کی
کیا پریشان کر رہا ہے اضطراب دل مجھے

صبح شام ہجر محشر انتہا مرگ ہے
ایک مشکل کٹ گئی باقی ہے اک مشکل مجھے

خوش ہوا انکا اگر حسن شباب آنے کو ہے
موت تیری اے دل خانہ خراب آنے کو ہے

اور ہی صورت پہ ہے کچھ دن کے عالم کی رونق
یا قیامت یا زمانہ عہد شباب آنے کو ہے

ہجر میں نالے ہیں مثل صدائے صور ہیں
ہوشیار اے اہل دنیا انقلاب آنے کو ہے

کوئی حد بھی آخر اخفاے رموز عشق کی
نام تیرا لب پہ وقت اضطراب آنے کو ہے

ڈر کے مارے حشر مین دامان قاتل چھٹ گیا
جبکہ تیور سے ہوا ظاہر عتاب آنے کو ہے

گدگدانے کی انھین محشر سزا پاؤ گے تم
جسقدر آئی ہنسی اتنا عتاب آنے کو ہے

اس ستم پیشہ کو حسرت رہ گئی تعزیر کی
ہمنے خود ہی جان دیدی جب کوئی تقصیر کی

پر خطر ہی کس قیامت کا مرادشت جنون
ہر قدم پر بیٹھی جاتی ہے صدا زنجیر کی

صبحدم آئینے کو دکھلا دی بیداری کی شکل
بات رکھ لی تمنے میرے نالہ شبگیر کی

اپنے اپنے جذب پر قلب و جگر مین بحث ہی
ہمکو ہوگی مفت بدنامی شکست تیر کی

لیجیے اے حضرت دل قاصد آیا نامراد
آرزو سی آرزو تھی آپ کو تحریر کی

آپکے ہاتھوں سے ایذا مین بھی بڑھ جاتا ہی لطف
جانستان ورنہ خلش ہوتی ہی نوک تیر کی

انتہا سے یاس اسیکا نام ہی اے ناز دوست
بیرخی بھی اٹھ گئی جو تھی مری تدبیر کی

شام وعدہ بہر آرائش ادھر زلفین کھلین
ہم ادھر سلجھانے بیٹھے ہین گرہ تقدیر کی

عشق مین محشر بنی اچھی بری کوئی نہ بات
زندگی کچھ بڑھ گئی مرنے کی جب تدبیر کی

جلا اف دل کا ابھی کرتی ہی دعا میری
مزا دکھاؤنگا سن لیگا جب خدا میری

لگا کے ہاتھ ستمگر نے راہ لی اپنی
مین پوچھتا رہا آخر کوئی خطا میری

جلا لیا مجھے آیا جو دیکھنے دم نزع
نگاہ یار سے شرمندہ ہی قضا میری

کیا ہی وعدہ وصل اسنے آگے قسمت ہی
جدا ہوا کام تھا وہ کر چکی دعا میری

خدا کرے کہ نہ دیکھے نگاہ غیر کبھی
وہ بیرخی تری ظالم وہ التجا میری

جو زندگی ہو تو انجام دیکھنا محشر
اُٹھین ستم ہو مبارک تجھے وفا میری

سو بلائین ساتھ لیکر شام فرقت آئیگی
اسطرح آئیگی جسدن اُنکی شامت آئیگی

جاتے جاتے جائیگا غصہ مزاجِ یار سے
آتے آتے کام سیرے مری منت آئیگی

ای دلِ پر شوق کبتک جستجوی وصل دوست
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ جب نیک ساعت آئیگی

شامِ وصل آکر یہ مژدہ دے گئی مجھکو اجل
ہم بھی ہمراہ آئینگے جب صبح فرقت آئیگی

سمجھین گے بیمارِ غم گویا کہ زندہ ہو گئے
جسدن آنکھین کھولنے کی اُنمین طاقت آئیگی

ہے بے پردہ ناگہا ای جلوہ رفتار دوست
دیکھ ہی لینگے تجھے جسدن قیامت آئیگی

اُس ستمگر سے عبث ہی شکوہ بیداد آج
چپ رہو محشر کبھی آخر قیامت آئیگی

محبوب جانتا ہون مین دلکو وہ ناز ہے
اور کیون نہو کہ اسمین نہان تیرا راز ہے

افتادہ مین یان لیگئی ہون جب اصولِ عشق
کس منھ سے پھر کہین کہ فلک فتنہ ساز ہے

لاتا ہی کوئے دوست مین مجھکو ہزار بار
سچ پوچھئے تو دل بھی عجب حیلہ ساز ہے

واعظ سے اتنا سنتے ہی کیا خوش ہوے ہین یہ
جبتک کھلی ہی آنکھ در توبہ باز ہے

ہم مرگئے مگر نہ ملا اسکا کچھ پتا
گیسوئے دوست یا شبِ فرقت دراز ہے

ٹھوکر سے گردکرد وہ مسیحا کا معجزہ
جب جانین تمکو زور جوانی پہ ناز ہے

محشر وداعِ صبر کا ہنگام آگیا
وہ شوخ آج کھینچے ہوئے تیغِ ناز ہے

آئینے مین دیکھکر اپنا شباب اتنے ہوئے
ڈال لی منھ پر نقاب حسن شرمانے ہوئے

ہجر میں اس ہاتھ کو جامہ دری سے کام ہے
یاد کر لینا ادائے جیب فرقت میں تم
پوچھتے ہیں نزع میں احباب کیوں حالت مری
خوش دلی کی محفل جاناں نہیں حد کا ہی کو تھی
اس نگہہ کو دل میں رکھ لیجے اگر قابو چلے

صبح وصلت جس میں تھا دامن ترا جاتے ہوئے
اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے بھی شرماتے ہوئے
ٹوکنا اچھا نہیں ہوتا کہیں جاتے ہوئے
کچھ دل الجھانے پہ دیکھے نہ کھلاتے ہوئے
بیٹھنے خلوت میں تمھیں دیکھا نہ شرماتے ہوئے

دیر تک روکا انھیں محشر یہ کہکر صبح وصل
اس طرف پھر دیکھ لیجے اک نظر جاتے ہوئے

کس سے کہوں کیا خلش قلب و جگر ہے
شیشے سنگ سے دیتی ہیں یہ درد جہاں سے
باتیں تری تصویر سے بھی ہونے لگیں گی
آئینہ ہوئے جاتے ہیں ہر قلم کے جوہر
جوہر ہائے دو شیشہ ہیں سینۂ سیم گل میں

ہر آبلہ سینے میں مرے درد کا گھر ہے
اب میں نہ کہوں گا کہ مرے درد جگر ہے
تقریر ہماری ابھی خوباں پہ اثر ہے
جس روز سے اپنی لب قاتل پہ نظر ہے
ہم پوچھتے پھرتے ہیں در یار کدھر ہے

محشر ستم ناز بتاں کو ہو ترقی
جب اہل وفا ہیں انھیں کس بات کا ڈر ہے

شب غم بہت رو لیے جب رونے والے
فدا ہو گئے جیب میں رونے والے
وفا حاصل زندگی جانتے ہیں
قیامت تھا انداز تسکین کسی کا
نصیب جیب ہو در دیکھو بنائیں

اٹھے آہ آنکھیں ملتے ہوئے سونے والے
سلامت رہو تم خفا ہونے والے
جفا و ستم پر تری فدا ہونے والے
کہے ساختہ ہنس پڑے رونے والے
ہمیں ہنسنے والے ہیں رونے والے

نہ ہوگا کوئی مائل رحم محشر
خدا جانے کیا سمجھے ہیں رونے والے

دل زلف پرشکن سے جائے کدھر نکل کے
بچھے ہوئے ہیں پھندے ہر گام پر اجل کے

ہم ہوں کہ دل ہمارا شمعیں ہوں یا پتنگے
جو تھا سحر کو اُٹھا محفل سے تیری جل کے

ذکر قیامت اُسنے چھیڑا ابھی تھا کہ اُٹھے
رفتار ناز دیکھی ہمنے یہ چال چل کے

نازک ادا نے میرے نازک دلوں کی خاطر
بنوائے فرش کرکے ناوک بھی ہل کے ہل کے

دل ٹانگنے کا ہمنے اچھا جواب پایا
بس اب نہ کھانا ظالم ہاتھوں سے پھول مل کے

کیا لطف دے رہا ہے [illegible] تیرا اُٹھنا
نشہ کی بیخودی ہیں گرنا سنبھل سنبھل کے

معشوق قدرداں ہیں محشر نہ ہے مقدر
آئے [illegible] بسا ہیں چل کے

لاکھ اُٹھیں پھر کے سر پر ہم نہ اُکتاوینگی
چپکا کب بیٹھنے دیتی ہے شرارت اونکی

دیکھئے نام کرے کون وفاداری میں
دیدہ و دل کو برابر ہے محبت اونکی

صبح ہونے کا تصور نہ اجل کا کچھ ڈر
دھن لگی ہے ہمیں شام شب فرقت اونکی

کسقدر جلد کٹی ہجر کی رات اے محشر
چھیڑ دی بیٹھ کے جب دل سے حکایت اونکی

سب سے چھپنا اگر ہے خو تیری
کیا کرے کوئی جستجو تیری

پھر کسی پر ہو کیوں نگاہ کرم
ستم عام اگر ہے خو تیری

اثر اتحاد باطن دیکھ
ہے گل زخم دل میں بو تیری

[illegible] کردیں نہ [illegible] دل
ہم ہیں اب اور جستجو تیری

جتنی ایذائیں ہجر میں جھیلیں — سب کی شاہد ہے آرزو تیری
وعدہ کیا چیز اور وفا کیسی — صاف کہتی ہے گفتگو تیری
تیر سینے سے کسطرح کھینچوں — لپٹی جاتی ہے آرزو تیری

چپ ہو کیوں کچھ جواب دو محشرؔ
پوچھتے ہیں وہ آرزو تیری

کہدے کوئی مکیں عدم کے سفر میں ہے — کیوں سب پکارے جائیں ارے کوئی گھر میں ہے
ہاں اک نظر ادھر بھی جدائی کا واسطہ — لایا خدا وہ روز کہ خنجر کمر میں ہے
قبضہ ہے اپنا وادیٔ ایمن سے طور تک — روشن ہے جس سے دل وہی جلوہ نظر میں ہے
اے چارہ ساز اتنی ہی مدت ہے زیست کی — جبتک کہ درد عشق ہمارے جگر میں ہے
اللہ رے اضطراب ترے انتظار میں — اک پاؤں باہر ایک مرا پاؤں گھر میں ہے
یوں اٹھکے بزم ناز سے جاتا ہوں کامیاب — ایک ایک ادا حضور کی میری نظر میں ہے
دل مرگیا بھلا ہو ترا اے شب فراق — اب کیا کہیں کہ کون امید سحر میں ہے
کردونگا ضبط غم پہ تصدق فراق میں — سرمایہ جسقدر کہ مری چشم تر میں ہے
پھر اشتیاق ذبح کو ہم بھی کریں سلام — کہدو فقط دکھانے کو خنجر کمر میں ہے

محشرؔ یہ دیکھو رفعت معیار انجمن
(کرسی ؟)
ہر رکن آج بزم جناب جگرؔ میں ہے

ہر غم تازہ پہ ٹھنڈی سانس بھرتے جائینگے — زندگی کے مرحلے یونہیں گذرتے جائینگے
آنکھوں تک آئے ہوئے آنسو پلٹنے دیجئے — رفتہ رفتہ دل کے سب ناسور بھرتے جائینگے
امتحاں ہے پوچھکر راہ وفا کے دوست میں — ہر قدم پر سانس لے لے کر ٹھہرتے جائینگے

له جناب مرزا [illegible] عباس علی خان صاحب

خلوت جاناں میں پہونچا دی ذرا اے شوقِ دل
ڈرتے بھی جائینگے اور باتیں بھی کرتے جائینگے

سنتی ہیں ہر سلسلے کی انتہا بھی ہے ضرور
مرنے والے کیا وہیں ذرات مرتے جائینگے

حشر میں وہ چپ رہیں یا میں یہ ممکن ہی نہیں
شکوے بڑھتے جائینگے جتنا کہ کرتے جائینگے



دل جگر پر جسقدر تیر انکے چلتے جائینگے
اتنے ہی حرفِ دعا منہ سے نکلتے جائینگے

دونو پہلو اے شبِ غم ابتو پھوڑا ہو گئے
ہم کہاں تک کروٹیں آخر بدلتے جائینگے

انتظارِ دوست میں اے اضطرابِ شوقِ دل
دیکھتے جائینگے در کو اور ٹہلتے جائینگے

تلوؤں کی ایک ایک رگ میں گو کہ سو سو خار ہیں
پھر بھی راہِ شوق ایسی ہے کہ چلتے جائینگے

غمکدے میں خیریت دلکی منانی چاہئے
خود بخود بیمار فرقت کے سنبھلتے جائینگے

انکے تیور دیکھتے جائینگے وقتِ عرضِ حال
جابجا تقریر کے پہلو بدلتے جائینگے

بیقراری کم ہو راہِ وصل میں ممکن نہیں
شوق بڑھتا جائیگا جتنا کہ چلتے جائینگے

صبح کا تارا انہیں دیکھینگے محشر شامِ ہجر
روتے بھی جائینگے اور آنکھیں بھی ملتے جائینگے

ہے یہ کافی پئے توسیعِ خیالات مجھے
کم رہے دوست کی امیدِ ملاقات مجھے

خلل اندازِ خیالاتِ وفا ہوتا ہے
اچھی لگتی نہیں ناصح کی کوئی بات مجھے

دم میں دم آئے تو صبحِ شبِ فرقت یہ کہوں
یارب ایسی نہ دکھانا کوئی پھر رات مجھے

پندِ ناصح مری کام آئیگی کیا حشر کے دن
عشقِ اوحسین کے کافی ہیں خیالات مجھے

ہاتھ کھینچتا ہے سوئے جیب و گریبان محشر
دیکھوں دکھلاتی ہے کیا انکی یہ برسات مجھے

انتہائے عشق یہ ہو غم مزا دینے لگے
ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے

جرم اخلاقی کا آئنا ہوتا جاتا ہے رواج
آشنا نا آشنا بنکر دغا دینے لگے

جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہے
چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

حسن کی دنیا کی لوگوں کی سیاست دیکھئے
بے خطا پایا جنھیں انکو سزا دینے لگے

اہل غم کی گفتگو میں چاہیئے اتنا اثر
سن کے پتھر بھی تو اُف اُف کی صدا دینے لگے

آسرے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال
وہ جواب اس طرح ایک ایک بات کا دینے لگے

یہ نہ پوچھا ہجر میں نالوں سے دل پر کیا بنی
سامنا ہوتے ہی الزام وفا دینے لگے

عشق میں آتا ہے غش سب کو مگر غش ہے وہی
دوست جس میں اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

دلبری بھی عشق میں ہے کیا ہی احسان عظیم
محشر اپنی جان تم جب کا صلا دینے لگے

زندگی اپنی پس مرگ وہ کیا یاد کرے
جس پہ تم ایسا جفا کار نہ بیداد کرے

کوچۂ قاتل میں یہ ہر روز پکار آتے ہیں
قید ہستی سے کوئی ہے کہ جو آزاد کرے

اب ہنساتی ہے مجھے کھلکے یہ زخم جگر
آسمان روز کہاں تک ستم ایجاد کرے

تا حد شوق رگ جان میں اُبھر جائے
اور ابھی صبر ذرا خنجر جلاد کرے

چارہ گر نزع میں کیوں چھیڑ رہے ہیں مجھکو
نہیں دم توڑا ابھی کیا کیا دل ناشاد کرے

شکوہ اہل جہاں سے ہوا جینا دشوار
پھر کہاں جا کے آدمی کوئی فریاد کرے

ہو رہا ہے کوئی بے مہر ادا ہمت عشق
وہ ستم ہوں جنھیں محشر مرا دل یاد کرے

اشتیاق مرگ میں نکلے تھے ہم گھر چھوڑ کے
اب کہاں چھوڑیں مقدر یار کا در چھوڑ کے

یہ بتاتا جا مجھے او بے مروت سن تو لے
کس طرح جیتا ہے کوئی تجھکو دم بھر چھوڑ کے

خیر اے گردون تری یہ بھی خوشی کر دینگے ہم
عمر بھر رو یا کرینگے کوئے دلبر چھوڑ کے

رہرونکی ٹھوکرون سے دیکھیں کیا انجام ہو
جا تے ہین دلکو میان کوئے دلبر چھوڑ کے

میرا قصہ سننے بیٹھے ہین بھری محفل مین وہ
کہہ رہا ہون حال خوبی مقدر چھوڑ کے

حشر تک دربان کے سر پہ رہا یہ مظلمہ
ٹھوکرین کھائین زمانے کی ترا در چھوڑ کے

ہنچہ وحشت کی تحشر آبرو ریزی ہوئی
مل سے یہ ہاتھ کیون دامان محشر چھوڑ کے

لٹا خوشی کا گلستان بہار آتے ہی
پلٹ گیا مرے گھر وہ نگار آتے ہی

ہمارے سامنے لاکھ آندھیان اٹھین غم کی
حضور آپکے دل مین غبار آتے ہی

وہ طایران چمن رنگ گل سے کیا واقف
اسیر جو ہوئے فصل بہار آتے ہی

کچھ اور ٹکسے نہ بالین سے روکو دوست اٹھو
لبون پہ کھینچ کے مری جان زار آتے ہی

خدا نہ دے وہ خوشی جسکا نتیجہ ہو
اجل بھی آئے شب وصل یار آتے ہی

بغیر پوچھے ہوئے حال ہجر کہنے لگا
میان حشر کوئی جان نثار آتے ہی

بس فنا بھی فلک کو وہی ہے ضد مجھسے
ہوا سنک گئی شمع مزار آتے ہی

فراق مین ہے عجب شے امید بہہ رہی
کہ جی اٹھا مین کوئی لشکسار آتے ہی

یہ سر ہے اور در دیوار صبح تک محشر
بڑھا جنون شب انتظار آتے ہی

مریض ہجر کا یارب یہی اک حوصلا نکلے
مسیحا سے لگا دل سے تو جان مبتلا نکلے

شب فرقت نہ گذرے گی نہ مجھکو موت آئیگی
ہجوم نالہ مہلت دے تو ہان کوئی دعا نکلے

تمام اپنا ہوئین شام ہجر کی منظور ہین لیکن — خداوندا دل بیتاب سے نالہ رسا نکلے
کہیں ایسا نہ ہو پھر قاتل ہو کے ہم آئے قیامت مین — مگر اب فکر یہ ہے کوئی اپنی ہی خطا نکلے
لیا تھا دل تو کیون رہنے دیا پیکان کو سینے مین — تمھین اُٹھنے نہ دونگا پاس سے گو بد دعا نکلے
لہو بھی بند کردو تیر اگر کھینچا ہے سینے سے — دہان زخم سے فریاد کے بدلے دعا نکلے

جو رند لاابالی ہو اسے مسجد سے کیا مطلب
کہان جاتے تھے حضرت شمس کس طرف کو آنکلے

سکون ہو شام ہجر سحر کی دعا کرے — جسکی کوئی سنے نہ وہ آخر وہ کیا کرے
قسمت [illegible] دکھا دیجئے حضور — یہ لن ترانیان کوئی کب تک سنا کرے
[illegible] ہین ہزار [illegible] — کب تک امید مرگ مین کوئی جیا کرے
[illegible] کو مطلب اس سے کیا — رووے کوئی کہ حال پہ کس کے ہنسا کرے
[illegible] خدا جانے کیا ہو حال — جو اپنی جان جور و ستم پہ فدا کرے
[illegible] قسمت پہ اپنا حال — ہون سیکڑون مرض تو کوئی کیا دوا کرے
کہتا ہو [illegible] ہم [illegible] ابھی [illegible] — کوئی جو التجا کی طرح التجا کرے
[illegible] اپنا [illegible] کو حال — اچھا ہے درد درد جگر مین اٹھا کرے

شمس جہان کا خون ہے اظہار درد مین
ایسا نہ ہو کہ نالہ قیامت بپا کرے

[illegible] کیا [illegible] — سچ پوچھو تو کہنے کو مرے منہ مین زبان ہے
[illegible] ہوان [illegible] — اک آہ مین سو قسم کی تاثیر نہان ہے
[illegible] کی ضرورت — اب آپ سے کچھ اور مرا طرز فغان ہے

یہ درد سری کون کرے ہجر میں ہمدم — سمجھائے تجھے دل کی شکایت کہاں تک

سینے میں کہیں خاک بھی دل کی نہ ملے گی — کچھ دن جو سلامت اثر سوز نہاں ہے

محشر نہیں پامال ہوئی خود بھی قیامت

عالم تری رفتار کا مشہور جہاں ہے

وہ عیادت کے لیے آئے مسیحائی ہوئی — ٹھوکریں کھاتی ہوئی پہنچی اجل آئی ہوئی

اے جفا کیش چرخ گستاخ امانت جانا — جو تجھے میرے ستمگر کی ہے ٹھکرائی ہوئی

حشر میں انکار خون پہ ہوش تو رکھنے والا — جرم ثابت کر گئی ہے آواز گھبرائی ہوئی

کوچۂ جاناں میں ٹھہر نا رشک کے ہاتھوں نہ ٹھیر — دشمن جان بن گیا جس سے شناسائی ہوئی

جانے والے کوچۂ دلبر کے رکتے ہیں کہیں — بات سنتی ہی نہیں ناصح کی سمجھائی ہوئی

مجمع احباب فرقت میں ہے بد تر موت سے — جان میں جان آگئی جس وقت تنہائی ہوئی



جیسا کہ ہوا ہے عشق ہے سر میں بھری ہوئی — بھڑکے گی اور آگ جگر میں بھری ہوئی

اک روز اسکو اشک ندامت سے دھوئینگے — جو گرد ہے اپنے دامن تر میں بھری ہوئی

اب شوخی و ادا بھی جاتی ہے حال تک — کیوں پہلے بات کی تھی اثر میں بھری ہوئی

قطرہ ہے جسکے سامنے دریائے اشک غم — اس قہر کی ہے آگ ستمگر میں بھری ہوئی

کیا کام اہل عشق کو انجام کار سے — کرتے ہیں اب تو آہ اثر میں بھری ہوئی

محشر کہیں بتاؤ کہ یہ کس کی زلف کی

بو ہے دماغ باد سحر میں بھری ہوئی

اے دلربا کسی کی فرقت نہ پوچھیے — سب پوچھئے حضور یہ حالت نہ پوچھیے

نازک مزاج آپ ہین نازک ہے حال بھی
انجام کار درد محبت نہ پوچھیے

ہم ہونگے اور آپکا دامن خطا معاف
بندہ نواز حال قیامت نہ پوچھیے

رونا غم فراق کا ہنسنا وصال مین
عاشق سے دونون باتونکی لذت نہ پوچھیے

تھے چشم راہزن کیطرح ذرے خاک کے
بیچارگی وادیٔ غربت نہ پوچھیے

ایسا نہو بتاؤن تو شرمندہ ہون حضور
سینے مین دل ہے کسکی امانت نہ پوچھیے

دل اور زبان دونون سے آپسمین ساز تھا
وجہ بیان طول شکایت نہ پوچھیے

اکثر جو دیکھے خواب مین تصویر موت کی
ایسی مریض عشق کی حالت نہ پوچھیے

نام وصال پر مرا چہرہ نہ دیکھیے
اندازۂ خیال مسرت نہ پوچھیے

دل کانپتا ہے شعلہ صفت اس خیال سے
سوز و گداز آتش فرقت نہ پوچھیے

بار نگاہ شوق سے رنگ رخ اڑ گیا
ہمسے حضور اپنی نزاکت نہ پوچھیے

جینے کی کچھ خوشی ہے نہ مرنیکا غم کوئی
راز دنیا ز اہل محبت نہ پوچھیے

محشر جو مست بادۂ جوش شباب ہو
اسکا مزاج اسکی طبیعت نہ پوچھیے

شب فرقت کی وہی صبح بھی کر دیتا ہے
جو فغان دل عاشق مین اثر دیتا ہے

اف ری شدت تری ای درد جو لیتا ہون سانس
سینے سے ہائے کی آواز جگر دیتا ہے

تیرے وعدیکا تصور ترے آنے کا خیال
اور کچھ دن مجھے جینے کی خبر دیتا ہے

دم سے اس شخص کے زندہ ہے فن چارہ گری
جو دوا ہے مرض درد جگر دیتا ہے

ہے جو اپنا غم دنیا تو ادھر کا رخ کر
عالم بے خبری مجھکو خبر دیتا ہے

چارہ گر سے کوئی کہدے کہ اب رحم کرے
سانس لینے مین لہو زخم جگر دیتا ہے

غش سے آنکھیں کبھی بیمار کی کھلجاتی ہیں
جب ہوا یار کا داماں نظر دیتا ہے

کہہ کے ہائے رو سے اتنا نکل آئے آنسو
اتنو آرام مجھے درد جگر دیتا ہے

جل گئے سوزش غم سے جگر و دل محشر
آج نالہ مرا کچھ ہوئے اثر دیتا ہے

دل نے سیکھا ہے ہر اک بزم میں کہنا اپنی
کوئی کچھ ہی کہے اسکو کہے جانا اپنی

ہمکو ہمدردی ناصح پہ ہنسی آتی ہے
جگر اپنا ہے دل اپنا ہے تمنا اپنی

عشق میں ضبط فغاں بھی ہے بڑا کام اے دل
ارے کمبخت کہیں جان نہ دینا اپنی

تھا در گوش احبا کبھی ہر لفظ اپنا
آج وہ دن ہے کوئی بھی نہیں سنتا اپنی

---

سوئے گلشن جاتے ہیں دلبر ہمارے ساتھ ہے
آج اک ہنگامۂ محشر ہمارے ساتھ ہے

بندہ پرور اتنو عذر قتل سے رکھیو معاف
لیجیے یہ تیغ یہ خنجر ہمارے ساتھ ہے

ہوشیار اے شہر خاموشاں کے لوگو ہوشیار
دفن ہوتے ہیں دل مضطر ہمارے ساتھ ہے

ہو رہی ہے آئینہ بندی میاں بزم دوست
کوئی شے شیشے سے نازک تر ہمارے ساتھ ہے

عشق کی دیوانگی سے رنج تنہائی مٹا
جسطرف جاتے ہیں دنیا بھر ہمارے ساتھ ہے

روکنا دل کا محبت میں ہے کچھ جذبات خاص
یہ نہ ہو آجتک کیونکہ ہمارے ساتھ ہے

چپ کھڑا ہوں عرصۂ محشر میں وقت باز پرس
ہو کہاں سے ابتدا دفتر ہمارے ساتھ ہے

سانس لینا ہو گیا دشوار اللہ ری کھٹک
یہ رگ دل ہے کہ اک نشتر ہمارے ساتھ ہے

جانے دیتا ہی نہیں دربان بزم دوست میں
کوئی تو مڑ کر کہے محشر ہمارے ساتھ ہے

مجھے رلوا رہی ہی یہ عنایت چشم گریاں کی
کہ نکلے اشک خون تصویر بنکر زخم پنہاں کی

کرامت دیکھئے زور جنون فتنہ سامان کی
مری قسمت میں دنیا ہی خیالات پریشان کی

وہ برہم ہو گئے کشتے کو سنا دی زلف پیچاں کی
پریشان ہی ملی تعبیر بھی خواب پریشان کی

ہنسا بیمار عشق اور اٹھ گیا دنیا سے یہ کہکر
حقیقت اتنی تھی ای چارہ سازو درد پنہان کی

ابھی نکلا ہی دم اپنا نگاہیں جانب تحسین
خبر کیا جلد لی تمنے مریض درد ہجران کی

بڑھا ای رہ روشنے والے تمنا سے رفو تن میں
کسی شوریدہ سر نے راہ لی کوہ و بیابان کی

غرور حسن تمکین ادا سے کام لیتے گا
دکھائی ہی مجھے پیری حقیقت جذب پنہان کی

تری قسمت کہ قیدی تن سے روح آزاد ہوتی ہی
بلایا ہی اکو دربانون خبر لو اپنے زندان کی

نہ ٹوٹا عہد ضبط بیقراری جان ہوتی آئی
خدا نے بات رکھ لی مبتلائے درد ہجران کی

ایسے اونا پیا تقدیر نیچا ہی بہتر سے
نظر بھاتا ہون محفل دلبر کے دربان کی

معاف ای ہو سہی پہ ور رہنے دیجیے یاد کر کے
کہ پیغام اجل ہیں ہچکیان بیمار ہجران کی

سواد و مکر ہستی سے چانا ہی تھے جاتے ہیں
گھٹی جاتی ہی منزل رہروان کوی جانان کی

کمال بخیہ گر زور جنون پر ختم ہونا ہوگا
الٰہی آبرو رکھنا مرے چاک گریبان کی

رموز باطنی ہیں تیرہ باطن صرف ہی شمشیر
زیارت چشم دل سے چاہیے قبر شہیدان کی

جو کہ امید لقا رکھے وہ دیوانہ ہی
ٹوٹنے ہی کو بنا عمر کا پیمانہ ہی

اہل عالم کا یہ انداز جداگانہ ہی
بات جو کام کی سمجھائے وہ دیوانہ ہی

مختصر شرح قیامت کوئی ہمسے پوچھے
بیچ سے چھوٹا ہوا عشق کا افسانہ ہی

دیکھ لو ان جلوہ دلدار نے کیسا کچھ کیا
ورنہ عالم تو یہ پاس میں ویرانہ ہی

مر گیا منتظر دوست سنا کر سب کو
اُس کے آنے پہ نشانہ قتل کا یہ افسانہ ہے

سوز ہستی سے غرض دل کو نہیں آگر ہے
عشق میں شمع سے کچھ ڈوبا ہوا پیمانہ ہے

خلوت دوست میں آ خود ہی پہنچ کہ تنہا
جو نہ سمجھا کہ نفس بھی کوئی بیگانہ ہے

پہنچے جب شہر خموشاں میں تو یہ راز کھلا
منزلوں دور ابھی کوچۂ جانانہ ہے

ہم تڑپ ہو کے لہو کوچۂ قاتل سے چلا
کیا ہی رنگین مری عشق کا افسانہ ہے

انقلابات دلائل سے ہوئی فرزانہ گری
ورنہ جو کعبہ ہے مخمور وہی بتخانہ ہے

اُنکے پہلو سے ہم جو رو کے اُٹھے
اپنی قسمت پہ خوش نہ ہو کے اُٹھے

زلف برہم نشاء مستی چشم
اس ادا سے وہ آج سو کے اُٹھے

اپنے پہلو میں کیوں بٹھاتے ہو
اپنا حاصل ہی کیا جو رو کے اُٹھے

ہم ترے در سے جب جگہ بیٹھے
آنسوؤں سے زمیں بھگو کے اُٹھے

ہے ہر اک سے خفا نگاہ ستم
چشم بد دور یوں وہ سو کے اُٹھے

شام وعدہ کی صبح کیا کہئے
رو کے اُٹھے کہ شاد ہو کے اُٹھے

تھے جو خواب اجل کے متوالے
حشر کی صبح وہ بھی سو کے اُٹھے

یہی اُس شوخ کی ادا کو ہے ضد
جو اُٹھے پاس سے وہ رو کے اُٹھے

اُٹھے دیر و حرم سے حضرت دل
کیا ملیگا جو بات کھو کے اُٹھے

تیرے مستوں کو ہوش یوں آیا
جیسے کوئی جوان سو کے اُٹھے

دلکو خنجر دعائیں دے کے چلے
خوب دنیا سے شاد ہو کے اُٹھے

نہ تاب ضبط نہ دل کو قرار باقی ہے
رگون مین کسلیے پھر جان زار باقی ہے

دفور شوق مین بیٹھا ہون حال دل کہتے
کوئی سنے نہ سنے اختیار باقی ہے

مریض عشق بنا ہے طلسم ہستی و بود
کہ جان جاتی ہے اور جان زار باقی ہے

فنا کا مسئلہ ہو جائے گا نظر انداز
اگر یہ طول شب انتظار باقی ہے

مین جانتا ہون خود اپنی حیات کی مدت
جہانتک آرزوے وصل یار باقی ہے

کلیم طور سے آتے ہین پوچھ لین چلکر
کہ اب بھی کیا ہوس دید یار باقی ہے

جما ہے آئی شب وعدہ اُنکو اے محشر
اب آگے کسکا تمھین انتظار باقی ہے

تھم مین گھر سے ہوے تھے امید خوشی نہ تھی
کچھ اور بھی تھا ہمپہ مصیبت یہی نہ تھی

جو کام ہم سے ہو گیا اظہار عشق تھا
فرقت مین ورنہ ضبط کوئی دلگی نہ تھی

دل خوش ہوا نہ چند نفس کو جو عمر بھر
انجام مین کھلا کہ تمھاری خوشی نہ تھی

اہل نظر کی ناز تبسم سے جان لی
اے میری جان یہ کیا تھا اگر دشمنی نہ تھی

اظہار شوق ہو سکا ان سے نہ عمر بھر
پہچاننا مزاج کوئی دلگی نہ تھی

قسمت دکھائیگی کوئی کیا تازہ انقلاب
ایسی تو غمکدے مین مرے بیکسی نہ تھی

محسوس اسان تھے دشمنون اہل حسن
جب تک جیے ہمین کوئی امید ہی نہ تھی

وہ قتل کرتے ناز تبسم ہی سے ہمین
لکھی ہوئی نصیب مین یہ بھی خوشی نہ تھی

محشر برا کیا جو کیا دل پہ اعتبار
سمجھے تھے دوستی جسے وہ دوستی نہ تھی

پوچھے تو کوئی ہم سے آئین وفاداری
عشاق کا مذہب ہے تلقین وفاداری

سو غم ہون شب فرقت نالوں سے تو کیا
ہمسے نہ کبھی ہوگی توہین وفاداری

شہ رگ پہ رہا خنجر تو بھی پہ نہ بل آیا
یون کون رہا مجھ کو تمکین وفاداری

سب حسن کے عالم مین اپنی ہوئی تبدیلی
پھیلا چکے جی بھر کے جب دین وفاداری

سو ظلم ہوئے لیکن جنبش نہ ہوئی لب کو
پہنچا ہی رہی شرح آئین وفاداری

نا فہموں کے کہنے سے خاموش نہ ہو محشر
کیا جرم ہی اک یہ بھی تحسین وفاداری

وہ شوخ آئینہ رکھکر سامنے زینت پہ مائل ہے
مدد اے شوق نظارہ ہمارے پاس بھی دل ہے

چلے آتے ہین جھونکے نیند کے گو وقت مشکل ہے
بہت ٹھنڈی ہوائے دامن شمشیر قاتل ہے

نہ کھولے دست و پا قاتل نے بعد ذبح اس ضد سے
سمجھا تھا تڑپنا باعث آرام بسمل ہے

خفا ہاتھون ہین ملک میری میت کے نہ ساتھ آئے
نہیں تو سب کہینگے مرنیوالے کا یہ قاتل ہے

خدا رکھے نزاکت کو نہ نکلے حشر تک پیکان
یہ کیا کم ہے ترے سینے میں محشر دست قاتل ہے

موسی کی غیرت جو پھری کوہ طور سے
لوگ آرہے ہین دیکھنے کو دور دور سے

اظہار شوق اپنی زبان سے ہے ننگ عشق
تم خود ہی پوچھ بیٹھو دل ناصبور سے

مدت کے انقلاب سے بھی آتا ہے اثر
نیند آتی ہے جو آئے ہوا کوہ طور سے

فرقت مین یاد دوست کا لطف اس سے پوچھیے
کام آپڑا ہو جسکو دل ناصبور سے

اسکی حیات قابل عبرت ضرور ہے
عبرت نہوتی ہو جسے کہنہ قبور سے

کس لطف سے کٹی ہے شب انتظار دوست
کیا کیا ہوئی ہے بحث دل ناصبور سے

بنیاد عشق اور کہین لیگئے مجھے
مطلب نہ تھا کدے سے نہ بزم سرور سے

نظارۂ جمال کی تاثیر دیکھیے
مدہوش آ رہا ہے کوئی کوہ طور سے

ایمان و جان کا محشر اسی مین ضرر نہین
لازم ہے کہ سلام بتون کو ہو دور سے

مہلت محبوب مرنے پر اگر مشروط ہے
موت انسان ٹلے پھر بھی تو وہ مخبوط ہے

جانتا ہون صبح تک یہ دور رہنے کا نہین
سیکڑون غم ہین شب فرقت مین دل مضبوط ہے

تیرے دیوانے کی باتون پر ہنسی کیونکر نہ آئے
بات جو منھ سے نکلتی ہے وہ نامربوط ہے

جذب حسن و عشق کی ادنا کرامت دیکھیے
جان دینے سے کسی پر زندگی مشروط ہے

خوش ہوا مین عشق گریہ کا جو یہ دیکھا کمال
اشک غم آلود مین خون جگر مخلوط ہے

اُن سے تحریر غم فرقت کا یہ پایا جواب
کہدیا ہنسکر کہ جو فقرہ ہے نامربوط ہے

عشق کا یہ رمز سمجھے ہین نہ سمجھین گے کبھی
اہل دل کی زندگی کیون ہجر مین مشروط ہے

یہ تماشا اور بھی اُنکو ہوا وجہ غرور
وقت زینت آئینے کا دل بڑا مضبوط ہے

محشر اہل حسن سے یہ سنکے کیا دیجے جواب
عشق کی دنیا مین جسکو دیکھیے مخبوط ہے

کھلے تو باعث تاخیر کیا ہے
حضور آخر مری تقصیر کیا ہے

حریم حسن مین جانا ادب سے
ارے اے دل تری توقیر کیا ہے

سمجھتا ہون خدائی ہاتھ آئی
مرے پاس آپ کی تصویر کیا ہے

شب وعدہ قیامت ہے یہ الجھن
نہ جانے خواہش تقدیر کیا ہے

خوشی سے بڑھ رہا ہے جائون خون
کلیجے مین کسی کا تیر کیا ہے

خدا ہی سے مریض غم کو صحت
دوا کیا چیز ہے تاثیر کیا ہے

بڑے وہ اور بڑی بات انکی محشر
میں کیا ہوں اور مری توقیر کیا ہے

غم فرقت میں کیا ہو خواہش تقدیر دیکھینگے — بس اب اے خامشی کچھ دن تری تاثیر دیکھینگے

جفائے دوست کے اسرار کیوں غیروں پہ ظاہر ہوں — قیامت ہوگی چارہ گر جو زخم تیر دیکھینگے

چمن میں پھول ہوں کچھ دن نکہت رنگ بہار کی — جسے دیکھینگے تیرے حسن کی تصویر دیکھینگے

مری پیشانی کی شکنیں ہر سو دل پہ جائیں — عوض جلوے کے شکل خواہش تقدیر دیکھینگے

جواب خط خلاف اسکے ہو کچھ نہیں پروا — تمنائے دلی یہ ہے تری تحریر دیکھینگے

نظر جھکتی ہے ہو اور ہر دل کام میں لینے — اکدھر جائے کمان سے چھٹکے تیرا تیر دیکھینگے

خدا جانے کیا ہوا محشر دماغ و دل کا بعد اسکے
کلیم اللہ فقط شور ہی تنویر دیکھینگے

کیا کچھ ذکر فرقت کہکے نیرنگی زمانے کی — اٹھائی آتے ہی اس شوخ نے تمہید جانے کی

سراپا دل بنا ہوں شوق نے لذت جراحت میں — جگر کیا ڈھونڈھتا ہے ناوک قاتل نشانے کی

ہمیں یکساں ہے بزم غم ہو یا شادی کی محفل ہو — مثال شمع عادت ہو گئی آنسو بہانے کی

شباب آتے ہی جب دیکھو انہیں ہے شغل آئینہ — ادائیں سیکھتے ہیں بے تکلف سامنے آنے کی

مریضان محبت کی حیات و موت یکساں ہے — اٹھا دی ایک درد دل کی آسائش پانے کی

مریض غم نے صحت پاتے ہی پھر یہ دعا مانگی — الٰہی جلد طاقت دل میں آئے تاب اٹھانے کی

شبستان عدم کی سو رہا ہوں الوداع اٹھکر — قیامت محشر تمہید ہے پھر کے فسانے کی

سوال دید محشر صورت موسیٰ گنہ کیا ہے
مگر لازم ہے دیکھے ہو سکے حالت زمانے کی

ضبط شوق ملال عشق تنہائی کرے
جو فرشتے سے نہ ہو وہ طبع انسانی کرے

کچھ نہیں بیماری غم کی ترقی کا ملال
دم نکلنے میں اگر اللہ آسانی کرے

چارہ گر تا حد امکان کام اپنا کر چکے
اب خدا ہی کچھ علاج درد پنہانی کرے

ہو گئی برہم مزاجی بھی شریک ناز دوست
کیا بھلا کوئی اظہار پریشانی کرے

بیجواب نامۂ دلدار آیا ہجر میں
بیٹھکر رو لیجئے گا غم جو طغیانی کرے

اٹھ گئی قسمت سے تاثیر دوا میرے لئے
کون تکلیف علاج درد پنہانی کرے

تین حرفوں میں ہی شرح ماجرائے وصل و ہجر
روبروئے دوست کیوں تقریر طولانی کرے

محشر شوریدہ سر بھی اٹھ گیا مجنوں کے بعد
کہہ دو وحشت بند رسم چاک دامانی کرے

ترقی ستم ناروا کو کیا کہئے
حضور آپ کے طرز جفا کو کیا کہئے

وہ حال پوچھتے ہیں یہ کسی خیال میں مست
خموشی دل بے مدعا کو کیا کہئے

خود اپنی عمر کی بیگانہ وار اگر ہو روش
زبان سے پھر کسی ناآشنا کو کیا کہئے

یہ کیا کہ جان پہ بن جائے اور اف نہ کرو
تری جفا کو اور اپنی وفا کو کیا کہئے

شکست رشتۂ امید سے بحال ہوا
فراق یار میں دل غم آشنا کو کیا کہئے

نوید آمد دلبر نے جان لی محشر
خلاف وقت نزول قضا کو کیا کہئے

اشارہ کرتے ہی تسکین ہو گی بیقراروں کی
تری چشم عنایت جان ہے امیدواروں کی

ہر اک غم دور ہو گیا دل سے اگر دم بھر کو جا بیٹھے
قیامت تک رہے آباد محفل بادہ خواروں کی

یہی اچھا ہے پوچھا جس کسی کو تیری رحمت نے
نہ بخشش بادہ خواروں کی نہ ہے پرہیزگاروں کی

قیامت اک عذاب تازہ ہے خلوت پسندونکو
اذیت دیگی اہل قبر کو صحبت ہزارونکی

مناسب حال کے جو کوئی شے ہو لطف دیتی ہے
کرے غم فاتحہ خوانی لحد پہ بیقرارونکی

زمانہ اسکا عاشق ورنہ کچھی ضروری ہے
جگہ نکلے کہاں تک کوئے جاناں میں مزارونکی

مقدر کو دعائیں دیکے اُٹھے بزم جاناں سے
کسیسے بات بھی پوچھی نہ جب امیدوارونکی

یہ کس انداز سے تلوار کھینچی اس ستمگر نے
فدا ہونے ہوئیں اُٹھ اُٹھ کے نظریں جان نثارونکی

دل بیمار کے مرنے سے ارمان پا گئے فرصت
کشاکش سے ہوئی محشر رہائی غمگسارونکی

یہی دنیا میں قدر تھی دل کی
نہ سنی تم نے ایک بھی دل کی

آپ پہلو سے میرے اُٹھ کے چلے
لیجئے موت آگئی دل کی

صورت شمع رخ ہے زرد مرا
نہیں چھپتی کبھی لگی دل کی

ضبط فریاد میں کٹی شب ہجر
شکر ہے بات رہ گئی دل کی

کیوں رلاتا ہے چھیڑ کر ناصح
دیکھ اچھی نہیں ہنسی دل کی

مست ہیں نشۂ جوانی سے
کیا خبر ہو انھیں کسی دل کی

بڑھتا جاتا ہے طول گیسوئے دوست
گھٹتی جاتی ہے زندگی دل کی

وہ زمانہ اب آگیا محشر
ہے ہر اک بزم میں ہنسی دل کی

دیتا ہے بزم دوست میں دل یہ صدا مجھے
او خانمان خراب کہیں چھوڑ جا مجھے

موسیٰ کو طور کعبہ مبارک خلیل کو
راس آئی کوئے دوست کی آب و ہوا مجھے

ناکامیوں پہ ہنستے ہیں عالم کے بامراد
رسوائے دہر کرتی ہے میری دعا مجھے

جور بتان ہو یا ستم چرخ چپ ہون مین
روز ازل ملا ہے دل بے صدا مجھے

مرنا بھی میرا اہل جہان کے خلاف ہے
الزام دے رہے ہین سب اہل وفا مجھے

پھر دیکھئے گا آئینے مین برہمی زلف
پھر لیجیے دیکھئے کوئی آہ رسا مجھے

شایق ہون زندگان عدم سے وصال کا
سمجھو چراغ تربت اہل فنا مجھے

تصویر شفق بنگیا تھا سر سے پاؤن تک
دیکھا کیا وہ شوخ دم التجا مجھے

موسی تو کوہ طور سے آگے نہ بڑھ سکے
جذب دلی کہان سے کہان لیگیا مجھے

اُسوقت قدر آئینہ محشر ضرور ہو
دکھلائے یار سا جو کوئی دوسرا مجھے

ضرر پہونچا نہ کچھ میری فغان سے
موافق ہے نہ زمانہ آسمان سے

ہوئی بلبل اسیر دام صیاد
نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

ترے کوچے سے ہم ہین اسقدر دور
کہ جیسے نیند چشم پاسبان سے

ہزارون کوسنے پڑتے ہین و نرات
مین تو یہ کرتا ہون اپنی فغان سے

جو آنکھین سحر ہین جاگی ہون پر سون
شب وصل اُنمین نیند آگی کہان سے

تصدق بیکسی ہر اک قدم پر
نکالا جاتا ہون اُن کے مکان سے

سنبھالے کون ہمکو اے غم ہجر
بڑی قوت تھی قلب ناتوان سے

قیامت ہے اب اُٹھنے کا ارادہ
چھٹے بیٹھے ہین محشر کاروان سے

برا ہو موت کا اُف تک زبان پہ لا نہ سکے
اُٹھا تھا درد کہان یہ بھی ہم بتا نہ سکے

پڑھا کرے ہے در جانان پہ حکم دربانی
غرض یہ ہے کہ کسی عاشق کی سوح آ نہ سکے

غم فراق میں ہم ناتوان ہوئے ایسے
گرا جو آنکھ سے آنسو تو اسے اٹھا نہ سکے

یہ فکر تھی مجھے تدبیر وصل سے پہلے
کہ عین وقت پہ تقدیر کچھ بنا نہ سکے

ہجوم دوست کی محفل کا ہم نے دیکھ لیا
قریب شمع پتنگے بھی اڑ کے جا نہ سکے

اثر نہ ہو یہ جفا دل ہے شوق سے لیلو
ہوس رہے نہ تمھیں یہ کہ ہم ستا نہ سکے

اب اس سے بڑھ کے اثر کیا ہو قصہ غم کا
وہ ہم سے سن نہ سکے ہم انھیں سنا نہ سکے

زبان کیوں نہ ہمیں ایسی عطا ہوئی یارب
کہ جس سے بگڑے ہوئے یار کو منا نہ سکے

جنون عشق میں سر پھوڑا عمر بھر محشر
مگر نوشتۂ تقدیر کو مٹا نہ سکے

سکوت اور بت ناز آفرین یہ خو کیا ہے
کبھی تو پوچھ کسی سے کہ آرزو کیا ہے

نگاہ ناز کا صدقہ ہزار زخم ملے
اب اور اے دل بیتاب جستجو کیا ہے

ہماری جان بھی لیکر کبھی نہ کام آئی
خدا ہی جانے حسینو تمھاری خو کیا ہے

علاج جوش جنون چاہیئے احبا کو
یہ بند و بست لیے سوزن و رفو کیا ہے

تمھاری بزم سے ہم خود ہی اٹھے جاتے ہیں
یہ چپکے چپکے نگہبان سے گفتگو کیا ہے

نزاکتوں کا نہ دل میں خیال کر قاتل
کہ تیری تیغ کے آگے رگ گلو کیا ہے

کسی کی چشم کرم نے جلا لیا محشر
بس اب نہ پوچھے کوئی دل کی آرزو کیا ہے

شب وعدہ یوں علاج دل بیقرار کرتے
کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے

جنھیں ہو گئی ہے حاصل نگہ ادا شناسی
وہ ہم گفتگو وہ کیونکر ترا اعتبار کرتے

شب وصل میں اپنے نہ سنائیں آرزوئیں
تری بدگمانیوں کا ہم اگر شمار کرتے

عوض جواب شکوہ سنیں انکی باتیں کیا کیا
بہت اچھے رہے محشر جو چپ اختیار کرتے

حشر میں ہم سے اگر ملکے وہ برہم نہ رہے
اس قیامت کی خوشی ہو کہ کوئی غم نہ رہے

تم اگر چاہو تو بدلے نہ کبھی رنگ جہان
تم اگر چاہو تو عالم کا یہ عالم نہ رہے

کھولدیں ہاتھ مرے بند کفن سے احباب
کہ لحد میں بھی مجھے حسرت ماتم نہ رہے

اسطرح چاہیئے اخفائے رموز الفت
چشم دل فرط غم ہجر سے پرنم نہ رہے

فرقت یار میں کیا جبر کیا اے محشر
نام تو رہ گیا دنیا میں اگر ہم نہ رہے

بعد مردن بھی نہ پنہاں حال رندانہ رہے
قبر اگر اپنی قریب باب میخانہ رہے

سب اٹھائے جا رہے ہیں آج بزم یار سے
خوف یہ ہے اپنوں میں ملکر نہ بیگانہ رہے

بزم عالم ہے منور تیری شمع حسن سے
کسطرح جان اپنی لیکر بچکے پروانہ رہے

حسن بڑھ جاتا ہے شیشہ کا شراب صاف سے
شوق سے دلمیں نگاہ مست جانانہ رہے

اسطرح دیکھے اگر دیکھے کوئی رنگ جہان
باطناً ہشیار ہو ظاہر میں دیوانہ رہے

مرگئے ہیں یہ وصیت کرکے دیوانے ترے
قبر میں بھی منھ ہمارا سوئے ویرانہ رہے

---

تسخیر دوست کو بھی تدبیر چاہیئے
تھوڑی بہت زبان میں تاثیر چاہیئے

نکلے وہاں زخم سے آواز آفریں
اتنی جفا میں آپکو تاخیر چاہیئے

دل لیگئے یہ کہتے ہوئے ہم حضور دو
کیا کوئی تمکو حسن نہ تصویر چاہیئے

مانا اگر مکان نہ سہی قبر ہی سہی
انسان کے واسطے کوئی تعمیر چاہیئے

کیا چلتی ہی بہار مین خدا کی دوکان | جو ہو وہ آکہ رہا ہے کہ نخشیے چاہیے

---

مہمان دم بھر کی خاطر دم تن بسمل مین ہی
حوصلہ وہ بھی نہ رکھو قاتل جو تیرے دل مین ہی

ہاتھ پر خنجر نگاہین میرے چہرے کی طرف
یہ نہین معلوم ہوتا کیا دل قاتل مین ہی

جھکے دربان نے ستم ڈھا کر نکالا اس طرح
ہر زبان پر ذکر میرا یار کی محفل مین ہی

بعد آزادی تری الفت نے قیدی کر لیا
حسرت پرواز نے صیاد کس مشکل مین ہی

شوق سے سر مرکے طی کرتا ہی راہ عشق وہ
راہرو کی ساری جان اگلی ہی منزل مین ہی

---

جس نے کاٹی ہو رات فرقت کی
اسکو دن ہی اندھیری تربت کی

سوگوار اپنی زندگی کے ہین ہم
زندگی سوگوار حسرت کی

عشق وابستگی کو کہتے ہین
کیا ضرورت ہی اچھی صورت کی

عرض مطلب یہ خامشی نے تری
بات رکھ لی ہماری قسمت کی

زندگی کی ہو چھیڑ جسکو
وہ کرین آرزو قیامت کی

خون بہا مانگا ہین قاتل
جان اپنا چھوڑے ندامت کی

ہمیشہ آنکھون گذری گئی شب وصل
آگیا دیکھو شام فرقت کی

دونون کے مقابل ارمان کچھ ایسی راہ نکلے
آئے ادھر سے اوک یان منھ سے آہ نکلے

ڈرتا ہون دل ہی دل مین عالم کی بے بسی سے
کسطرح منھ سے ذکر حال تباہ نکلے

وہ پوچھتے ہین حالت یان بند ہی ہین آنسو
نالہ کے زخم دل کے لاکھون گواہ نکلے

کیون آج کی شب عرش برین کانپ رہا ہے
ارمان بھرا دل کوئی مصروف دعا ہے

پھر وعدۂ دلدار ہوا وجہ تسلی
پھر آ کے مقدر سے مجھے کام پڑا ہے

خوش ہو دل غمدوست تجھی جس سے ہے الفت
صد شکر اُسے عادت ایجاد جفا ہے

زندہ نہ ہون گو ہجر کی شب مر کے بسر ہو
کیا چارۂ کار اسمین بھی حکم قضا ہے

آنکھ آئینے کی دیکھی جھپکتی نہیں محشر
یون محو تجلّی رخ یار ہوا ہے

زمین و گردون نے ملکے پیسا نہ اُٹھے لیکن قدم نہ اُٹھے
بڑھا یہ جذب فنا کہ آخر کسی کے کوچے سے ہم نہ اُٹھے

ہزار معنی ہین ایک چپ مین سمجھنے والے سمجھ لین خود ہی
حقیقت اُس دل کی کیا بتاؤن کہ جس سے تیرے ستم نہ اُٹھے

وہ دل نہ پاؤن کہ درد ہجر انمین ضبط شیون پہ ہو نہ قادر
وہ نفس مجھکو ملے نہ یارب کہ جس سے فرقت کا غم نہ اُٹھے

فغانِ عالم شناس نکلے تو لیکے روح روان کو نکلے
خدا نکردہ وہ ساعت آئے کہ مجھسے تیرا ستم نہ اُٹھے

اسیر جذب زمین ہوا ہون فلک کی گردش کا خوف ہی کیا
کہ ہاتھ جینے سے اپنا اُٹھے گلی سے اُنکی قدم نہ اُٹھے

وفا کے جذبات نے دکھا دی اثر کی جب کچھ کہ انتہا تھی
قیامت آئی جہان اُلٹا مکین کوے صنم نہ اُٹھے

جو دیکھنا تھی وہ چشم دل سے حقیقت امر دیکھ ڈالی

نظر کو روکین جناب واعظ کہ سوے سقفِ حرم نہ اُٹھے
نگاہ ملتے ہی روح و پیکر مین ربط باطن رہا نہ باقی
ادا ے جانان سے مین خجل ہون کہ لطف جور و ستم نہ اُٹھے
فسانہ افتادِ عاشقی کا ہے چشم عبرت کو اک مرقع
کچھ ایسے تھک کر کہین پہ بیٹھے کہ مثلِ نقشِ قدم نہ اُٹھے
ہزار فاقہ نہین صبر کیجے بندھے ہون پتھر شکم پہ محشر
وہ ناتوانی ہے علین طاقت کسیکا بارِ کرم نہ اُٹھے

چھپے طبیب آ گیا آئے قضا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
مری تقدیر کا لکھا ہوا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
پس برہم مزاجی مسکرا دیجے تو شکوہ کیا
شریکِ جورِ تنہائی ادا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
غم فرقت مین بعد وصل کیا حاصل ہوا رونیسے
وفا کہتی ہے دل کا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
طلسم حسن و عشق اہل نظر دم بھر اگر دیکھین
قیامت ہر جان مبتلا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
امیدین دل سے اور جان حزین دلبر سے وابستہ
قیامت ہے اگر دم بھر خفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
خدنگ ناز کھا کر دل جگر پر اُف نہین کرتا
غرض اتنی ہی مشہور وفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
خیال عشق و فکر دنیوی ضد ہین باہم ہین
کہان ممکن کہ اپنا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
حیات و موت ایسی دے خدایا اہل باطن کو
کہ اک لاحل معما عشق کا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
شبِ وصلت کی سامانون مین اللہ سے جنون میرا
کہ سو سو مرتبہ دل سے کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
سمجھ لینے دو تم اسرار ناز حسن کے ہمکو
تو پھر کہنا کہ اب میرا کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
مرادین دامن دل مین لیے ہون نامرادی بھی
یہ کیونکر کہہ سکون وقت دعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
صنم کو کیا تعلق قدرت وحدانِ باطن سے
محال عقل ہے محشر خدا وہ بھی ہوا اور یہ بھی

اجل نصیب ہوا اہل جہان سے چھوٹ جائے
کہا نہ اُسکو جگہہ دو گے ای حرم والو
جا ہیان مُحقین آئی ہین سنتے ہی سنتے
کدھر وہ جائے ستارے ہی چپکے تبلا دین
بدل قبول قفس ہی ہین پھر تو مر رہنا

مگر نہ کوئی کسی کاروان سے چھوٹ جائے
کوئی غریب جو کوئے بتان سے چھوٹ جائے
مین سوچتا ہون کہ قصہ کہان سے چھوٹ جائے
اندھیری رات مین جو کاروان سے چھوٹ جائے
تعلق اپنا اگر آشیان سے چھوٹ جائے

وصال دوست کی محشر یہ پہلی منزل ہے
کہ جان الفت اہل جہان سے چھوٹ جائے

فسانے یون چھیڑ اس شوخ سے شکایت کے
جلا یا اُنکو جو کشتہ تھے درد فرقت کے
نگاہ شوق ملی اور دماغ شور یدہ
ستم سے اہل وفا کے مزا ابھی نہ بچے
ہر ایک سانس مین تھی لذت فنا گویا
فنا کو زیست بقا کو فنا سمجھتے ہین
ادائے ناز کی تصویر ہین ہون رخ دونو
ہنسی ہنسی مین اُڑاتے ہو جاو پھر پایا

کسی جگہہ یہ نہ پہلو چھوٹے محبت کے
تمھارے چلتے ہوئے نقش ہین قیامت کے
مرے سر آنکھون پہ احسان تری عنایت کے
نئے ہوئے ہین نشانہ نگاہ عبرت کے
یہ مختصر ہین اثر واقعات غربت کے
کھلے نہ راز کبھی عاشقون کی ملت کے
ستم کرو مگر انداز ہون محبت کے
اب آج سے کبھی شاکی نہ ہونگے قسمت کے

نگہ پہ غصہ ہی تیوری تھا پہ آنکی اہل محشر
گناہ ہو گئے شکوے خود اپنی قسمت کے

لطف جو خلوت مین پایا وہ کہان محفل مین ہے
پھر کوئی شاید نکلوا یا گیا میری طرح

اک خدائی دل مین ہے وہ کیا ہمارے دل مین ہے
آج یہ ہنگامہ کیسا یار کی محفل مین ہے

بعد مدت ہو گئیں آنکھیں شناسائے ادا — ہم بتا سکتے ہیں اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے

زندگی دشمن سے وابستہ ہوئی اے مدعی عشق — روح میری یا کہ یہ خنجر کف قاتل میں ہے

چھیڑتے کیوں ہو یہی ہنسنے دو سوالات پھر — بے تکلف ورنہ کہہ گذرونگا جو کچھ دل میں ہے

ہمنے مانا کوئے جاناں رشک جنت ہی سہی — پھر بھی جسکو جا کے دیکھا اک نہ اک مشکل میں ہے

ڈر رہا ہوں حشر میں کچھ اور ہنگامہ نہو — ورنہ او ظالم بتا دوں جو کچھ تیرے دل میں ہے

قدرتی جذبات کو دربان روکے کیا مجال — ہم ہیں گھر میں روح لیکن یار کی محفل میں ہے

کیوں نہ کھنچ آیا دل یعقوب بھی اشکوں کے ساتھ — کارواں برباد میر کارواں منزل میں ہے

خطرہ خطرہ محبت ہر جگہ یکساں رہا — جو تموج بیچ دھارے میں ہے ساحل میں ہے

بیخودی شوق کے جذبات کتنے ہی سہی
لب تک آنے کی نہیں مجھ شعر جو حسرت دل میں ہے

کھلتا ہی نہیں یہ کیا ہوا ہے — ہر وقت مجھے سکوت سا ہے

آسان نہیں کسی پہ مرنا — ہر وقت قضا کا سامنا ہے

اُڑ جائیگا رنگ زیست آخر — انسان مرقع فنا ہے

کیونکر جیئےگا مریض الفت — جو درد اُٹھا وہ لا دوا ہے

باز آئے حیات ہجر سے ہم — آخر کوئی غم کی انتہا ہے

ہنسنے کا مزا نہ لطف غم کا — کیا کیجئے دل ہی مر گیا ہے

قربان حیات عشق مضطر
ہر سانس نتیجۂ وفا ہے

کرینگے تیرے ظلم پہ فغاں نہ سہی — ملیگی داد نہیں حشر میں یہاں نہ سہی

کوئی تو ہو دل شیدا کا چھیڑنے والا
جفائے عشق سہی جور آسمان نہ سہی

خوشی یہ ہے کہ بر آئے امید مرگ کہین
جو ار کعبہ سہی کوچۂ بتان نہ سہی

ستم مین بھی ہین مزے ہو اگر محبت سے
اجارہ کیا ہے ہوئے آپ مہربان نہ سہی

وفور شوق مری رہبری کو کیا کم ہے
طریق عشق مین ہمراہ کاروان نہ سہی

میان بزم نہ بیٹھین گے غیر جانتے ہین
تمھین اگر نہین منظور میری جان نہ سہی



رخصت ہوئی جو روح طبیعت سنبھل گئی
اک پھانس تھی کہ دل سے ہماری نکل گئی

رونے کا لطف میرے کلیجے سے پوچھیے
دو چار آنسوؤن مین طبیعت سنبھل گئی

احسان غیر برق تجلی اٹھائے کیا
یہ شمع غم وہی محفل عالم مین جل گئی

اترانا نہ عشق کا تھا حاصل حیات
جب وقت روتے روتے طبیعت سنبھل گئی

فصل بہار لیگئی سر [illegible]
ایک ایک پتی پتی کی صورت بدل گئی

اللہ رے شباب مین ناز غرور حسن
آئینہ دیکھنا تھا کہ چتون بدل گئی

پوچھو نہ کچھ مریض محبت کی خیریت
مشکل سے دن کٹے گا اگر رات ٹل گئی



نہ رو اے شمع تیری آرزو جب دل سے نکلیگی
کہ سر سے پاؤن تک جلکر کسی محفل سے نکلیگی

سنبھل کر رحم کرنا راز الفت کا نہ کھل جائے
نکالو گے جو تیر اپنا فغان بھی دل سے نکلیگی

حیات عاشقی مین روح گویا وہ تمنا ہے
رضائے دوست پاکر جو ہمارے دل سے نکلیگی

نہ کہہ ویران غافل وسعت گور غریبان کو
قیامت خیز اکدن بھیڑ اسی منزل سے نکلیگی

نہ دے تکلیف عرض مدعا اے شوق منہ دیکھ
حضور دوست اتنا بات بھی مشکل سے نکلیگی

متاع دنیوی کا کوئی حصہ دل سے نکلے تو
تری بھی آرزو غافل کف سائل سے نکلیگی

نہ نکلا تیر سینے سے بُرا ہو جذب باطن کا
ارے یہ بات اب کیونکر دل گھائل سے نکلیگی

مریض ہجر کو گھیرے ہیں سب تم کیوں نہیں چلتے
سمجھ لو روح آسانی سے یا مشکل سے نکلیگی

کسی صورت سے ہو لیکن جواب آیا تو موسیٰ کو
اثر دے جائیگی جو بات محشر دل سے نکلیگی

---

اور کیا امید رکھیں خیر تسلا ہی سہی
دیکھ لو بیمار غم کو وہ تماشا ہی سہی

ہجر میں کچھ شغل بیکاری کا ہونا چاہیئے
اپنے ہاتھوں بیٹھکر خون تمنا ہی سہی

شغل سے اپنے نہ باز آئیے ادائے حسن دوست
ہم ترے ممنون ہونگے ناز بیجا ہی سہی

اپنی مرضی کا سکھایا کیوں نہ انداز سخن
شکر کو شکوہ سمجھتے ہو تو شکوا ہی سہی

چاہیئے تھا لن ترانی کا یہ موسیٰ کو جواب
تم اگر پردے میں خوش ہو جاؤ پردا ہی سہی

وعدہ جاناں پہ خوش ہوں وہ وفا ہو یا نہ ہو
خیر سے کچھ روز جینے کا سہارا ہی سہی

اہل باطن محفل ناصح سے یہ کہکر اٹھے
عشق اگر اک قسم سودا ہے تو سودا ہی سہی

آنکھ کھولی بعد مدت کے مریض عشق نے
چارہ گر کو عید ہے گو وہ سنبھالا ہی سہی

سن تو لیجے خود اثر کہدیگا کیا ہے کیا نہیں
جو کہوں میں وہ شکایت بیجا ہی سہی

تجربہ روحانیت سے خود بخود کھل جائیگا
لفظ حسن و عشق اے محشر معما ہی سہی

---

جلوۂ دلدار یوں ہم عمر بھر دیکھا کیے
چشم دل سے دیدۂ اہل نظر دیکھا کیے

ہجر میں احسان چشم غیر اٹھ سکتا نہیں
اپنی بیتابی کو ہم خود عمر بھر دیکھا کیے

دل بھی بہلائے کسی صورت سے بیمار فراق
ہر نفس انداز لطف چارہ گر دیکھا کیے

اسکے دل سے پوچھیے سوز وفا کی کیفیت
جو کہ پروانوں کا جلنا عمر بھر دیکھا کیے

کیا قیامت وہ گھڑی تھی حال ان کی نزع کی جب
دیر تک منہ ہم انکا ششدر اثر دیکھا کیے

کیا خبر تھی پڑ رہی ہے ہم پہ کس کس کی نظر
آنکھ بند ہم نازنینا ہم پہ ... دیکھا کیے

چشم نظارہ کمال شوق کی محتاج ہے
دیکھ ہی لیں گے انھیں اک دن اگر دیکھا کیے

کبھی تھی امید اب آتا ہے اب آتا ہے کوئی
شوق کے پابند ہو کے رہگذر دیکھا کیے

بیخودی کی چال میں پنہاں ہیں دانائی کے راز
سیر عالم کی ترے شوریدہ سر دیکھا کیے

حشر کی چشم و دل پہ اے حشر ہو رونے کا مقام
جو کہ ہنس ہنس کر مرا زخم جگر دیکھا کیے

---

اپنی حالت میں مبتلا ہے کوئی
کس قدر شاد ہو رہا ہے کوئی

کس سے پوچھیں بتائے کون آخر
ہے کس بات پر خفا ہے کوئی

دیکھو آئینے کی شکل نہ آئیں کہیں
ہے نشے کی آخر انتہا ہے کوئی

پھر دن تابو میں دل نہیں رہتا
ان نگاہوں سے دیکھتا ہے کوئی

ارے ہشیار مست نظارہ
دیکھنا پھر ادھر دیکھتا ہے کوئی

یوں شہید وفا کا دم نکلا
جیسے بستر پہ سو رہا ہے کوئی

بیٹھے ہو کیوں میاں کو حشر
حشر اٹھو بھی کیا خدا ہے کوئی

# پارہ ہاے دل

ہمیں یہ چند غم نذر ہیں آہیں نام کر جائیں
انھیں یہ شوق کچھ بھی ہو مگر انسانیت سے جائیں

---

خالی گئی تلوے ملیں تو ہنسی نہ رکی
ہزار ضبط کیا اُسنے گدگدی نہ رکی

---

سنتے نہیں ہو غم مرے دل کی نہیں سہی
بارگراں ہے جی پہ تو کچھ بھی نہیں سہی

---

اے فلک میری شب ہجر جو کٹ جائیگی
کیا یہ تقدیر تری ہو کہ الٹ جائیگی

---

دل میرا شب ہجر سنبھلنا تھا نہ سنبھلا
اتنا سا بھی ارمان نکلنا تھا نہ نکلا

---

چل سکی کچھ بھی نہ غمخوار کی بیٹھے بیٹھے
رات گذری ترے بیمار کی بیٹھے بیٹھے

---

کیا کیا ایک ایک نذر حوادث ہے تمنا کی
خدا معلوم ہے اور کیا خواہش ہے دنیا کی

---

تھم گئے کوچہ جاناں میں ہم آگے نہ بڑھے
پاؤں پکڑے ہے زمیں نے قدم آگے نہ بڑھے

---

وفا و بیوفائی کا فسانہ اور ہی کچھ ہے
اب انسان اور ہی کچھ ہیں زمانہ اور ہی کچھ ہے

شمع وہ شکل پہ تاثیر وفا دیکھ تو لو — دیکھنے والو مرا حال زرا دیکھ تو لو

---

حق ہو یا ناحق مرے مد مقابل کیون کہین — تمکو جو کہنا ہو کہہ لو اہل محفل کیون کہین

---

فلک ہو دشمن جان یا زمین عدو ہو جائے — نہ ہو گا کچھ بھی اگر مہربان تو ہو جائے

---

نقشہ کوئی دیکھے تو مرے دیدہ نم کا — دہندلا سا ستارہ ہی یہ شام شب غم کا

---

مرض نیر کے خاتمے پر خوشی ہی تمکو بڑی خوشی ہی — عجب زمانے کا دور آیا ملال گویا کہ دل لگی ہی

---

دل لیکے یہ تیور ہین تمہین مان گئے ہم — اب اور جو ہی قصد وہ پہچان گئے ہم

---

موت کے آنے مین کیا کیا مین تکلف کرتا — تو جو دم بھر مری بالین پہ توقف کرتا

---

دعا کرتے ہین ہم تاثیر بھر دینا خداوندا — کہ تو ہی حال دل کا جاننے والا خداوندا

---

پیش نظر کہ پردہ دل مین نہان رہو — اے مری جان شاد رہو تم جہان رہو

---

بندہ پرور حسن دیکھے بیٹھے ہین ہم آپکا — اے معاذ اللہ وہ جادو اور وہ عالم آپکا

لیا تھا دل مگر لینا نہ جانا　　ہمارا آپنے کہنا نہ مانا

※

آئینے اور شانے کو ہم منا چکے　　اُٹھے حضور گیسوئے برہم بنا چکے

※

ہجر مین حوصلے سے رو نہ سکا　　مینے جو کچھ کیا وہ ہو نہ سکا

※

پیکان کی شکل سے نگہ آشنا ملی　　کمبخت دل کو اپنے کئے کی سزا ملی

※

غم فرقت مین دل جو بھر آیا　　روتے روتے خدا نظر آیا

※

گردون کے ستم تیری جفا سے نہین ڈرتا　　ڈرتا ہون مین اُس سی جو خدا سے نہین ڈرتا

※

میان حشر کوئی بات اُنسے ہو جائے　　خدا کرے کہ ملاقات اُنسے ہو جائے

※

کسیکے پاس سے یون کوئی بیقرار اُٹھا　　ہزار مرتبہ بیٹھا ہزار بار اُٹھا

※

ہم اپنے سوز محبت سے آپ جلنے لگے　　کہ ایک اک بن مو سے دھوین نکلنے لگے

※

اُٹھے کے مرتبہ کے بار تیری ناتوان بیٹھے　　چلے جب اُٹھکے پہلو سی یہان بیٹھے وہان بیٹھے

اُٹھے یون دل کا داغ جلتا ہے ۔ جیسے اندھا چراغ جلتا ہے

اُٹھا ہون کوچۂ دلدار سے کدھر جاؤن ۔ قبول کر لے اگر اے زمین تو مر جاؤن

لبون پر اشک آنسو بہہ رہے ہین ۔ ہم اُسسے دل کی حالت کہہ رہے ہین

کھول کر آنکھ راہ چل کچھ بھی اگر فہیم ہے ۔ زیست کا ایک ایک پل مرحلہ عظیم ہے

اُٹھے ہین کسی بزم سے اچھا ہو جدھر جائین ۔ کب تک کھڑے سوچا کرین جائین تو کدھر جائین

میان میخانہ شیخ صاحب نہ جانے آ ہین کیا سمجھکے ۔ اگر آ ہی گئے تو بیٹھین ذرا سی پی لین دوا سمجھکے

تلاش دوست مین جا پہنچے ہین کوہ بکوہ پھرا ۔ کہ جیسے جوش سودا سے رگون مین ہیچ لہو پھرا

مین اُسکے حال پہ وہ میرے حال پہ رویا ۔ تمام رات نہ سویا وہ مین نہ دل سویا

عشق مین ہمنے کیا رات کبھی رات کا دن ۔ کوئی نکلا نہ مگر تیری ملاقات کا دن

حضرت دل ہمسے اپنا مدعا کہنے کو ہین ۔ تم بتا سکتے ہو کچھ آخر یہ کیا کہنے کو ہین

بل ابرو پہ اور نگہ پر چیں خفا خفا　　اُٹھا ہے کبھی نیند سے کوئی خفا خفا

---

شام سے وعدے کی شب سو گئے سونے والے　　رو لیں ہم بھی کھول کر تقدیر کو رونے والے

---

ہمنے تیرے ستم پہ صبر کیا　　جو کسی سے نہو وہ جبر کیا

---

جلد آیا دل عشق میں برباد ہو　　پھر خدا معلوم کیا افتاد ہو

---

کیا ملا ہم کو ہجر میں رو کے　　آدمی سیکھتا ہے کچھ کھو کے

---

ٹھہر کے وقت ملاقات میری سنتے جاؤ　　خدا کے واسطے اک بات میری سنتے جاؤ

---

دیکھئے کیا غم فرقت مجھے دکھلاتا ہے　　اب تو ہر سانس میں دل بھر کے کھنچا آتا ہے

---

منتظر بیٹھا ہوں میں ہر روز ان کے فوت کا　　آمد و رفت نفس اک سلسلہ ہے موت کا

---

دکھائی دیگی نہ صورت تو نور دیکھیں گے　　کسی طرح سے تمھیں ہم ضرور دیکھیں گے

---

جاتے ہیں دو جو مری جان حزیں جاتی ہے　　تم تو بھی کھول کے ہنس لو تمہیں ہنسی آتی ہے

دل عشقِ بتاں میں مبتلا ہے — ہر سانس قضا کا سامنا ہے

نشۂ مے کیوں نہ ترے سر چڑھے — پھول وہی ہے جو ہمیشہ سر چڑھے

دل جگر تجھ پہ فدا ہو گئے باری باری — آئی اب اے نگہِ ناز ہماری باری

جب قصد کیا ہنسنے کا آنسو نکل آئے — جائیگا نہ یہ روگ بغیر از اجل آئے

اگر مر جاؤں تم ہرگز نہ رونا — برابر ہے مرا ہونا نہ ہونا

روح نکلی فراقِ دلبر سے — اک بلا تھی کہ ٹل گئی سر سے

ہم نے مانا حشر میں تم سب کے دیوانے گئے — سچ کہو کیا ہوگا اے محشر جو پہچانے گئے

ضعف کے ہاتھوں زمیں کے ہو گئے — جسجگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

آئے ہو عیادت کو تو جان لئے جاؤ — بیمار محبت کا کچھ کام کئے جاؤ

ہر قدم ہم سوز ہمتیں ہوں دل اگر مسرور ہے — جذب خالص ہو تو کوئی دوست کتنی دور ہے

عارض روشن سے زلف اُنکی سرک کر رہ گئی  رات آنکھوں میں تجلی سی چمک کر رہ گئی

---

وہ غم فرقت وہ وصلت کی خوشی جاتی رہی  دل کے مرجانے سے نشتر دلگی جاتی رہی

---

یہ بھی کچھ بات آگئی وہ بھی سمجھ گئے  چتون سے کیفیت تری دل کی سمجھ گئے

---

موقوف روز ہجر نہ فرقت کی رات پہ  آنسو نکل رہے ہیں مری بات بات پہ

---

کیا ہی خون لطف خاص سے جوش تمنا کا  کہاں تک روئے رونا کیجئے ناشکیبا کا

---

مقابل تیر ناز دلربا کے دل نہ لیجانا  جو لیجانا بھی اے نشتر سر محفل نہ لیجانا

---

جو نقش مٹ گئے ہیں انکو اُبھارتے جاؤ  لحد کے سوئے ہوؤں کو پکارتے جاؤ

---

مال مفلس کا نہ کوئی ناپ ہے نہ تول ہے  دل کی قیمت کچھ نہ پوچھو کوڑیوں کے مول ہے

---

مریض عشق کو درد جگر اب یوں ستاتا ہے  نہ لیٹے چین آتا ہے نہ بیٹھے چین آتا ہے

---

سامنے اُنکے چپ رہا نہ گیا  سب کہا پھر بھی کچھ کہا نہ گیا

ہم کو بگڑے ہوا امید قضا ہی حسین کوئی | اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی

⁂

تھا اگر یہ مادہ یون وہ ظلم پہ پہلے نہ تھا | شکوۂ تقدیر اتنا زود اثر پہلے نہ تھا

⁂

بیٹھا تھا میں دم بھر ترا کاشانہ سمجھ کے | دربان نے اٹھوا دیا دیوانہ سمجھ کے

⁂

وہ آگ بھڑکے دھوان کوہ طور سے نکلے | فغان جو میرے دل ناصبور سے نکلے

⁂

طالب ہیں دل کی اس جانب سے آفت کا تقاضا ہے | جو کہئے کچھ تو کہتے ہیں محبت کا تقاضا ہے

⁂

سوز غم سے یون لگی آگ آستین جلنے لگی | چشم نم کا جو گرا آنسو زمین جلنے لگی

⁂

بات بھی پوچھی نہ جائیگی جہان جائینگے ہم | بزم جانان سے اگر اٹھے کہان جائینگے ہم

⁂

کبھی گرتا ہے کبھی اٹھ کے سنبھلتا ہے کوئی | صبح کو یون تری محفل سے نکلتا ہے کوئی

⁂

آکے دنیا کی طرف ربط کہن سے چھوٹ گیا | کیون نہ مر جاؤن کہ اپنی انجمن سے چھوٹ گیا

⁂

کعبۂ اسلام میں بیٹھیں کہ مسکن دیر ہو | دوست کو یون بھی نہ پائیں [illegible]

رحم مجھ پر تمھیں منظور نہیں جور سہی — بار خاطر ہوا گریہ بھی تو کچھ اور سہی

دار فنا میں آ کے گذرنیسے کیوں ڈریں — مرنے ہی کو بنے ہیں تو مرنیسے کیوں ڈریں

بات جو تم نہ سنو اسکا نہ کہنا اچھا — ایسے بکنے سے تو خاموش ہی رہنا اچھا

رونا آتا ہی ہمیں اب نہ ہنسی آتی ہی — سانس لیتے ہیں اگر دم یہ بھی جاتی ہی

ہم جو ناصح کا پاس کرتے ہیں — صاف یہ ہے خدا سے ڈرتے ہیں

ہجر میں روئے پھر بھی رو نہ سکے — ہم جو چاہیں کبھی وہ ہو نہ سکے

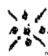
نہ پوچھ عشق کی منزل یہ تا حیات چلے — تمام دن چلے محشر تمام رات چلے

فراق دوست میں جبتک جئیں گے — شب و روز اپنا خون دل پئیں گے

وحشت عشق میں مجنوں سی مکان چھوٹ گیا — ایسے دیوانے ہوئے ہم کہ جہان چھوٹ گیا

دم نکل جائے نہ اے دل دم فریاد سنبھل — دیکھ کیا کرتا ہے او رکشتۂ بیداد سنبھل

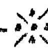
بیمار وفا غش میں ہے دامن کی ہوا دو　　سمجھو نہ اگر درد مری زلف سنگھا دو



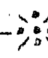
ہمارا حوصلہ لطف جفا سے اور بڑھتا ہے　　کہ طول زندگی ذکر قضا سے اور بڑھتا ہے



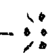
بگڑو نہ تو پوچھیں ہمیں اک بات میں شک ہے　　تم ظلم میں یکتا ہو مری جان کہ فلک سا ہے



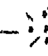
ہمیں جو اذن سیر دہر دیگا　　خدا اسکو جزائے خیر دیگا



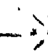
کبھی ہو انکی چتون ہر وقت ہمسے ڈرنا　　طرز غضب سے ڈرنا شان کرم سے ڈرنا



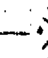
مانا ہر ایک بات مری جھوٹ ہی سہی　　بہتر ہے خیر تم جو کہو بس وہی سہی



کسی کی بزم سے یوں بھر کے آہ سرد اٹھے　　کہ چوٹ کھائے ہوئے دل میں جیسے درد اٹھے



خطا کی ہم اگر محفل میں آئے　　کہو جو کچھ تمہارے دل میں آئے



وہ اپنے جذب روحانی سے پورا کام لیتے ہیں　　کسی گرتے ہوئے کو دیکھ کر جھٹ تھام لیتے ہیں



کلیم اللہ کی صورت طور پر جھٹ سے چلو تم بھی　　کہ نظارہ بھی ہو اور سیکھو انداز تکلم بھی

دل پر شوق سے تیری نہ محبت چھوٹی — اتنی سی جان پہ کیا کیا نہ قیامت ٹوٹی

*

حالت بیمار فرقت کیا سے کیا ہوتی رہی — تم سر بالین جو تھے صدقے قضا ہوتی رہی

*

زندگانی ہے دل جو زندہ ہے — ایک ہی دم کا سب ظہورا ہے

*

تم کو قسم ہے چھوڑ نہ دینا جتنا کوئی — مرجائینگے تو یاد کروگے کہ تھا کوئی

*

کیا کہیں کس سے کہیں جیسے پڑا ہی پالا — لیگیا دل کو چرا کر کوئی آپس والا

*

فریبا حسن سے عالم تمہارا اور ہی کچھ ہے — ادا کچھ اور کہتی ہے اشارا اور ہی کچھ ہے

*

خدا رکھے ترقی دی ہے جسنے سوز فرقت کو — وہی رو کے بھی اے محشر دل سیماب [illegible]

*

ارے ہشیار ہو غافل کہاں تک دھن جوانی کی — لکھی جاتی ہے ایک ایک لمحہ حالت زندگانی کی

*

بیان فصل گل بے یار دل میں ہوک اٹھتی ہے — میری فریاد پہ گلشن میں کوئل کوک اٹھتی ہے

*

مثل ہشیار ہو نکے تھا یا عالم مستی میں تھا — کوئی شے میں بھی کبھی معمور مستی میں تھا

دل پر نظر اُنکی ہے تو ہم کس لئے روئیں لٹتا ہے جو گنجینۂ غم کس لئے روئیں

❊

شدت درد جگر میں دم نکل ہی جائیگا جی سنبھلنے والا ہوگا تو سنبھل ہی جائیگا

❊

کسی بیمار فرقت کی مصیبت اور بڑھتی ہے ادھر شام آئی اک تازہ قیامت اور بڑھتی ہے

❊

نظر سے حالت باطن سمجھ لی اہل محفل نے مجھے بیٹھے بٹھائے کردیا رسوا مرے دل نے

❊

اُنکی جانب سے جو اظہار تاسف ہوتا کون تھا پھر جسے مرنے میں تکلف ہوتا

❊

بیان حال کے جملے اثر دکھلا تو جاتے ہیں وہ جب سنتے ہیں دل سے کچھ نہ کچھ شرما تو جاتے ہیں

❊

ہمنے تو جی بہ کھیل کے ہجر کا ماجرا کہا کہہ چکے جب تبھی بولے وہ پھر سے کہو کہ کیا کہا

❊

غم بگڑے سے ہوا اُمید قضا ہی نہیں کوئی اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی



# خیالاتِ پریشان

اپنی محفل سے ہمیں تم نہ اُٹھانے دینا — کوئی کتنا ہی ستائے تو ستانے دینا

ہمنے یہ مان لیا گرچہ یہ شکون بد ہے — شمع تربت پہ اگر آئے تو آنے دینا



ظاہر عشق میں جیتا ہوں مگر جان نہیں — زندگی کا مجھے ہر چند کچھ ارمان نہیں

جاگنے والے کی ہر سانس کرامت دیکھی — صبح کرنا شب غم کا کوئی آسان نہیں

بدگمان وہ ہیں جو کہتا ہوں میں بھی شب وصل — جائیے اب مرے دل میں کوئی ارمان نہیں



ہجر میں کچھ بھی مجھ سے ہو نہ سکا — چاہتا تھا کہ روؤں رو نہ سکا

مرنے والے کا پوچھ لیتے مزاج — جاؤ اتنا بھی تم سے ہو نہ سکا



ہر ایک سانس میں سو بار تیرا نام آئے — زبان وہ دے مجھے یارب جو میرے کام آئے

امید وعدۂ جانان میں اُف ری بیتابی — دعائیں پڑھ رہیں دعائیں کہ جلد شام آئے

کلیم طور پہ جاتے ہیں کون سمجھائے — گران کسیکو نہ ہو منھ پہ وہ کلام آئے

ہمارے دلکو خدا رکھے رہتی دنیا تک — بنے جو تجھسے ستمگر کا منھ نہ نام لے



لطف ایام جوانی کچھ نہیں — تم نہیں تو زندگانی کچھ نہیں

سب کچھ انکا شکوۂ دردِ سری — میری فرقت کی کہانی کچھ نہیں

کھلے جاؤ دل پہ جو منھ سے کہو — ورنہ اقرار زبانی کچھ نہیں



ہمیشہ عشق میں بے جرم پر الزام ہوتا ہے — خطا کرتی ہیں آنکھیں مفت دل بدنام ہوتا ہے
علاج درد فرقت ہم نے دیکھا ہو تو یہ دیکھا — نکل لیتے ہیں جب آنسو تو کچھ آرام ہوتا ہے
نہ رو کر مبتلائے غم اگر فریاد کرتے ہیں — برا کیا ہے جو عالم میں تمھارا نام ہوتا ہے
ہم اپنی زندگی کو دیکھتے ہیں چشم عبرت سے — ہوا سے گل اگر کوئی چراغ شام ہوتا ہے



مغرور وفا اے دل خود کام نہ ہونا — ارباب نظر میں کہیں بدنام نہ ہونا
رسوائیوں سے عشق میں کیونکر بچے کوئی — الزام ہے یہ بھی کوئی الزام نہ ہونا



دم بیتابی فرقت کلیجہ تھام لینا ہے — یہیں ہاتھوں سے اپنا مختصر سا کام لینا ہے
تڑپ لینے دے امید سکوں جی کھول کر ہم کو — پھر آنکھیں بند کر کے مدتوں آرام لینا ہے



مریضوں میں اے خوبی تقدیر کتنی دیر ہے — عشق کی بنیادوں میں تعمیر کتنی دیر ہے
پوچھتے ہیں ہر نفس دل کی شب فرقت میں ہم — زور و شور نالۂ شبگیر کتنی دیر ہے



فریب لطف میں دل پھنس گیا قیامت ہے — ذرا سی بات کا یہ طول کیا قیامت ہے
بیاں سے پھونکتا ہی مردہ دلوں میں تازہ روح — شہید ناز کا بھی ماجرا قیامت ہے



صبح کرتے ہیں شب اتر سے رشتے بدلے | آنکھ کھل جاتی ہے جب بات کو سوتے سوتے
ہم ہستی میں کوئی کام کیے جا اے شمع | نام بھی ہو رہیگا صبح کے ہوتے ہوتے

---

تا کہ ہر طرف ہو تجلائے حسن دوست | لائیں کہاں سے تاب تماشائے حسن دوست
پہونچے کلیم طور پہ اندھیاری رات میں | اللہ رے عروج تمنائے حسن دوست

---

زمانے بھر کے غم اپنے لئے ہیں | نہ جانے کیا گنہ ہم نے کئے ہیں
ملے گی آپ ہی سے داد اُن کی | جن امید و بیم ہم اب تک جئے ہیں

---

دو دو پہر اب ہچکیں آیا نہیں جاتا | دل میں ہے کہاں درد دبایا نہیں جاتا
پہلے ہی شکوہ تھا وہ سنتے نہیں احوال | اب سننے جو بیٹھے تو سنایا نہیں جاتا

---

بیمار عشق ہوں مری حالت تو پوچھ لو | اے ہنسنے والو حال مصیبت تو پوچھ لو
دل بیچنے ہم آئے ہیں بازار حسن میں | سودا ہوا نہ ہو کوئی قیمت تو پوچھ لو
گو نا امیدیوں سے نہیں فرصت فغاں | خاموش کس لئے ہوں یہ حالت تو پوچھ لو
ہر چند راز عشق ہے ناگفتنی سہی | ناگفتنی ہے کیوں یہ حقیقت تو پوچھ لو

---

فراق اور بے اثر فریاد یہ کیا | یہ کیا ہے اے دل ناشاد یہ کیا
ہم اور اُس شوخ سے پیمانِ وصلت | اُمید اور بے بنیاد یہ کیا

غمِ فراق مین جی سے گزر گیا ہوتا     خدا نے فضل کیا ورنہ مر گیا ہوتا
شبِ فراق مین شور و فغان بپا ہوتا     ستم ہوا تھا وہ سوتے مین ڈر گیا ہوتا
دل و جگر کی کوئی یادگار رہ جاتی     لہو مین ناوک جانان جو بھر گیا ہوتا
نگاہ شوق کی گرمی کو روکتا نہ اگر     حضور آپ کا چہرہ اتر گیا ہوتا



دل بہت خوش ہو تو رونا چاہیے     آپ سے باہر نہ ہونا چاہیے
جب مین کہتا ہون خفا کیون ہین حضور     ناز سے کہتے ہین ہونا چاہیے



دل اور دل مین انکی تمنا لئے ہوئے     سوئے عدم چلا ہون مین کیا کیا لئے ہوئے
دل توڑنے کا لطف ہی جب ای خدنگ ناز     پہلو کسی طرح سے جگر کا لئے ہوئے



رنج سے یا کہ دل لگی سے کہو     تمھین کہنا ہو جو خوشی سے کہو
جو کہو تم مرے سر آنکھون پر     دوستی سے کہ دشمنی سے کہو



فکرِ وصلِ دوست مین یون عمر بھر بیٹھے رہے     اپنی ہستی و عدم سے بے خبر بیٹھے رہے
بات کرنیکا کسی ہمدرد سے کسکو دماغ     مدتون رکھے ہوئے زانو پہ سر بیٹھے رہے



دل مجھے اور دل کو خدا مل گیا     جذبِ محبت کا صلا مل گیا
پھیری نظر خونِ تمنا ہوا     بندہ نواز آپکو کیا مل گیا

نہ مرتے ہیں نہ کنج قید سے آزاد ہوتے ہیں — اسیر عشق جان زندگی کو بیٹھے روتے ہیں

انھیں مشق ستم اور مشق غم ہمکو مبارک ہو — او ملتے ہی چلے آتے ہیں آنسو جتنا یہ روتے ہیں

دل اپنا آنکھیں اپنی اشک اپنے جوش غم اپنا — کسی کا کیا بگڑتا ہے جو ہم قسمت میں روتے ہیں

---

دن کٹا شام ہوئی چرخ پہ تارے نکلے — نہ نکلنا تھا نکلے نہ ارمان ہمارے نکلے

ہوگئی عید مرادوں کی دم عرض سوال — خامشی سے تری کیا کیا نہ اشارے نکلے

مرنے والوں کی ترے خاک کریں قدر کیا — جیتے دیکھا جنھیں وہ گور کنارے نکلے

اہل فریاد ستم حشر میں پائیں کیونکر — جنکو دیکھا وہ طرفدار تمہارے نکلے

اونکی ہر سانس پہ صدقے ہو ہزاروں کی حیا — جو کہ مرنے پہ گنہگار تمہارے نکلے

---

یہی فائدہ بعد فنا ترے یہاں جا سکے — کٹی رہتی ہیں تکلیفیں مرض کی بیٹھ کے آگے

تمہیں چاہا تمہارے ہو گئے یہ جھوٹا گنا — مبارک ہو تمہیں ترک تعلق اب تو جاتے ہے

نظر ملتے ہی شام وصل ہم دگر گئے آیا — مناسب تھا نہ آنا ہی تمہارا ایسے آتے ہے

---

زمانے کا وہ بت خدا ہو رہا ہے — خدایا یہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے

کوئی ہنس رہا ہے ادائے ستم پر — کوئی دل ہی دل میں خفا ہو رہا ہے

---

میں سنتا ہوں جب یہ تھک کر کوئی بیٹھا — وہ ہوائیں ٹھنڈی میں دل بیقرار ٹھہرا

ملال بیوفائی نہ وفا کی داد چاہی — وہ مرا شعار ٹھہرا یہ ترا شعار ٹھہرا

مری جان چھوڑ ناصح مین فنا بھی ہون تو کیا ڈر — تم عاشقی کے قابل و دل بیقرار ٹھہرا

---

ہین ہمت دل خانہ خراب کے صدقے — کہ ہوگیا ترے حسن شباب کے صدقے
بلائین لیتی ہین چشم امید کی نظرین — دکھادے شکل ادا سے حجاب کے صدقے

---

اس سمجھ پر مین تصدق کیسکی سمجھے — بات سیدھی بھی کہی کوئی تو الٹی سمجھے
جان جان کہنے پہ بگڑے تو کیا قتل مجھے — واہ کیا خوب مری بات کے معنی سمجھے

---

پھیر کر نظرین جو وہ ہمسے خفا ہو جائینگے — ایک پل مین آشنا نا آشنا ہو جائینگے
دوست کی ناراضگی کا اسطرح دینگے جواب — ہم بھی اپنی زندگانی سے خفا ہو جائینگے

---

جو نظر سے گر گیا ہو اوسکی پھر اوقات کیا — آپکے نزدیک ہم کیا ہین ہماری بات کیا
صبح سے تا شام فرقت مین ہوا جو کچھ ہوا — دیکھنا ہے اب کہ دکھلاتی ہے ہمکو رات کیا
تیرے وحشی کا ہر اک موسم مین یکسان ہے مزاج — سردی گرمی کسے کہتے ہین اور برسات کیا

---

چھٹے وہ پڑ گئے جینے کے لالے — خدا ہی اب ہمارا دل سنبھالے
کوئی اہل نظر لائین کہان سے — دکھائین کسکو اپنے دل کے چھالے
غم و شادی کی ہین تصویرین دونون — تمہارے قہقہے اور میرے نالے
قیامت ہے قیامت روز فرقت — خدایا ہمکو دنیا سے اوٹھالے

بیمار محبت کی جب کوئی خبر پاتا — غیروں کی طرح تم بھی تو پھر کو چلے آتا
وادی محبت سے گزر کر جو وطن آئے — غیروں کا بیان کیا ہو اپنوں نے نہ پہچانا
روتے ہی ہوئے آئے روتے ہی ہوئے اوٹھے — عبرت گہ عالم میں اپنا ہے یہ افسانا

---

آپ جتنا کہ شاد ہوتے ہیں — اور بھی رونے والے روتے ہیں
کچھ نہ پوچھو حیات ہجر کا حال — صبح روتے ہیں شام روتے ہیں

---

لبوں پہ جان ہے فرقت کا غم نہیں اُٹھتا — خدا معاف ہو اب تو ستم نہیں اُوٹھتا
اوٹھوں اور اوٹھ کے چلا جاؤں کوئے جاناں سے — مگر میں کیا کروں ناصح قدم نہیں اُٹھتا

---

جب اہل عشق تیرا نام لیں گے — زبان و دل سے یکسان کام لیں گے
فنا اے دل نہ ہونا چوٹ کھا کر — ابھی تجھ سے بہت کچھ کام لیں گے

---

بہت دنوں میں جیا ہوں قضا سے ڈر ڈر کے — ہوا بتوں کا فدائی خدا سے ڈر ڈر کے
کیا ہے عرض تمنا کا حوصلہ آسان — حضور کے ستم ناروا سے ڈر ڈر کے
چلا ہوں محفل دلدار میں الٰہی خیر — قدم قدم دل ناآشنا سے ڈر ڈر کے
حیات عشق بسر کی ہے اس طرح میں نے — تری جفا سے اور اپنی وفا سے ڈر ڈر کے
زمانہ جس کو ستائے تو کچھ نہیں پروا — نڈر رہا ہوں کسی کی جفا سے ڈر ڈر کے
اوٹھاؤ اب نہیں نازک مزاجان حشر — بگاڑی عادت دل ابتدا سے ڈر ڈر کے